شرکِ ساز علما

سے

دوٹوک باتیں

الفقیہ الحکیم السید محمد احسن زیدی (مجتہد)

ڈاکٹر آف ریلیجنز اینڈ سائنس

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیمO

جملہ حقوق بحقِ مصنف محفوظ

نام کتاب : شرک ساز مسلمان علما سے دوٹوک باتیں

مصنف : الفقیہ الحکیم السید محمد احسنؔ زیدی (مجتہد)

ڈاکٹر آف ریلیجنز اینڈ سائنس

ناشر : صائم عباس زیدیؔ

طبع : سوم

تعداد : 500

قیمت : روپے

☆..................{www.insaaniat.org}..................☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O

یا محمدؐ ادرکنی یا علیؑ ادرکنی

مَقَامش عَبدُہٗ آمد وَ لیکن
جھانِ شوق را پرورد گار است

پیش رفت

محمدؐ و آلِ محمدؐ؛ اولیآءِ کرامؒ اور بزرگانِؒ ادیان کی توہین کب تک برداشت کی جائے گی؟ کب تک مصنوعی اور ابلیسی توحید پرستوں کے سامنے مومنین کی گردنیں جھکی رہیں گی؟ کب تک آپ اہلبیتِؑ رسولؐ اور خاصانؑ خدا اور اپنے قابلِ تعظیم بزرگوں کی قبروں، مزاروں، زیارت گاہوں و درگاہوں کو نشانۂ ملامت بنتا دیکھتے رہو گے؟ کب تک ان ابلیس کے نوزائیدہ بچوں کو امیر المومنین اور پنجتن بنتے دیکھتے رہو گے؟ کب تک اس مفسدہ پرداز گروہ کی پیش رفت برداشت کرتے رہو گے؟ جو خواجہ معینؒ الدین چشتی، داتا گنج بخشؒ، شہباز قلندرؒ، بوعلیؒ شاہ قلندر، اور تمام اولیآء اللہ کی نام بنام مذمت لکھ لکھ کر عوام میں پھیلا رہا ہے۔ جو حضرات علی و فاطمہ اور حسنین صلوٰۃ اللہ علیھم کو (معاذ اللہ) رام لچھمن سیتا لکھتا ہے اور اب اس زمانہ میں (معاذ اللہ) رسولؐ اللہ اور تمام مذکورہ بالا بزرگوں کو مردہ اور بے جان اور بے حس بُت کہتا ہے اور ان سے فریاد کرنا بت پرستی قرار دیتا ہے۔

(2) اس فتنہ پرور گروہ کا حملہ اُن تمام مسلمانوں پر ہے جو نعرۂ رسالت ''یارسولؐ اللہ''۔ 2۔ نعرۂ حیدری ''یا علیؑ'' اور 3۔ نعرۂ غوثیہ ''یا غوث اعظم'' کو جائز سمجھتے ہیں۔ جو اپنے مرحوم بزرگوں اور بزرگانِ دین کو ایصالِ ثواب اور فاتحہ خوانی کی؛ سوئم اور دسویں، بیسویں، چالیسویں اور برسی کی محفلیں قائم کرتے ہیں۔ جو پیروں اور مرشدوں کے ماننے اور انکا عرس منانے والے ہیں۔ جو محمدؐ اور آلِ محمدؐ اور اولیاء اللہ کو فریاد رَس سمجھ کر اپنی مشکلات میں اُن کو وسیلہ بناتے ہیں۔ جو انہیں اور شہدأؑ کو زندہ مانتے ہیں اور حصولِ برکت اور مراد مندی کیلئے اُنکے مزاروں پر جاتے ہیں اور زیارت کی تمنائیں اور دُعائیں کرتے ہیں جو مزاروں کو سجاتے ہیں، چادریں چڑھاتے ہیں، جو وہاں جھاڑو دینا سعادت مندی سمجھتے ہیں، جو نذر و نیاز کرتے ہیں، اور نذر و نیاز کی چیزیں حاصل کرنا اور کھانا باعثِ ثواب سمجھتے ہیں۔ جو بائیس رجب اور گیارھویں کی نذر دلاتے ہیں۔ بی بی فاطمہؑ کی کہانی سنتے ہیں اور منتیں مانتے ہیں۔ جو رسولؐ اللہ اور شھدائےؑ کربلا کا سوگ مناتے ہیں۔ وہ گروہ اِن تمام مسلمانوں کو مشرک اور بُت پرست کہتا اور لکھتا چلا آیا تھا۔ لیکن آج کل اس گروہ نے ایک منظّم صورت اختیار کر کے ایک اجتماعی حملہ شروع کر رکھا ہے۔ یہ حملہ مسلمانوں کے تمام فرقوں پر جاری ہے۔ اُنھوں نے اپنی تصنیفات میں رواداری اور تہذیب و مروّت کو خیر باد کہہ کر وہ گندی اور اشتعال انگیز زبان استعمال کرنا شروع کی ہے جو کسی مذہب و ملت میں جائز نہیں ہے۔ انہوں نے اپنے قدیم و جدید بزرگوں کی طرح قرآن و حدیث کو مروڑ کر، معانی اور مطالب بدل کر خود ساختہ روایات کی آڑ میں چُھپ کر ایک ایسی توحید خداوندی پیش کرنے اور مسلمانوں کو مشرک بنانے کی مُہم شروع کی ہے جس میں تمام نبیوںؑ، رسولوںؑ، آئمہؑ اور اولیاءؒ اللہ اور ملائکہ کی نفی کر دی گئی ہے۔ یہ وہی شیطانی توحید ہے

جسے ابلیس ملعون نے روزِ ازل اختیار کیا تھا اور اللہ کے حکم کو سند بنانے کے بجائے اپنے ذاتی اجتہاد کو دلیل و سند بنا لیا تھا۔ اور انبیاؑ کو سجدہ کرنا شرک سمجھا تھا۔ خدا کی عزت کو قسم کھانے کیلئے استعمال کیا تھا۔ مگر خدا کا حکم ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ حالانکہ تمام ملائکہ نے اللہ کے حکم سے اجتماعی طور پر انبیا علیہم السلام کو لائقِ سجدہ سمجھ کر سجدہ کیا تھا۔ لیکن شیطان ہمارے اس گروہ کیلئے یہ اسوۂ حسنہ چھوڑنا چاہتا تھا کہ وہ ہمیشہ انبیاؑ کو سجدہ کرنا شرک سمجھتے رہیں اور ابلیس والی اُس توحید کو دنیا میں قائم کریں ابلیس نے ان ڈھکوی، مسعودی، مظہری، اور عُزیری مجسموں کو عالم ذر کے قالبوں میں اشارہ کر دیا تھا اور اُن ہی کے بھروسہ پر اللہ کو چیلنج کر دیا تھا کہ میں اپنے علاّموں اور مولویوں اور مجتہدین کے ذریعہ تمام نوع انسان کو اغوا کر کے چھوڑوں گا اور اللہ نے اُسے پوری چھوٹ اور تمام متعلقہ اختیارات دے کر اُسکا چیلنج قبول کر لیا تھا اور اُسکو مع اُسکے ہمنوا علاّموں اور مجتہدوں کے جہنم واصل کرنے کا اعلان کر دیا تھا (سورہ ص 85-38/71 وغیرہ)

(3) ابلیسی توحید پرستوں کو بعض علما نے جوابات دیئے ہیں۔ لیکن وہ اس لئے بے اثر اور بے نتیجہ ثابت ہوئے کہ ہمارے علما نے اپنے جوابات میں نہ وہ زبان استعمال کی جو یہ شرک ساز گروہ سمجھتا ہے۔ نہ وہ طریقہ اختیار کیا جو اُن کا منہ بند کرنے کیلئے کافی ہوتا۔ وجہ یہ ہوئی کہ توحید، خالص توحید کا نعرہ ایک حقیقی عظمت رکھتا ہے اور شرک سازوں نے اُسی عظمتِ خدا کو اپنی ڈھال اور اوڑھنا بچھونا بنائے رکھا ہے۔ لہٰذا علما مرعوب رہے اور اپنے جوابات میں ہر جملہ اور ہر لفظ لکھتے ہوئے خوفزدہ رہے کہ کہیں کوئی لفظ قلم سے ایسا نہ نکل جائے کہ وہ مشرک علما ان کی گرفت کر لیں۔ لہٰذا جو کچھ لکھا اُس میں اُس فتنہ ساز گروہ کے موقف کو تسلیم کر کے لکھا اور جب اُن کے موقف ہی کو یعنی جب اُن کی ابلیسی توحید ہی کو مان لیا تو باقی کیا رہا؟ لہٰذا اُن کے جواب بے جان تھے۔ عذرات ہی عذرات تھے۔ مثلاً:۔

''جی ہاں انبیاؑ اور آنحضرتؐ کو سجدہ کرنا ہے تو شرک ہی۔ مگر وہ عبادت کی نیت سے شرک ہے۔ ہم تو تعظیم کیلئے سجدہ کرنا بھی منع کرتے ہیں۔ مگر ہمارے جوشیلے نوجوان وعوام اپنی جہالت کی بنا پر معاف کر دیئے جائیں گے۔''

وغیرہ وغیرہ بکواس کی گئی اور بکواس ہونے اور غلط راہ اختیار کرنے کی بنا پر بے اثر رہی اور کبھی ہمارے عوام ان خبیثوں کو سینہ تان کر جواب نہ دے سکے۔ جب علما ہی ڈھیلے ہوں، جب علما ہی دلیل و برہان پر غور نہ کرتے ہوں تو عوام کہاں جائیں؟ کس سے فریاد کریں؟ اور جب فریاد کرنا بھی شرک ہو تو کیا کریں؟ نتیجہ یہ ہوا کہ تعلیم یافتہ طبقہ بددل و بدظن و برگشتہ ہو کر اپنی دنیاوی مصروفیات میں لگ گیا۔ علما آپس میں گٹھ جوڑ اور رضا کاری صلح کر کے بیٹھ گئے۔ اُدھر اُس نام نہاد توحید پرست گروہ نے مدت دراز سے دو چار سورتیں یاد کرا کے روٹی کپڑے کے عیوض اپنے عالم نما جہلا کو مسجدیں سنبھالنے اور مذکورہ خالص توحید کا پرچار کرنے پر لگا رکھا تھا یہ بڑی قدیم اور گہری چال تھی۔ جو سرمایہ دار اس کے نتیجہ کو سمجھ گئے انھوں نے اُن مذکورہ پیش نمازوں کی مفت تنخواہیں مقرر کر دیں۔ جیسے مدت تک حبیب کے رفاہ عامہ کا ٹرسٹ اِدھر اور خدام المسلمین اُدھر اُن کی کفالت کرتی رہی۔ حتٰی کہ وہ پالیسی خود کفیل (Self sufficient) ہوگئی۔ آج (1976ء میں) جس مسجد میں جاؤ گے، خواہ وہ سنی نام ولیبل کی مسجد ہو، حنفی مسجد ہو یا شیعہ مسجد ہو، وہاں کم از کم ایک ورنہ دو یا زیادہ آدمی شرک ساز مسلم علما کے گروہ کے موجود پاؤ گے جو تمام دن بچوں کو پڑھاتے ہوئے اُس ابلیسی توحید کے جراثیم معصوم دماغوں میں ودیعت کرتے ہیں اور پانچوں وقت کی نماز اور جمعہ میں مسلمانوں کا رخ قدم بقدم اُسی ابلیسی منصوبے کی طرف موڑ رہے ہیں۔ اسی پالیسی کی شکست وریخت کیلئے ضروری ہے کہ ہماری حکومت اُن مساجد اور ملانٹوں پر قبضہ کرے اُن کو اُس دشمنِ اسلام گروہ کی گرفت سے نکالے اور اِدھر عوام کو چاہئے کہ وہ اُس قسم کے عناصر کو غیر مسلح (Disarmed) کرنے میں حکومت کی مدد کریں اور وقت نکال کر پیش نماز کی نگرانی کریں۔ اور گاہے ماہے ان سے اولیائے کرام سے استمداد اور مزاروں کے متعلق مسئلہ دریافت کریں۔ تنہائی اور رازداری کو ملحوظ رکھیں۔ دل کا حال معلوم ہوتے ہی اُن کو مسجد سے رخصت کرانے کا اہتمام کریں اور یوں اس گروہ کی قائم شدہ قوت کو توڑ دیں۔

(4) ہم نے مدت تک صبر کر کے آخر طے کیا کہ لاؤ توحید پرست گروہ کا حدود اربعہ مومنین کے سامنے رکھ دیں اور اُن کو ایسے دلائل فراہم کر دیں کہ اُن کا بڑے سے بڑا عالم ہمارے جاہل سے زیادہ جاہل آدمی سے چھپتا پھرے۔ چنانچہ یہ گزارشات کتاب کی صورت میں پیش کر کے تمام اہل مذاہب سے عموماً اور تمام مسلمانوں سے خصوصاً التماس کرتا ہوں کہ آپ اپنی اپنی صفوں میں مذکورہ دشمنانِ اسلام وادیان کی زبان بندی کیلئے ہمارے پیش کردہ دلائل استعمال کریں۔ انہیں تلاش کر کے باہر

نکالیں۔ہم اس کتاب میں تمام سابقہ انبیؑا کی طرف سے مسلّمہ عقائد پیش کر رہے ہیں اور اُن کو دوٹوک زبان میں چیلنج کر رہے ہیں۔انبیا و رسل علیہم السلام اور اولیا کرامؒ ہی سے پوری نوع انسان وابستہ ہے اور اُن کی تعظیم وتکریم حتٰی کہ اُن کے حضور سجدہ ریز ہونا تمام الہامی کتابوں سے جائز و ثابت ہے۔ہم اُن توحید کے نعرے مارنے والوں کو دکھانا چاہتے ہیں کہ جن کو وہ اپنا بزرگ مانتے ہوں اور جو جو کمالات اُنکے بزرگوں سے ثابت ہوں وہ ہمارے سامنے ثابت کریں اور دیکھیں کہ ہم بزرگوں کی قبریں اور مزار تو بڑی چیز ہیں، پتھروں اور لکڑیوں سے ان سے بہتر کمالات روز روشن میں دکھا سکتے ہیں۔ادھر ہم انہیں چیلنج کرتے ہیں کہ وہ قرآن کریم کو درمیان میں رکھ کر ہم سے جہاں چاہیں جس طرح چاہیں ہمارے پیش کردہ موقف پر گفتگو کر سکتے ہیں۔انشاءاللہ والامام علیہ السلام وہ اپنی زبان گنگ پائیں گے اور ہرگز مقابلہ کی جرأت نہ کریں گے، والسلام۔

الفقیہ الحکیم السیّد محمد احسن زیدی(مجتھد)

ایم ایس سی،ڈاکٹر آف ریلیجنز اینڈ سائنس

شرک سازمشرک علما سے دوٹوک باتیں؟

1۔ شرک سازوں کا حدود اربعہ

تعلیماتِ اسلام کی راہ میں نہ کفار و مشرکین رکاوٹ بن سکے نہ کفر و شرک ہی مسلمانوں کی ترقی میں سدِّ راہ ہوئے۔ نہ اہلِ کتاب اور اُن کا نظامِ تمدن قرآنی تعلیمات کا مقابلہ کر سکے۔ نہ دیگر اقوامِ عالم ہی ہماری رفتار و اثر و نفوذ میں مزاحم ہو سکیں۔ جس طرف قرآنی حقائق اور معلمینِ قرآنؑ نے رخ کیا لوگ جوق در جوق سر تسلیم جھکا کر دائرہ اسلام میں داخل ہوتے چلے گئے۔ لیکن جو گروہ ہمیشہ اور ہر ہر دور میں اور ہر قدم پر مبلغینؑ اسلام کی راہ روکنے میں کوشاں رہا اور جس نے تمام کفار و مشرکین سے زیادہ اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچایا اور جن کے منصوبہ نے لاکھوں مسلمانوں کا خون بہایا؛ سینکڑوں مکاتب فکر ایجاد کئے اور مسلمانوں کو مستقل اور روز افزوں فرقہ واریت کے گرداب میں پھنسا دیا۔ وہ گروہ مکہ کے اُن دیدہ وروں پر مشتمل تھا، جو مذہبیات و سیاسیاتِ عالم میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے، جنکے تصورات و پالیسی ،بقولِ قرآن، پہاڑوں کو سامنے سے ہٹا سکتی تھی (14/46)(وَاِنْ کَانَ مَکْرُھُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ) جن کی اسکیم سے اللہ کے علاوہ کسی کی اسکیم زیادہ دور رس و اثر انگیز نہ ہوتی تھی (وَمَکَرُوْا وَمَکَرَاللّٰهُ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ O (3/54)وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ O (8/30) نہ مستقبل میں ہو سکتی تھی۔ مگر دانشورانِ مکہ کا یہ گروہ بھی کفر و شرک کی قوت سے اسلامی حقائق کے سیلاب کو نہ روک سکا۔ آخر اس نے قرآن اور صاحبانِ قرآن سے ٹکر لینے کیلئے تعلیمات اسلام ہی کو اپنا آلۂ کار بنایا اور اسلامی تعلیم کو طاغوتی تعبیرات کی روشنی میں اختیار کر لینے کا فیصلہ کر لیا اور قرآن کریم نے انکے اس طاغوتی منصوبہ کو بھی ریکارڈ کر لیا اور مسلمانوں کو بتایا:۔

اَلَمْ تَرَاِلَی الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّھُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاکَمُوْٓا اِلَی الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ یَّکْفُرُوْا بِهٖ وَ یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّھُمْ ضَلٰلاً بَعِیْدًا O (سورہ النسآء 4/60)’’کہ تمہارے اندر ایک ایسا گروہ شامل ہو گیا ہے جو یہ پروپیگنڈا کر رہا ہے کہ وہ قرآن پر اور سابقہ تمام الہامی کتابوں پر ایمان رکھتا ہے۔ لیکن اسکیم اُن کی یہ ہے کہ وہ قرآن اور سابقہ کتابوں کے اُن فیصلوں کو اختیار کریں گے جو طاغوتی تعبیرات کے ماتحت صحیح ہوں گے۔ ورنہ رسولؐ کے ہر حکم اور فیصلے سے بچ نکلنے کی راہ نکالیں گے (مائدہ 5/41) حالانکہ اُن کو یہ معلوم ہے کہ طاغوت سے کفر کرنا ہر مسلمان پر واجب ہو چکا ہے۔ بات یوں ہے کہ شیطان نے یہ تہیہ کر لیا ہے کہ مکہ کے مذکورہ لیڈروں کو گمراہی کی انتہائی حدود سے بھی پار کر کے چھوڑے۔ یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ یَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِیْتُمْ ھٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا.. (مائدہ 5/41)۔ اُنکے اسلامی اور قرآنی احکام سے بچ نکلنے کا طریقہ یہ ہو گا کہ وہ دانشورانِ قوم، قرآن کے الفاظ کے مقررہ معنی میں تبدیلی کر کے منشائے خدا اور رسولؐ کو اپنے منصوبے سے ہم آہنگ کر لیا کریں گے۔ اس قاعدے کی بنا پر انہوں نے کہہ دیا ہے کہ اگر رسولؐ تمہیں طاغوتی تعبیر کے مطابق حکم دے تو تم بلا جھجک ایسے حکم کو اختیار کر لیا کرو، اور اگر کوئی ایسا حکم دیا کرے جو معیارِ طاغوتی کے خلاف ہو تو معنوی تبدیلی کے اصول پر اس کی تعمیل سے بچ نکلا کرو۔‘‘

قارئین کرام نوٹ فرمالیں کہ ملک عرب کے اندر مکہ وہ شہر تھا۔ جہاں تمام معلومہ دنیا کے بزرگ ترین سیاسی و مذہبی راہنما آباد تھے۔ اُن حضرات نے حضرت ابراہیمؑ و اسماعیلؑ اور تمام سابقہ انبیا علیہم السلام کی تعلیمات کو اپنے اجتہادی اور مشاورتی فیصلوں سے جو کچھ بنا لیا تھا وہ سب قرآن کریم نے ہم تک پہنچا دیا ہے۔ لیکن قرآن سے اُمت کا رابطہ سوچی سمجھی اسکیم کے ماتحت منقطع کر دیا گیا۔ دورِ اوّل میں اسلئے کہ اس وقت دانشورانِ قوم خود براہ راست متعلق تھے۔ بعد کے ادوار میں اس لئے کہ مذکورہ بالا گروہ نے مذکورہ بالا اصول کے ماتحت قرآن کریم کو اس انداز سے مختلف شعبوں میں تقسیم کر دیا تھا کہ قرآن کریم کی اہم ترین اور تخلیقی تعلیمات نظر سے اوجھل ہو جائیں اور اُدھر نہ کوئی توجہ کرے نہ حقیقی مفاہیم خداوندی

> وَ قُلْ اِنِّیْٓ اَنَا النَّذِیْرُ الْمُبِیْنُo کَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَی الْمُقْتَسِمِیْنَo الَّذِیْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِیْنَ O
> (سورہ الحجر 90-15/89)(یہ پورا رکوع پڑھیں)

اور عربی پالیسی سمجھیں اور یوں قرآن بے اثر اور بے نتیجہ ہو کر رہ جائے۔ آپ یہ آیات ہی نہیں بلکہ سورہ حجر کا آخری پورا رکوع پڑھیں اور کوئی دستیاب ترجمہ پڑھ لیں تو ہم سے متفق ہونا پڑے گا۔ (1) اُن لوگوں نے کہا اور لکھا کہ قرآن میں کچھ حصہ ایسا ہے جو لکھا تو رہے گا، پڑھا بھی جائیگا مگر اس پر عمل منع ہے۔ (2) کچھ حصہ ایسا بھی ہے جس سے مسلمانوں کا تعلق ہے۔ (3) مگر اُس حصے میں سے کچھ حصہ متشابہ ہے۔ جو اُن دیدہ ورانِ قوم کے نزدیک مشکوک اور بعید از عقل ہے۔ (4) کچھ حصہ مجمل یعنی ناقص اور گنجلک ہے جس سے قابل فہم و عمل مفہوم بر آمد نہیں ہوتا۔ (5) کچھ حصہ عام ہے۔ (6) کچھ خاص خاص حالات میں کام دیتا ہے۔ (7) کچھ مقیّد ہے۔ (8) کچھ مطلق ہے۔ (9) کچھ قدیم اقوام اور اُمتوں کے قصے اور کہانیاں ہیں۔ (10) کچھ سابقہ شریعتوں کے احکام اور عبادات ہیں جو منسوخ ہیں۔ (11) کچھ عجائبات اور معجزات سے وابستہ ہے۔ (12) اور کُل چار پانچ سو آیات ہیں جو مسلمانوں کی عملی زندگی اور نظام و انتظام سے متعلق ہیں۔ (یعنی باقی کم وبیش تقریباً چھ ہزار آیات بطور تبرک اور آثار قدیمہ یا ڈاکٹر احسن کیلئے ہیں) اس تقسیم پر سورہ حجر کی یہ دو آیات قبل از عملی تقسیم کے روشنی ڈالتی ہیں۔ مگر چونکہ زیر نظر تقسیم نے علما کی توجہ کو محدود دائرہ میں مرکوز کر دیا اسلئے بعد کے ادوار میں لوگ اس پالیسی سے قطعاً بے بہرہ رہے۔ جو مندرجہ بالا گروہ نے، جنہیں اب مُقۡتَسِمِيۡنَ (تقسیم کنندہ) کہا گیا، تیار کی تھی۔ اور جس میں وہ سربستہ راز پوشیدہ تھا جسے قرآن کریم کی نزولی ترتیب نے اُنکے فہم و بصیرت سے محفوظ رکھ کر آگے بڑھایا اور جسے کھولنا ہمارے مقدر میں لکھا گیا تھا اور جو ہماری تصنیفات پڑھنے والوں پر مدت دراز سے واضح ہو چکا ہے۔ بہر حال مختصراً یہاں بھی چند چیزیں پیش کرتے ہیں تاکہ مشرک علما اور شرک سازی کا جذبہ محرکہ معلوم ہو جائے۔

2۔ نظامِ شرک کے از سرِ نو قیام کی اسکیم محمدؐ و آل محمدؐ سے انتقام پر مشتمل ہے

دانایانِ عرب اور سردارانِ قریش جب اسلامی حقائق کے سیلاب کو روکنے میں ناکام و مایوس ہو گئے تو انہوں نے مذکورہ بالا اصولوں کے سائے میں آدھا کلمہ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه پڑھا اور مومنین کی جماعت میں گھل مل گئے۔ قارئین کو حیرت ہوگی اگر ہم یہ کہہ دیں کہ مکہ میں چند خاندانوں کو چھوڑ کر سب ہی مسلمان آباد تھے اور خصوصاً قریش سارے کے سارے مسلمان تھے۔ یہ سب اللہ کو اُس کی تمام صفات کے ساتھ مانتے تھے۔ اپنے ناموں اور لباس و شکل وصورت اور وضع قطع میں، یہود و نصارٰی تو ذرا مختلف تھے اور دیکھنے والے انہیں پہلی نظر میں پہچان لیتے تھے۔ مگر وہ لوگ جنہیں قرآن نے عمل کی بنا پر مشرک اور ہم نے عقائد کی بنا پر مسلمان کہا ہے بالکل نہ پہچانے جاتے تھے۔ وہ سب وہی لباس پہنتے تھے جو مسلمان پہنتے تھے۔ دوسرے الفاظ میں یہ کہہ لیجئے کہ اُن کی ہر چیز مسلمانوں میں بحال رکھی گئی۔ اُن کے نام وہی رہے جو پہلے سے چلے آرہے تھے، اُن کا لباس وہی رہا، برتن وہی رہے، داڑھیاں اُن کے یہاں سب رکھتے تھے۔ یعنی ایسا نہ تھا جیسا کہ ایک ہندو کو مسلمان کرتے وقت اس کا سب کچھ بدلنا پڑتا ہے۔ وہ حج کرتے تھے، نماز پڑھنے والے بھی اُن میں تھے، وہ زکوٰۃ سے ناواقف نہ تھے، روزہ وہاں رکھا جاتا تھا، نماز جنازہ بھی پڑھی جاتی تھی (ملاحظہ فرمائیں تواریخ عرب کا جغرافیہ اور مذاہب) بس اُن میں ایک خرابی تھی یعنی وہ مشرک تھے۔ یعنی وہ ایسے ہی مسلمان تھے جیسا کہ آج یہ مشرک اور شرک ساز علما ہمیں اور مسلمانوں کی عظیم کثرت کو ثابت کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ یہی وہ گروہ ہے جو کبھی اہل حدیث کی نقاب پہن لیتا ہے اور کبھی وہ غیر مقلِد ہونے کا لیبل لگا لیتے ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جنہیں ایک ہزار سال سے تمام حنفی و مالکی و شافعی اور حنبلی علما، کافر و ملحد اور مشرک ثابت کرتے چلے آئے ہیں۔ جنہیں کبھی بھی اہلسنت نے قبول نہیں کیا۔ ہمیشہ اُن کو قابل نفرت سمجھا۔ اُن کا کفن دفن اور نمازِ جنازہ پڑھنا حرام قرار دیا۔ اپنے قبرستانوں میں اُنکے مُردوں کو دفن کرنے سے روکا۔ اُن کی عیادت، ماتم پرسی اور اپنی مساجد میں اُن کا داخلہ گناہ سمجھا۔ (ملاحظہ فرمائیں کتاب ''کفر ساز علما'') ہم مسلمانوں میں پوشیدہ اِس تخریب کار گروہ کے عقائد اور مذہب خالص قرآن سے پیش کرنیوالے ہیں۔ یہاں تو اس گروہ کے اوّلین شیوخ اور دانشوروں کی ابتدائی پالیسی کے چند نکات آپکے سامنے لانا چاہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب تعلیماتِ اسلام کی ہمہ گیری کا خلاصہ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه کی سمٹی ہوئی صورت میں پیش فرمایا تو دانشورانِ قریش نے یقین کر لیا کہ آنحضرتؐ سچ مچ رسولؐ ہیں اور قطعاً سابقہ رسولوںؑ کی تعلیمات کے مطابق اپنا منصوبۂ حکومت و امامت پیش کرینگے اور رفتہ رفتہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کے ساتھ مُحَمَّدٌ رَسُوۡلُ اللّٰه کو چسپاں کر کے توحید میں ترکیب سے شریک ہو جائیں گے۔ اسکے بعد مرحلہ وار اسلامی عقائد اور اعمال اور شرائط کا انبار اسی طرح لگائیں گے جس طرح سابقہ انبیاؑ نے نوع

انسان کو ہزاروں احکام کا پابند کر کے اپنا اور اپنی مقدس نسل کا مطیع وفرمانبردار بنانے کی کوششیں کی تھیں۔ بالکل اسی انداز سے موقعہ ملنے پر اُس اعلان کی تفصیل بھی لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ پر لادی جائے گی جو اعلانِ بعثت میں پوشیدہ تھا۔ یعنی یہ علیؑ ہے، میرا بھائی اور وزیر اور خلیفہ ہے ''تمہیں چاہئے کہ اس کی بات سنو اور اطاعت کرو'' قُولُوا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ تُفْلِحُوا وَمَن قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَجَبَ لَہُ جَنَّۃ۔ اور ایک دن وہ آئے گا کہ یہ سادہ اعلان کہ '' لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہہ دو اور کامیاب ہو جاؤ اور جس نے بھی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہہ دیا جنت اسکے لئے پکی ہوگئی'' ناکافی ہو جائیگا اور صرف لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہنے والے کو ہر گز مسلم و مومن نہ سمجھا جائیگا۔ انہوں نے رسولؐ اللہ کے اس اعلان کو ایک فریب سمجھ کر اس کی مخالفت اور موافقت پر مجتہدانہ غور وخوض کیا۔ دوہری دوہری اور دودھاری پالیسیاں مرتب کیں، اپنے ہم وطن اور ہم قوم یہودی اور عیسائی علما اور مجتہدین سے رابطہ اور مشاورت وتعاون کا معاہدہ وانتظام کیا۔ یوں مستقل حزبِ مخالف ابلیسی اہتمام کر کے انہوں نے اپنے ماہرین کو اجازت دے دی کہ وہ مناسب اور اثر انگیز مواقع پر اس ادھورے کلمہ (لَا اِلٰــــہَ اِلَّا اللّٰــــہ) کا اقرار کر کے مسلمانوں میں گھل مل جائیں۔ مسلمان دانشوروں کے قلوب میں جگہ بنائیں۔ سوالات واعتراضات اور بحث ومباحثہ سے اپنی ازلی اور ابلیسی توحید کا تصور پھیلائیں اور رسول اللہ کو ہر گز لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ سے تجاوز نہ کرنے دیں۔ عوام الناس کو بتائیں کہ اللہ سے کسی اور مخلوق کو وابستہ کرنا شرک ہے، اللہ کی ذات پاک ہے، مخلوق فانی ہے، خود ملائکہ اور انبیا علیھم السلام ذاتِ خداوندی سے کوئی علاقہ اور نسبت نہیں رکھتے۔ دیکھو سابقہ انبیؑا کی آلؑ واولاؑد اور انبیؑا کے پسندیدہ لوگ مذہب کی آڑ لے کر نوعِ انسان پر مسلّط ہوتے رہے۔ لہٰذا تم سابقہ امتوں کے حالات سے عبرت حاصل کرو اور ہر گز محمدؐ وآلِ محمدؐ اور اُن کے مقرر کردہ خاندانی اولیؑا کو قوم پر مسلط نہ ہونے دینا اور قرآن کی آیت ہو یا حدیثِ رسولؐ ہو، اُن کا کوئی ایسا مفہوم قبول نہ کرنا جو اُن لوگوں کی حکومت یا تسلّط اور اقتدار قائم کرنے کا مطلب لئے ہوئے ہو۔ آلِ محمدؐ اور اُن کے اولیؑا تو الگ، خود محمدؐ ہماری طرح گوشت پوست سے مرکب انسان ہیں۔ ہم نے مستقبل میں اُنکے اقتدار سے بچنے کیلئے یہ اقرار کرالیا ہے کہ ''یقیناً میں تمہاری مثل بشر ہوں'' اور انہوں نے مان لیا ہے کہ ''وحی کے سوا ان میں اور ہم میں کوئی فرق نہیں ہے۔'' (الکھف 18/110)

لہٰذا وحی سن لینے کے بعد وہ دانشورانِ قوم اُنؐ سے افضل اور زیادہ قابلِ اعتماد ہیں۔ جو اُن سے زیادہ تجربہ اور اُمورِ دنیا کی بصیرت رکھتے ہیں۔ لہٰذا آیات کے عربی اور عملی مفہوم کو اُن سے بہتر سمجھ سکتے ہیں اور جہاندیدہ ہونے کی بنا پر اُن کا مشورہ محمدؐ کیلئے ضروری ہے۔ اور قرآن کی وہی تعبیر اور مفہوم اُمت کو اختیار کرنا لازم ہے جو محمدؐ کے ساتھیوں میں سے دانشورانِ قوم نے سمجھا اور اختیار کیا۔ چنانچہ رسولؐ کا ہر وہ فیصلہ اور حکم ناقابلِ قبول ہوگا جس میں اُن کی ذاتی رائے ہوگی یا جو رسولؐ کے صحابہ کی کثرت کی منشا کے خلاف ہو۔ یا جس میں رسولؐ خاندانی جذبات سے متاثر پائے جائیں۔ اِس لئے کہ بشری تقاضوں کی اطاعت شرک ہے۔ رسولؐ ہماری مثل بشر ہے اور ہماری طرح (معاذ اللہ) غلط فہمی وغلط کاری میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ لہٰذا قرآن ہمارے لئے اسی شرط کے ساتھ کافی ہے۔ قرآن کے علاوہ ہم تمام آثار کو مٹاتے جائیں گے تاکہ بعد میں اُمت شرک سے محفوظ رہے۔

3۔ توحید روڈ کیماڑی پر دشمنانِ اسلام کی شرک ساز فیکٹری

قارئین کرام نے وہ اصول وقواعد اور اسکیم ملاحظہ کی جو مشرکین عرب نے محمدؐ وآلِ محمدؐ سے انتقام کیلئے تیار کی اور جسکے مطابق برابر عمل ہوتا چلا آیا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ مشرکین اوّلین کی تصدیق اُن پمفلٹس میں بھی ملاحظہ فرمالیں جو مندرجہ بالا کارخانہ داروں نے ملک بھر میں سپلائی (supply) کئے ہیں اور جن میں اپنے سوا تمام مسلمانوں کو مشرک اور ملحد لکھا ہے۔ ہم نے اپنی گفتگو میں یہ کہا ہے کہ مشرکین نے ادھورا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونے کا اعلان کیا اور ایک ایسی توحید کا تصور پیدا کیا جو انبیؑا ورسلؑ اور اولیؑا اللہ سے ملوث نہ ہو۔ یعنی جس میں نبیوںؑ، رسولوںؑ اور خصوصاً محمدؐ وآلِ محمدؐ اور اولیاءؑ اللہ اور اُن کے آثار اور یادگاروں کا شرک نہ ہو۔ یہاں ہم ابلیسی توحید کے مبلّغ کے الفاظ اور مفاہیم کا وہ نمونہ دکھاتے ہیں جو مسلمانوں کو شرم دلانے اور انہیں مشرک سے مسلم بنانے کیلئے لکھنے کی ضرورت پیش آئی۔ غور سے پڑھئے اور سوچئے کہ آیا آپ مسلمان ہیں یا مشرک ہیں؟

(الف)۔ تمام مزاروں، تمام درگاہوں اور آستانوں کو تباہ کردو، ورنہ تم مشرک ہو

''اگر اس فرمانِ خداوندی کو حق مانتے ہو؟ تو یہ بھی مانو کہ اب تم اُس ایمان کے حامل نہیں رہے ہو۔ جس ایمان سے دنیا و آخرت کی سربلندی اور تاجداری کا وعدہ کیا گیا تھا۔ ثبوت درکار ہو تو ایک طرف مسجدوں میں جھانک کر دیکھو اور دوسری طرف قبروں اور آستانوں پر عقیدت مندوں کے ہجوم کا مشاہدہ کرو.... وہاں مجاورت اور قلندری ہے۔ سجدے اور طواف ہیں۔ رونا اور دھونا ہے۔ شیرینی اور چادریں ہیں۔ گانا اور بجانا ہے۔ عرس اور میلے ہیں، منتیں اور مرادیں ہیں۔ تبرک اور چڑھاوے ہیں۔'' (کتابچہ ''یہ قبریں یہ آستانے'' صفحہ 2)

(ب)۔ مسلمانوں کے مشرکانہ نعرے ''معلوم ہوا کہ نعرۂ رسالت یارسولؐ اللہ، نعرۂ حیدری یا علیؑ، نعرۂ غوثیہ (یا غوث اعظم) سارے کے سارے نعرے مسلمان اور مومن کے نہیں مشرک کے نعرے ہیں۔'' (''یہ قبریں یہ آستانے'' صفحہ 3)

(ج)۔ تمام اُمت مشرکانہ اعمال میں دل کھول کر مبتلا ہے

''آج اس اُمت پر نگاہ ڈالیئے تو یہی نقشہ نظر کے سامنے ہوگا۔ کہیں کوئی قبر مسجود خلائق ہے۔ کہیں کوئی آستانہ ہے جس کی چوکھٹ پر جبیں سائی کی جارہی ہے۔ کسی کو دستگیر، کسی کو غوث، کسی کو مشکل کشا پکارا جارہا ہے۔ اور وہ گھر جہاں پیشانیوں کو جھکنا چاہیئے تھا خالی پڑے ہیں۔'' (یہ قبریں یہ آستانے صفحہ 3)

(د)۔ بزرگانِ دین سے مسلمانوں کی وہ عقیدت جو دشمنانِ دین کو پسند نہیں

''لوگوں کو جب سمجھایا جاتا ہے کہ جس کو تم ولی اللہ سمجھتے ہو۔ اسکی قبر کے پاس پہنچ کر اس قدر خوفزدہ اور بدحواس کیوں ہو جاتے ہو؟ کہ کبھی قبر کے پاس جھکے جا رہے ہو۔ کبھی قبر کو ہاتھ لگا کر اس کی خاک بدن پر ملتے ہو۔ کبھی اس کا طواف کرتے ہو۔ کبھی ہاتھ باندھے اسکے پاس اپنی بپتائیں بیان کررہے ہوتے ہو۔ کبھی صاحبِ قبر کی دھائی دیتے ہو۔ کبھی نذر و نیاز اور چڑھاوے پر اُتر آتے ہو۔ کبھی منتیں مانتے ہو کہ اولاد ہو جائے تو یہ نذر کرونگا۔ بیماری چلی جائے تو یہ خدمت بجالاؤنگا۔ واپس ہونے لگتے ہو تو اُلٹے پیروں چلتے ہو کہ قبر کی طرف پیٹھ نہ ہونے پائے۔ قبر کے قریب یا دور جہاں سے گذرو قبر کا رخ کر کے سلام کرتے ہو اور اس میں برکت جانتے ہو۔ اور ایسا نہ کرنے پر تمہیں سخت مشکل میں پڑ جانے کا دھڑ کا لگا رہتا ہے۔ اولاد ہو تو نہلا دھلا کر لاتے ہو اور فرش پر ڈال دیتے ہو۔ دولھا کو نکاح کے واسطے لئے جا رہے ہوتے ہو تو پہلے قبر پر حاضری دیتے ہو۔ آخر یہ سب کچھ کیوں کرتے ہو؟ کیا یہ غیر اللہ کی پرستش نہیں؟'' (ایضاً صفحہ 6) چند سطروں کے بعد لکھا ہے کہ:۔

(2) ''اولیاء اللہ کے دشمن وہ ہیں جو اُن کی قبروں کو پکا کرتے ہیں۔ اُن پر قُبے بنا کر عرس، میلے، بھجن اور قوالیاں شروع کردیتے ہیں۔ مشکل میں اُن کو پکارتے ہیں۔ اور اُن کی نذر و نیاز کر کے اُن کو خدائی میں شریک ٹھہراتے ہیں۔'' (ایضاً صفحہ 6)

(ہ)۔ آنحضرتؐ مشرک علما کے نزدیک (معاذ اللہ) باقی مُردوں کی طرح مُردہ ہیں

(1) ''نبیؐ کو دنیا میں زندہ ثابت کرنا اور انکے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ دنیا میں زندہ ہیں اور امت کے احوال سے واقف ہیں اور لوگوں کو خواب میں آکر باخبر کرتے رہتے ہیں یہ بات قرآن کے خلاف اور اللہ کے علم و تصرف میں کھلا شرک ہے'' (ایضاً صفحہ 11) اور ملاحظہ ہو:۔

(2) ''معلوم ہوا کہ اگر کسی کا یہ عقیدہ ہو کہ نبیؐ وفات کے بعد بھی زندہ ہیں اور امت کے حالات سے باخبر بھی ہیں اور بعض افراد کو انکے حالات سے آگاہ کرتے رہتے ہیں تو یہ عقیدہ کتابِ الٰہی کے خلاف اور اللہ کی صفتِ حیات و علم و تصرف میں کھلا شرک ہے۔'' (ایضاً 12)

(و)۔ عام مسلمان اور بزرگ تو الگ رہے نبیؐ کو بھی درود و سلام نہیں پہنچتا

قارئین کرام مشرک مسلمانوں کی ابلیسی توحید جاری کرنے والوں کا ایک کافرانہ بیان اور سن لیں تو ہم اُن سے بات شروع کریں، لکھا گیا ہے کہ:۔

''افسوس کہ بات یہیں پر ختم نہیں ہو جاتی۔ بلکہ اب گھڑی ہوئی نا قابلِ اعتبار روایتوں کا ایک سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ نبیؐ قبر میں زندہ ہیں اور انہیں رزق بھی ملتا ہے۔ اُمت کا صلوٰۃ (درود) وسلام اُن تک پہنچتا ہے۔ صلوٰۃ وسلام ہی نہیں۔ اُمت کے اعمال بھی انکے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ کاش اُن

روایتوں کی صحیح حیثیت کا لوگوں کو صحیح علم ہوتا۔مناسب ہے اُن روایتوں کی اصل حقیقت واضح کردی جائے۔'' (ایضاً 12)

آگے چل کر اہلسنت کی معتبر کتب صحاح ستہ سے کتاب ابن ماجہ اور صحیح مسلم وغیرہ کی احادیث کو جھوٹی لکھا ہے (صفحہ 14-13) اور حضرت عمر کی کرامات والی تمام احادیث کو جھوٹی لکھا ہے۔واقدی، ابن مردویہ اور بیہقی کو کذاب ثابت کیا ہے۔(صفحہ 29-28) (یہ قبریں یہ آستانے پبلشر توحید روڈ۔کیماڑی۔کراچی فون 234397)

4۔ سنبھل کر پاؤں رکھیں میکدہ میں مشرکین حضرات
یہاں پگڑی اُچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں

قارئین کرام نے کیماڑی کے توحید پرستوں کے بیانات ملاحظہ کئے اور دیکھا کہ یہ حضرات اُمت ہی کو نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی کفر آلود نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور بڑی ہی دیدہ دلیری سے تمام اُمت اور بزرگانِ دین کو شرک کے ڈنڈے سے ہانکتے ہیں۔ہم اس ابلیسی گروہ کو قرآن کریم سے اُن کی ہر بات اور ہر اعتراض کا جواب دینگے۔لیکن مومنانہ جواب سے پہلے ہم مشرکین کو کافرانہ جواب دینے کیلئے آپ سے وہ معذرت طلب کرتے ہیں جس کی درخواست ہم نے اپنی کتاب کے نام ہی میں کردی ہے۔حقیقت یہ ہے کہ منافقین ومشرکین مومنانہ زبان نہیں سمجھتے۔اُن کی سرشت میں اللہ نے ابلیسی حرارت کی فراوانی رکھی ہے۔اسلئے انہیں نرمی اور ایمانی ٹھنڈک راس نہیں آتی ہے۔لہٰذا ہم انہیں مخاطب کرنے سے قبل آپکی توجہ اخبارِ جہاں صفحہ 28:6 تا 13 اکتوبر 1976ء کی طرف مبذول کرتے ہیں۔جہاں وزیرِ امور مذہبی اور مختلف فرق اسلامیہ کے سربرآوردہ علما اور امارات عرب کا وفد مسلمانوں میں اتحاد کی مثال قائم کرتے ہوئے تمنا کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے شیعہ سنی اور دیگر فرقوں کو اختلاف وتنازعات کو خیر باد کہہ کر متحد اور ہم آہنگ ہوجانا چاہئے۔لیکن وہ سب حضرات اس گروہ کی طرف سے آنکھیں بند کئے بین الممکلتی اتحاد کے پُل پر تیزی سے گزرے چلے جارہے ہیں اور پل کے نیچے اور پاکستان کے اندر اس شرک ساز فیکٹری کو تخریب کاری کا پورا موقعہ دے رہے ہیں۔کیا قائداعظم کی قبر پر پھولوں کی چادر چڑھانے کو یہ گروہ شرک نہیں کہتا۔جو گروہ پیران پیر دستگیر کا مذاق اڑاتا ہے اور کسی قبر یا درگاہ کو مستثنٰی نہیں کرتا ہے۔اگر وہ قائد اعظم کا ذکر کھل کر نہ لکھے تو کیا آپ یہ سمجھتے کہ انکی قبر اس شرک کے سیلاب میں نہیں آئے گی۔جو مشرکین آنحضرتؐ کی قبر اور قُبّے کو (معاذ اللہ) بڑا بت کہتے اور لکھتے ہوں۔کیا اُن سے یہ امید کرنا عقلمندی ہے کہ وہ قائداعظم کیلئے وفادارانہ اور مومنانہ تصورات رکھتے ہونگے؟ بہر حال ہم شرکسازوں کو مومنین کی طرف سے نہ صرف جواب دیتے چلے آرہے ہیں۔بلکہ مشرکین کی قدیم وجدید پالیسی سے بھی آگاہ کررہے ہیں۔تاکہ انکی پیشرفت کا تسلسل مسلمانوں کی آنکھوں کے سامنے رہے۔

5۔ منافقین ومشرکین کو کافرانہ مگر عاقلانہ جواب

(الف)۔ مندرجہ بالا بیانات میں جو حقیقت بہت واضح اور سب باتوں سے زیادہ نمایاں ہے اور جسے فاضل علوم دینیہ نے بڑی جراحت اور میڈیکل چھری سے آپریشن کرکے نکالا ہے وہ یہ ہے کہ:۔ مسلمان بزرگوں اور اولیاء اللہ کے آستانے، درگاہیں، مزار اور قبے وقبریں مومنین کی کثرت کو جس قدرت وقوت سے جذب کئے ہوئے ہیں۔وہ قدرت وقوت ڈاکٹر صاحب کی مسجدوں اور مشرکوں کے اللہ میں مفقود ہے۔اور یہ کہ مسلمانوں کی کثرت کا چودہ سوسالہ تجربہ انہیں یہ یقین دلا چکا ہے کہ نوع انسان کی مشکل کشائی، دادرسی اور مصائب وآلام سے نجات مشرکین کی مساجد اور ابلیسی توحید پرستی میں نہیں۔بلکہ اولیاء اللہ اور سرورؐ کائنات مشکل کشائے دو جہاں کے ہاتھوں میں ہے۔اور یہ کہ یہ مساجد وہ مسجدیں نہیں ہیں، جن میں مسلمانوں کی مرادیں اور منتیں اور دعائیں مستجاب ہوتی تھیں۔بلکہ یہ وہ مساجد ہیں جن کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کے عطا کردہ علم غیب سے چودہ سوسال قبل ہی بڑی وضاحت سے ارشاد فرمایا تھا کہ:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ سَیَاتِیْ علیکم زمان لَا یَبْقیٰ فِیْہِ مِن الْقُرآن اِلَّا رَسْمُہٗ وَ لَا مِنَ الْاِ سْلَامِ اِلّاَاِسْمُہٗ یسمُّوْنَ بہٖ وَ ھُمْ اَبعَدُ الناس منہ ۔ فُقَھَآءُ الزَّمَان شَرُّ فقھآء تحت ظِلّ السمآء مِنْھُم خرجت الفتنۃ والیھم تَعُوْدُ مَسَا جد ھم فی ذٰلک الزمان عَامِرَ ۃٌ مِنَ الضَّلا لَۃِ،خَرِبَۃٌمِنَ الْھُدٰی فقرَّاؤُ ھا

وَ عـمّـا رُ هَـا اَخـائِـبُ خَـلَـقُ اللّٰهِ وَ خَلِيُقَتِهٖ ، مِنْ عند هم جَرَ تِ الضَّلا لَهُ وَ اِلَيْهِمْ تَعُوْد،فَحُضُوْرُ مَسَاجِدَ هُمْ وَالْمَشْئِى اِلَيْهَا كُفر با للّٰهِ الْعَظِيم اِلاَّ مَنْ مَشىَ اِلَيُهَا وَ هُوَ عَارِفٌ بِضَلاَلِهِمْ ۔فَصَارَتْ مَسَاجِدُ هُمْ مِنْ فَعَا لِهِمْ عَلٰى ذٰلكَ النَّحوخر بَةٌ مِنَ الْهُدٰى عامرة مِنِ الضَّلا لِة ۔قَدْ بَدَّلَتْ سُنَّةَ اللّٰه وَ تَعَدَّيَتْ حد ودهُ وَ لاَ يَدْعُوْنَ اِلَى الْهُدٰى وَلاَ يَقْسمون الْفَىْء وَلاَ يُوْ فُوْنَ بِذِمَّة.الخ ۔ (روضة الكافى حديث فقهاء)

''اے میرے مخاطب مسلمانوتم پرعنقریب ایسازمانہ آنیوالا ہے کہ قرآن کی تعلیمات میں سے کچھ باقی نہ رہے گا سوائے قرآن کے الفاظ کے اور اسلام میں سے بھی کچھ نہ بچے گا سوائے اسلام کے نام کے اور لوگ اسلامی نام رکھ لیا کرینگے۔حالانکہ وہ نام نہاد مسلمان تمام انسانوں کی نسبت اسلام اور اسلامی تعلیمات سے بہت ہی دور الگ ہوں گے۔اس زمانہ کے (شرک ساز) علما اور مفتی ان تمام مفتیوں سے زیادہ مفسدہ پرداز اور شر پسند ہونگے جو اِس آسمان کے سایہ کے نیچے گزرے ہیں۔ہمہ قسمی فتنہ وفساد وہی پھیلائیں گے اور اُنکی ہی سرپرستی میں فتنہ وفساد پرورش پائینگے۔اُنکی مسجدیں اُس زمانہ میں گمراہی اور بے دینی سے آراستہ ہونگی اور ہدایت کے ویرانے اور کھنڈر کہلائیں گی۔چنانچہ اُن مسجدوں کو تعمیر کرنے اور آباد کرنیوالے اور اُن مسجدوں میں آنے جانے والے اور اُن سے فائدہ اٹھانے والے لوگ اللہ کی تمام چھوٹی بڑی مخلوقات سے زیادہ زیاں کار (بدنصیب) ہوں گے۔ضلالت اور گمراہی اُن ہی کی طرف سے جاری ہوگی اور اُن ہی کی سرپرستی میں رہے گی۔اُنکی مسجدوں میں حاضری اور اُن مسجدوں میں جانے کے ارادہ سے چلنا اللہ العظیم کا کافر ہونا ہے۔سوائے اُن جانے والوں کے جو یہ معرفت رکھتے ہوں کہ یہ مسجدیں گمراہی کا اڈّہ اور اُن مسجدوں والے لوگ گمراہ ہیں۔لہٰذا اُن لوگوں کی (مشرکانہ) روش کی بنا پر وہ مسجدیں گمراہی سے آراستہ اور ہدایت کے ویرانے بن کر رہ گئی ہیں۔یقیناً اللہ کے قوانین وہاں بدل دیئے گئے اور خدا کی مقرر کی ہوئی حدود کو پار کرلیا گیا۔وہ لوگ نہ تو ہدایت کی طرف دعوت دیتے ہیں اور نہ ہی وہ اللہ کے عطیات حق داروں میں تقسیم کرتے ہیں اور نہ اللہ کی عائد کردہ ذمہ داریوں کو پورا کرتے ہیں۔'' (کتاب کافی (روضہ) جلد 8 فقہا کی احادیث)

ہمارے قارئین اُن مسلمان مشرکوں کو بتائیں کہ جس ہستیؑ کو یہ لوگ علمِ غیب سے اسلئے محروم کہتے ہیں کہ وہ اور اُنکے مشرک بزرگ جاہل واجہل اور ابوجہل تھے۔اُس جنابؑ نے جو کچھ فرمایا وہ آج چودہ سو سال کے دوران ایک ثابت شدہ حقیقت اور عالمی مسلّمات میں سے ہے۔وہ خبیث گروہ جو شیعہ اور اہل سنت دونوں میں موجود اور برسرِ اقتدار رہا ہے۔ہمیشہ اُن احادیث کا انکار کرتا چلا آیا ہے جو اُن کے اور اُن کے رہنماؤں کے منصوبوں اور پالیسیوں کی نقاب کشائی کرتی ہیں اور صرف ان روایات کو مانتا ہے جن کو گھڑنے والے اور روایت کرنے والے اُن کے اپنے مشرک بزرگ تھے۔درحقیقت یہ لوگ تو قرآن کی آیات کے بھی منکر ہیں۔دیکھئے اسی کافی میں مشرک مسلمان علما وفقہا کیلئے یہ بھی فرمایا ہے کہ:۔

وَ افْتـرِقُـوْا عَنِ الْجَمَاعَةِ قَدْ وَلُوْ ا اَمْرَ هُمْ وَ اَمْرَ دِيْنَهُمْ مَنْ يَعْمَلُ فِيُهِمْ بِالْمَكرِوَ الْمُنْكَرِ وَالرّشا وا لْقَتلُ كَاَ نَّهُمْ آ ئِمَّةُ الْكِتَابِ وَ لَيَسَ الْكِتَابَ اِمَا مُهُمْ لَمْ يَبْقَ عِنْدَ هُمْ مِنَ الْحَقِ اِلاَّ اِسْمهُ وَلَمْ يَعْرَفُوْامِنَ الكتاب اِلاَّ خَطَّهُ وَ زَبْرَ ہُ ..الخ (صفحہ 388 باب ایضاً)

''اُن لوگوں نے کثرت کے خلاف الگ فرقہ سازی کرلی ہے اور یقیناً انہوں نے اپنے دینی ودنیاوی امور پر ایسے لوگوں کو والی (حاکم) بنالیا ہے جو مکر وفریب اور مُسلّمہ برائیوں اور قتل وغارت نیز رشوت لینے دینے پر عمل پیرا ہیں۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ علما اور فقہا قرآن کریم کے امام اور راہنما ہیں اور قرآن اُن کا امام اور رہنما نہیں رہا ہے۔اُنکے پاس دینی حقائق میں سے کچھ بھی باقی نہیں ہے۔البتہ حق کا نام اور نعرہ ہی رہ گیا ہے اور انہیں قرآن کریم کے زیر وزبر وپیش اور رسم الخط کے علاوہ قرآن کی معرفت نہیں ہے۔'' (باب ایضاً صفحہ 388)

قارئین سوچیں کہ اُن لوگوں نے قرآن اور احادیثِ رسولؐ کا انکار کیوں جاری رکھا؟ پھر یہ سوچیں کہ اُن آیات وروایات کی کیا حیثیت ہے جو یہ مشرک گروہ اپنی تائید میں پیش کرتا ہے؟ اور اپنی کتابوں کے نام 1۔''یہ قبریں یہ آستانے'' ،2۔ مسلمان مشرک ،3۔ نجات کی صرف ایک ہی راہ'' رکھتا ہے اور اپنے شرک ساز اڈہ والی سڑک کو توحید روڈ لکھ کر تمام شیعہ سنی مومنین کو مشرک اور توحید کا دشمن کہتا اور لکھتا ہے اور یہ اس ملعون لٹریچر کو مفت بانٹتا ہے۔بات یہ ہے کہ یہ توحید کے مصنوعی نعرے مارنے والے لوگ نہ ہم سے ہی واقف ہیں نہ انہوں نے ہماری تصنیفات دیکھی ہیں۔یہ لوگ اہلسنت کے پُرامن اور سیدھے سادے علما کے حدود اربعہ جانتے ہیں اور اُن سے دست وگریباں ہوتے رہتے ہیں اور وہ غریب آجکل ان سے تنگ آکر گوشہ نشین ہوچکے ہیں۔لیکن ہم نے سابقہ علما اہل سنت رحم اللہ علیہم کے قلم سے اس شرک

ساز گروہ کا کفروشرک والحاد ثابت کر دیا ہے (دیکھو کفر ساز علما بقلم خود کافر ہیں) اور اب ہم نے یہ فیصلہ کر کے قلم اٹھایا ہے کہ ہم اُن مشرک مسلمان علما کا کیماڑی سے پشاور تک تعاقب کریں گے اور ان کے فرار کی تمام راہیں بند کر کے سمندر کے راستے ان کو وہاں جلا وطن کریں گے جہاں سے انہیں اس ابلیسی توحید کی تعلیم اور اس کی اشاعت اور مفت تقسیم کیلئے کمک مل رہی ہے۔ اور اس طاغوت کو بھی معزول کرائیں گے جو اس شیطانی ٹولے کی خاموش سرپرستی کر کے امت میں نفرت وافتراق کی تخم پاشی کرا رہا ہے۔ اور جس نے ذہنی انقلاب (motivation) کیلئے ملک بھر میں خفیہ ادارے اور تبلیغی جماعتیں قائم کی ہیں۔ جو لکھے پڑھے اور قابل ترین مسلمانوں اور دفاتر اور محکموں میں جا جا کر بے ڈھنگے اور چھچھورے اور بچگانہ سوالات دریافت کرتے ہیں۔ جن سے ہر دانا و بینا مسلمان نفرت کرتا ہے۔ جنہیں آتے دیکھ کر انہیں لاحول کی طرح بھگانے کیلئے نوجوان خواہ مخواہ تاش لے کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اور یہ مقدس گروہ شیطان کی طرح بھاگ جاتا ہے۔

(ب)۔ <u>مشرک مسلمان علما کا بُت خانہ اور اُن کی مشرکانہ نمازیں (دوسرا جواب)</u>

قارئین نے یہ دیکھ لیا کہ اُمت کی کثرت نے مشرکوں کی مساجد کو خود نہیں چھوڑا بلکہ قول معصومؑ یعنی حدیث میں اُن مساجد سے ہمہ قسمی قلبی تعلق کو کفر قرار دیا تھا اور وجوہات یہ بتائی گئی تھیں کہ اُن مساجد میں گمراہوں اور گمراہی کا قبضہ اور عمل دخل ہے۔ وہاں اللہ اور اسلام اور قرآن اور آنحضرتؐ کی تمام تعلیمات کو اُلٹا کر لیا گیا ہے۔ لیکن اُمت کو فیوضِ خدا اور رسولؐ سے وابستہ رکھنے کیلئے محمد وآل محمد صلوٰۃ اللہ علیھم کا دروازہ، مسجدیں بننے اور نمازیں معلوم ہونے سے بہت پہلے سے معلوم تھا اور حقیقی مومنین نے پہلے اس دروازے سے ایمان واسلام حاصل کیا اور اللہ نے انہیں بے نماز وبے روزہ وبلا زکوٰۃ ادا کئے ہی وہ قوت واستقامت وقدرتِ قدسیہ عطا فرمائی جو مشرک مسلمانوں کی نماز وروزہ وحج وزکوٰۃ بھی نہ دے سکے۔ اسلئے کہ نہ اُن کا ادھورا اور خود غرضانہ کلمہ قبول ہوا، نہ اُن کو اُن کے ایمان واسلام نے کوئی فائدہ پہنچایا۔ بلکہ جس روز سے مشرکین نے مساجد پر قبضہ کیا اُس دن سے مشرکانہ مساجد پر صنم کدہ وبت خانہ کا حکم نافذ ہو گیا اور جو مسجد حیات رسولؐ میں اس گروہ نے بنائی تھی اسے اللہ نے توڑنے اور مسمار کرنے کا حکم دیا (سورہ توبہ 110-9/107) اور فرمایا کہ اُس مسجد میں قیامت تک (لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا) ''آپؐ کھڑے بھی نہ ہونا'' قارئین سوچیں کہ رسولؐ اللہ، اُن ملاعین کی طرح مر کر سڑ گل جانے والے تھے تو یہ فرمانا چاہئے تھا کہ آپ اپنی حیات میں مسجدِ ضرار میں کھڑے نہ ہونا (لَا تَقُمْ فِيْهِ فِيْ حَيَاتِکَ) یہ فرمانا کہ تم ابد تک اُس مشرکانہ مسجد میں کھڑے نہ ہونا حیاتِ رسولؐ پر نصّ صریح ہے اور آپ کیلئے ہر مومنانہ مسجد میں تشریف لے جاسکنے کی قدرت رکھنے پر قطعی سند ہے۔ مگر مشرکین اس خداداد طاقت کو کیوں مانیں؟ بہر حال یہ طے شدہ اور آزمودہ حقیقت ہے کہ مشرک مسلمان علما کی ہر پسندیدہ مسجد صنم کدے اور بت کدے سے بھی بدتر ہے۔ اسلئے کہ اللہ نے اُن کی مساجد کو مسمار کرنے کا حکم دیا لیکن یہود ونصاریٰ اور مجوس کی عبادت گاہوں کی حفاظت اور بقا کی ذمہ داری لی اور اُن سب کو اسلامی مساجد کے ساتھ شمار فرمایا اور اُن میں ہونے والی مختلف عبادتوں کو اپنی عبادت قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے کہ:۔ لَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِيَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا وَ لَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ O (سورۃ حج 22/40)

''اگر اللہ نے دَیرُ وحرم وگرجاؤں اور خانقاہوں اور درگاہوں اور دَھرم شالوں کو بے دینوں سے محفوظ رکھنے کے لئے با مذہب لوگوں سے ان کے دفاع کا انتظام نہ رکھا ہوتا تو انہیں منہدم اور مسمار کر دیا گیا ہوتا۔ جہاں بڑی کثرت سے اسم خداوندی کا ذکر جاری رہتا ہے اور یقیناً اللہ اُن لوگوں کی نصرت ضرور کرے گا جو اللہ کی نصرت کریں گے۔ یقیناً اللہ ہر حال میں غالب رہنے والا اور قوی ہے۔'' (سورہ حج 22/40)

ہمارے قارئین پہلے یہ سوچیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مختلف مذاہب کی عبادتوں اور عبادت کے مختلف طریقوں کو زیرِ گفتگو مشرکین ومجتہدین کی طرح حرام اور شرک قرار نہیں دیا۔ بلکہ ان سب قسم کی عبادات کو اپنا ذکر فرمایا ہے۔ لیکن چند مشرک لوگ بھجن اور قوالی کی مذمت کر کے اسے شرک لکھتے ہیں۔ حالانکہ یہ لوگ اور ساری دنیا کے جہاں دیدہ حضرات جانتے اور دیکھتے اور سنتے ہیں کہ یہود ونصاریٰ اور مجوس نہایت دردناک وپرخلوص آواز میں بھجن بھی پڑھتے ہیں۔ مناقب وفضائل بھی بیان کرتے ہیں۔ زار وقطار رو رو کر گڑگڑا کر دعائیں بھی مانگتے ہیں۔ نظم ونثر اور سادہ لب ولہجہ میں بھی اور گا کر بھی مدح وثنائے خداوندی پیش کرتے ہیں۔ اور خدا یہ تمام قسم کی عبادات قبول فرماتا ہے۔ اور ان تمام غلط فہمیوں اور غلط کاریوں کو معاف فرماتا ہے جو دشمنانِ اسلام یعنی مذکورہ مشرکین کے لوگوں کو فریب دینے کی وجہ سے سرزد ہوتی

ہیں۔اورلوگ اسلام کی اس آخری قسط سے دور رہتے ہیں۔اوران خبیثوں کی صف میں کھڑا ہونا اپنی توہین سمجھتے ہیں۔اللہ نے نوع انسان سے جن بنیادی چیزوں کا مطالبہ کیا ہے وہ بھی پہلے سن لیں تو بات آگے بڑھے گی۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَالَّذِیۡنَ ھَادُوۡا وَالنَّصٰرٰی وَالصّٰبِئِیۡنَ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَھُمۡ اَجۡرُھُمۡ عِنۡدَ رَبِّھِمۡ وَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡھِمۡ وَلَا ھُمۡ یَحۡزَنُوۡنَO(2/62)

’’بلا شک وشبہ وہ لوگ جو رسوؐل اللہ اورقرآن پر ایمان لائے ہیں اور وہ لوگ جو حضرت موسیٰؑ اور تمام سابقہ انبیاؑ پر ایمان رکھتے اور یہودی کہلاتے ہیں اور جو حضرت عیسیٰؑ اور تمام سابقہ انبیاؑ پر ایمان رکھتے ہیں اور عیسائی کہلاتے ہیں اور وہ لوگ جو علوم ومعارف کائنات میں غور کرنا اپنا دین سمجھتے ہیں اور صابئین کہلاتے ہیں۔اُن میں سے جو لوگ اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھیں گے اور صالح اعمال بجالائیں گے اُن کو اُن کے پروردگار کی طرف سے اجر دیا جائے گا اور اُن کیلئے کسی خوف اور رنج کا موقعہ نہ آئے گا‘‘یعنی ان کا قیام جنت میں ہوگا۔

یہ آیت بھی نظامِ شرک واجتہاد کے خود ساختہ تصورات کو باطل قرار دیتی ہے۔یعنی وہ لوگ جو اپنے دماغ سے ایک ظالم وجابر اللہ گھڑتے ہیں اور بلا ذات وصفاتِ خداوندی کو سمجھے توحید توحید کے ابلیسی نعرے مارتے ہیں۔اُن کی عائد کردہ غلط پابندیوں اور پیچ در پیچ اُلجھائی ہوئی توحید اور نبوت کو نہ سمجھ سکنے والے تمام لوگ بے قصور ہیں۔اگر یوں فریب خوردہ لوگ اللہ پر ایمان لے آئیں یعنی اس کائنات کو مخلوق اور اُس کا ایک خالق مان لیں اور یہ سمجھ کر تمام بُرے اور مجرمانہ اعمال و گناہ سے دور رہیں اسلئے کہ ایک روز اللہ یا خالق کائنات ضرور حساب لے گا۔اوراسی یقین کی بنا پر تمام عمر اعمال صالحہ میں بسر کردیں تو ان سب کو اللہ بخش دے گا۔وہ کسی قسم کے رنج وملال اور خوف سے دوچار نہ ہوں گے اور یہی اُنکے جنتی ہونے کی دلیل ہے۔جہاں رنج وغم وخوف کا نام ونشان تک نہ ہوگا۔لہٰذا تصدیق ہوگئی کہ اللہ پر ایمان، قیامت پر ایمان اور اعمال صالح کی پابندی کرنے والا جہاں بھی عبادتِ خداوندی کرے، جس طرح بھی خالق کائنات کی عظمت کے سامنے قلب وذہن وسر جھکائے وہ جگہ عبادت گاہ ہوتی ہے۔اور وہ شخص عابد وزاہد وجنتی ہوتا ہے۔اور خانقاہوں، درگاہوں اور اولیاء اللہ کے مزاروں پر جا کر بھی اللہ ہی کی عبادت ہوتی ہے۔اور مشرکوں کی عبادت مساجد میں بھی مردود ہے۔اسلئے کہ وہ ابلیس والی توحید پر ایمان رکھتے ہیں۔

(ج)۔ مشرک علما اسلامی نماز نہیں پڑھتے بلا وسیلہ نماز باطل ہے

سابقہ عنوان میں مشرکین نے خود قبول کیا ہے کہ مسلمانوں نے اُن کی مساجد سے رشتۂ اسلام توڑ رکھا ہے۔اور ہم نے ثابت کیا ہے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکوں کی مساجد سے اسلامی رشتہ رکھنا کفر اور گمراہی قرار دیا ہے۔اور یہ کہ مشرک علما اور اُن کے پیرووٗں کو مساجد سے ناکامی ونامرادی کے سوا کچھ نہیں ملتا۔اور مسلمانوں کی عظیم کثرت کا رسولؐ اللہ اور اولیاء اللہ کے مزاروں، درگاہوں اور آستانوں سے یہ چودہ سوسالہ والہانہ رابطہ خود اس حقیقت پر شاہدِ ناطق ہے کہ کروڑوں مسلمان محمدؐ وآل محمدؐ اور اولیاء اللہ علیھم السلام سے وابستہ رہنے میں فلاح دارین سمجھتے ہیں اور دن رات اُن کے فیوض حاصل کرتے ہیں اور ساتھ ہی اپنے اپنے طریقوں کے مطابق نماز، روزہ، حج وزکوٰۃ وغیرہ بھی ادا کرتے ہیں۔اور چونکہ ہر عبادت میں محمد وآل محمد صلوٰۃ اللہ علیھم کو اپنے اور اللہ کے درمیان واسطہ اور وسیلہ بناتے ہیں۔اس لئے اُن کی ہر عبادت اللہ کی عبادت، ہر تعظیم اللہ کی تعظیم، ہر دعا اللہ سے دعا اور ہر توجہ اللہ کی طرف توجہ ہوتی ہے۔اس کے برعکس مشرک مسلمان علما چونکہ انبیا اور رسل علیہم السلام کو اپنے اور اللہ کے درمیان وسیلہ اور واسطہ بنانے کو شرک سمجھتے ہیں اور ایسا دین رکھتے ہیں جس میں رسولوںؑ اور نبیوںؑ کو الگ کر کے براہِ راست اللہ سے رابطہ رکھنے کی تعلیم دیتے ہیں، اس لئے وہ اللہ کے حضور میں مردود وملعون ہیں۔اُن کے تمام اعمال باطل اور ضائع ہوتے ہیں۔وہ اپنی نماز میں مٹی اور کعبہ اور آسمان کی پوجا کرتے ہیں۔مساجد کی اینٹوں، پتھروں اور دیواروں کو سجدہ کرتے ہیں۔اُن کا قیام وقعود، رکوع وسجود، خشوع وخضوع اور نیازمندی وعاجزی بے جان مخلوق کی پرستش کے لئے ہوتا ہے۔

(د)۔ آیئے ذرا مشرکانہ نماز اور مشرک نمازیوں پر عقل کی روشنی ڈالیں

یہ گفتگو بھی مومنین سے معذرت اور توجہ کی درخواست چاہتی ہے۔ہم چاہتے ہیں کہ مسٹر ڈھکو اینڈ کمپنی اِدھر سے اور ڈاکٹر مسعود،عزیز ومظہر و مفتی اُدھر سے جواب دیں اور قرآن و مسلّمہ احادیث سے ثابت کریں کہ وہ اللہ کی بتائی ہوئی نماز پڑھتے ہیں اور اُن کا قیام وقعود، رکوع وسجود اللہ ہی کو ہوتا ہے؟

(پہلی روشنی)۔ مشرک مسلمان عہدرسولؐ کے قبل سے نمازی تھے

وَ مَاکَانَ صَلَا تُھُمْ عِنْدَ الْبَیْتِ اِلَّا مُکَآءً وَّتَصْدِ یَۃً فَذُوْقُوا الْعَذَاب

بِمَا کُنْتُمْ تَکْفُرُوْنَO(8/35)

قرآن کریم نے بتایا ہے کہ:’’مشرکین کی نماز (صلوٰۃ) طوالت اور سیٹیوں کے علاوہ کچھ نہ تھی۔ چنانچہ مشرک نمازی اپنی کافرانہ نماز کی وجہ سے عذاب کا مزا چکھیں گے۔‘‘

یہاں یہ بھی نوٹ کرلیں کہ جب مشرکین نے اسلام کی نقاب پہن لی تو انہوں نے اپنی سابقہ نماز کو دلوں میں پوشیدہ رکھا اور رسولؐ اللہ کی اقتدا میں اسلامی نماز شروع کر دی۔مگر اُنکا دل اپنی ہی نماز کی طرف لگا رہتا اور بڑی ناگواریوں کے ہجوم میں وہ نمازیں پڑھتے ؛اور قرآن اُنکے ظاہری اور قلبی حرکات ریکارڈ کرتا جاتا اور کہتا کہ وہ مشرک مسلمان جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے ہیں تو ان پر بد دلی اور سستی سوار ہوتی ہے۔وہ لوگوں کو دکھانے کیلئے نماز پڑھتے ہیں۔اور نماز میں اللہ کا ذکر بہت تھوڑا کرتے ہیں۔

> وَاِذَا قَامُوْا اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوْاکُسَا لٰی یُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا قَلِیْلًا Oمُّذَبْذَ بِیْنَ بَیْنَ ذٰلِکَ لَآ اِلٰی ھٰٓؤُلَآءِ وَلَآاِلٰی ھٰٓؤُلَآءِ وَ مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَلَنْ تَجِدَ لَہٗ سَبِیْلًا O(4/142-143)

وہ مسلمانوں کی نماز اور مشرکین کی نماز میں سمجھوتہ کرنے میں مصروف ہیں۔(مُذَبْذَب) لہٰذا انکی اسلامی نماز نہ اسلام کی خالص نماز ہے نہ وہ مشرکوں والی خالص نماز پڑھتے ہیں (خداہی ملا نہ وصالِ صنم نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے ہوئے) اسلئے یہ نوٹ کرلو کہ جسے اللہ ان مشرک مسلمانوں کیطرح گمراہ کرنا طے فرمالے اسے آنحضرتؐ بھی ہدایت کی راہ پر نہیں ڈال سکتے۔

(دوسری روشنی)۔ مشرک نمازی اللہ ورسولؐ کے کافر تھے

قارئین نے دیکھ لیا کہ مشرک مسلمان نمازی ضرور تھے لیکن اسلامی نماز کو ناپسندیدگی سے پڑھتے تھے۔اب قرآن فرماتا ہے کہ وہ نمازی نمازیں پڑھنے کے باوجود کافر بھی تھے اور یہی وجہ ہے کہ ہم بھی اپنے زمانہ کے اِن شرک ساز علما کو نمازی وتہجد گزار ہوتے ہوئے مشرک اور دشمنانِ اسلام اور جہنمی و لعنتی سمجھتے ہیں، ارشادِ قرآن ہے کہ:۔

’’اُن مشرک مسلمانوں کا سرمایہ جو وہ اسلام کی توسیع اور نفوذ پر صرف کرتے ہیں۔وہ صرف اسلئے نامقبول اور بے نتیجہ ہے کہ وہ اللہ اور رسولؐ کے کافر ہیں اور نماز میں سستی اور بد دلی سے شریک ہوتے ہیں اور اسلام کی راہ میں جو کچھ خرچ کرتے ہیں قلبی ناگواری کے ساتھ کرتے ہیں۔‘‘

> ’’وَمَا مَنَعَھُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْھُمْ نَفَقٰتُھُمْ اِلَّآ اَنَّھُمْ کَفَرُوْا بِا للّٰہِ وَبِرَسُوْ لِہٖ وَلَا یَاتُوْنَ الصَّلٰوۃَ اِلَّا وَھُمْ کُسَالٰی وَلَا یُنْفِقُوْنَ اِلَّاوَھُمْ کٰرِھُوْنَO(سورہ توبہ 9/54)

قارئین کرام یہ سمجھ لیں کہ کسی کا نمازی ہونا یا خود کو توحید روڈ پر گامزن رکھنا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ وہ یقیناً دل کی گہرائی میں مسلم ومومن ہے۔البتہ قرآن کریم کی رو سے مسلمانوں میں ایسے کافروں اور مشرکوں کا ہمیشہ موجود رہنا ثابت ہے جو نمازی بھی ہوں، مسجدیں بھی بناتے ہوں، اور لوگوں کو دکھانے کیلئے توحید کے نعرے بھی

مارتے ہوں اور توحید کو سڑکوں پر بکھیرتے پھرتے ہوں، اسلامی لباس، جبہ وعمامہ، عبا وقبا پہنتے ہوں۔مگر حقیقتاً کافر و مشرک ہوں اور ہم اُن ہی مشرک علما اور اُنکی نمازوں اور مسجدوں کا ذکر خیر کر رہے ہیں۔

(تیسری روشنی)۔ مشرکوں کا اللہ یہی کائنات ہے۔یہی اُن کی مسجود و معبود ہے

مشرک علما کے آبا و اجداد اور اُن کے علمائے قدیم، اللہ کا وجود مانتے تھے۔مگر اس کائنات کو اللہ کیلئے ایک وسیلہ بھی مانتے تھے اور کہتے تھے کہ:۔''وَ قَالُوْا مَا هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا ،نَمُوْتُ وَ نَحْیَا وَ مَا یُهْلِکُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ....(جاثیہ 45/24)

''اورانہوں نے کہہ دیا کہ یہ تو صرف ہماری دنیاوی زندگی ہی ہے۔یہیں ہم زندگی پاتے ہیں اور یہیں ہمیں موت آتی رہتی ہے اور یہ موت وحیات اسی کائنات کے ہاتھوں ملتی ہے''

یعنی کوئی دوسری زندگی اور دوسری کائنات نہیں ہے اور یہ کائنات ہی موت وزیست کا کام انجام دیتی ہے۔یہ تھا مشرکین کا وہ عقیدہ جس کو سامنے رکھ کر مشرک علما مسلمان گروہ میں داخل ہوئے اور اسلامی نماز کی آڑ میں انہوں نے بت پرستی اختیار کی اور یوں زمین وآسمان و کعبہ کے اینٹ پتھروں کی پوجا شروع کی پھر دھڑا دھڑ ان اینٹوں اور پتھروں سے وہ مسجدیں، اسی نیت اور پوجا کیلئے بنائیں جن کا تذکرہ حدیث میں ہو چکا ہے۔اگر یہ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ مسلمان یہ سمجھیں کہ یہ مسلمان مشرک علما اینٹ، پتھر، کعبہ اور زمین وآسمان یا اس دہر اور کائنات کی پوجا نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں تو ہمیں اسکا عقلی اور قابل تجربہ ثبوت دیں۔رہ گیا قرآن سے ثبوت پیش کرنا یا کسی خود ساختہ روایت کو حدیث کہہ کر پیش کرنا، وہ ہمیں اسلئے منظور نہیں کہ وہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (معاذ اللہ) خطا کار اور جذبات کا شکار سمجھتے ہیں (اور یہ گفتگو باقاعدہ سامنے آنے والی ہے)۔لہٰذا انہوں نے رسولؐ کی خطائیں اور غلطیاں باقاعدہ گنوائی اور اپنی دانست میں ثابت کی ہیں۔ایسی صورت میں رسولؐ کے منہ سے نکلنے والی آیت ہو یا حدیث ہو، ناقابل اعتبار ہوگی۔آنحضرتؐ کو غلطی اور غلط فہمی میں مبتلا ماننے والا کوئی صاحبِ عقل انکی بات کا اعتبار عقلاً نہیں کرسکتا۔لہٰذا اہل عقل کو عقل سے یہ اطمینان ویقین فراہم کریں کہ تمہاری یہ نمازیں اللہ کی عبادت ہیں مخلوقات کی پوجا نہیں ہے۔اُن سے قرآن وحدیث سے ثبوت اور دلیل نہ لینے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اُن سے سوالات مومنانہ حیثیت سے نہیں بلکہ کافرانہ اور عاقلانہ حیثیت سے کئے جارہے ہیں اسلئے کہ مشرک علما سے مومنانہ سوالات کرنا عقلاً غلط ہے۔لہٰذا جواب ایسا دیں جسے کافر دل کی گہرائی سے قبول کریں، عقل کے معیار پر جانچیں، اسلام اختیار کریں اور خدا سے وہ فوائد حاصل کریں جو قرآن وحدیث میں مذکور ہیں تاکہ مسلمانوں کی تعداد وقوت بڑھے اور ہم کہیں کہ تم شرک سازی اور کفر بازی نہیں کرتے بلکہ اسلام پھیلاتے ہو۔فی الحال تو تم بنے بنائے مسلمانوں کو مشرک وکافر بنا رہے ہو۔لہٰذا معقول جواب دیکر اسلام کی خدمت کرکے دکھاؤ اور اپنا چودہ سو سالہ کفر وشرکسازی کا ریکارڈ توڑ دو؟

تیسری وجہ تم سے قرآن وحدیث قبول نہ کرنے کی یہ ہے کہ تم وقت آنے پر آیات واحادیث کو متشابہ، مقید، مطلق، عام، خاص، ماؤل، منسوخ وغیرہ کہہ کر انکار کر دیا کرتے ہو اور آیات واحادیث کے قانونی اور لغت کے معنی کو چھوڑ کر وہ معنی ومفہوم قبول کرتے ہو جو تم ہی ایسے مسلمان مشرک لوگوں نے اختیار کئے ہوں۔لیکن اگر تم قرآن کے الفاظ کے وہی معنی اختیار کرنے کا عہد کرلو جو لغات میں اُن کے مادہ اور مصدر کے معنی ہوں تو ہم تمہاری دلیل قرآن سے سن لیں گے اور اگر تم تمام مسلمانوں کی کتبِ حدیث کی مسلمہ احادیث کو من وعن ماننے کا وعدہ کرو تو ہم تم سے احادیث کی دلیل بھی قبول کرلیں گے ورنہ نہیں۔

(چوتھی روشنی)۔ مشرکین سے نماز پر سوالات؛ تمام مسلمان مشرک علما جواب دیں

ہم ان تمام علما کو دعوت دیتے ہیں جو مسلمانوں کو ان کی رسومات اور اعمال کی بنا پر مشرک کہتے ہیں، جو فاتحہ اور مُردوں کو ثواب پہنچانے کو بھی شرک کہتے ہیں اور سوم و چالیسویں اور برسی منانے کے منکر ہیں۔جو آنحضرتؐ سے ہمہ قسمی علم غیب کی نفی کرتے ہیں، جو آنحضرتؐ اور اولیاء اللہ کے مزاروں کی زیارت کو اور ان کو دعاؤں میں وسیلہ بنانے کو شرک کہتے ہیں، وہ علما ہمیں بتائیں:۔

پہلا سوال:۔ کیا اللہ کعبہ میں ہے؟ کیا کعبہ واقعی اللہ کا گھر یعنی بَیْتُ اللّٰہ ہے؟

قرآن کے بیانات اور عقلی مسلّمات کی رو سے اللہ اس پوری کائنات میں ہر جگہ اور کائنات اور کائنات کی ہر چیز پر محیط ہے۔ لہٰذا کعبہ کو بیت اللہ کہنا اور سمجھنا نہ صرف شرک جلی ہے۔ بلکہ ذاتِ خداوندی کو محدود کرنا کفر صریح بھی ہے اور کعبہ کی عزت و توقیر و احترام کا حکم دینا اور اس حکم کی تعمیل کرنا بھی حکمِ شرک اور شرک پر عمل کرنا ہے۔ لہٰذا جو لوگ بلا رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معرفت کے اور شرک کے معنی سمجھے بغیر کعبہ کو خدا کا گھر سمجھتے ہیں، اس کا احترام و توقیر و عزت کرتے ہیں، وہ سب مشرک و کافر ہیں۔ جیسا کہ درگاہوں اور آستانوں اور بزرگانِ دین اور آنحضرتؐ کی ہمہ وقت زندہ و مردہ توقیر و احترام کرنے والے مسلمان، مشرک علما کے نزدیک کافر و مشرک ہیں۔

دوسرا سوال:۔ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا اور یہ سمجھنا کہ ہمارا منہ اللہ کی طرف ہے کھلا شرک ہے اور کعبہ کے اینٹ اور پتھروں کی پرستش ہے اور یہ کہنا یا سمجھنا کہ کسی اور طرف منہ کرنے سے اللہ کی طرف منہ نہیں ہو سکتا یا عبادت نہیں ہو سکتی قرآن کی تصریح کا انکار ہے۔ یعنی یہ مشرک علما قرآن اور اللہ کے کافر ہیں، قرآن کریم کہتا ہے کہ:۔

''وَ لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ..الخ (بقرہ 2/115)

''مشرق ہو یا مغرب سب ہی اللہ کیلئے ہیں۔ چنانچہ تم جدھر بھی منہ کرو یا مڑو

(عام ترجمہ) ادھر ہی اللہ کی وجہ (چہرہ) ہے۔''

یہاں دو باتیں معلوم ہوئیں کہ اللہ ہر طرف ہے۔ اسے ایک سمت میں سمجھ کر عبادت کرنا باطل ہے اور یہ کہ تین سمتوں میں اللہ کے وجود کا انکار واضح کفر ہے اور پھر:۔

تیسرا سوال:۔ کیا آپ تیار ہیں کہ چاروں سمتوں میں باری باری نماز پڑھیں یا ایک ہی نماز کو چاروں سمتوں میں بانٹ کر نماز پڑھیں؟ اگر نہیں تو آپ ڈبل کافر اور مشرک ہیں اوّل اس لئے کہ آپ اسی آیت (2/115) کے منکر ہیں۔ ڈبل اس لئے کہ اللہ نے تمام مذاہب کی عبادتوں اور عبادت گاہوں کو منظوری دی تھی جن کی عبادت مختلف سمتوں میں اور بلا سمت کے تعیّن کے ہوتی ہیں۔ آپ اس آیت (حج 22/40) کے بھی منکر ہیں۔ اور آپ واقعی کعبہ سے نکالے ہوئے بتوں کے بعد خود کعبہ کو اور اس کے پتھروں کو بت سمجھ کر پوجتے ہیں اور برابر مشرک ہیں۔

چوتھا سوال:۔ یہ بتائیں کہ عبادت تو آپ اللہ کی کرتے ہیں۔ مگر عاجزی اور رکوع و سجود زمین پر کرتے ہیں۔ کیا یہ زمین پر پیشانی ٹکانا اللہ کو سجدہ ہے؟ کیا زمین اللہ ہے؟ کیا اللہ زمین کے اندر ہے؟ پھر آپ قیام و قعود، رکوع اور سجود میں بدحواس کیوں ہو جاتے ہیں؟ اور مضحکہ خیز حرکتیں کیوں کرنے لگتے ہیں؟ کیا زمین سے باتیں کرنا، رونا دھونا کانپنا اور جھوٹ موٹ گڑگڑا کر بخشش چاہنا واقعی زمین سنتی ہے؟ اور اگر یہ سجدہ یہ رکوع اور یہ مخاطبہ زمین سے نہیں تو خواہ مخواہ کیوں زمین گیر ہو جاتے ہو؟ کیا تمہارے جھکے بغیر اور زمین پر ماتھا رگڑے بغیر اللہ کو پتہ نہیں لگتا کہ تم اللہ کی عظمت کے قائل ہو؟ کیا وہ بھی جبار و قہار بادشاہوں کی طرح تمہارے دل کا حال نہیں جانتا؟ اور کھڑے کھڑے یا بیٹھے بیٹھے تمہاری عاجزی و عبادت نہیں دیکھ سکتا؟ اولیاء اللہ تو پھر بھی انسان تھے۔ ان کیلئے ظاہری تعظیم و تکریم کرنا تو اسلئے ہے کہ وہ آنکھوں سے دیکھے بغیر کانوں سے سنے بغیر یقین نہیں کر سکتے۔ مگر تم تو عالم الغیوب کے سامنے ہو وہ تو تمہارے دل کا حال جانتا ہے۔ اس کو اپنا دکھ درد اور بپتا سنا کر کیوں اس کے علم غیب اور ہمہ دانی کی توہین کرتے ہو؟ تم کہتے ہو کہ کائنات بھر میں جو کچھ ہوتا ہے تمہارے اللہ کے حکم سے ہوتا ہے۔ یہ تم نے سچ کہا ہے تو تمہارے اولاد نہ ہونا؛ تمہارا بیٹا یا باپ مر جانا؛ تمہیں فالج ہو جانا؛ تمہارے بیوی بچوں کا آگ میں جل جانا بھی تو تمہارے اللہ ہی کی مرضی سے ہوا ہے۔ پھر بدحواسی میں اس سے دعا کیوں مانگتے ہو؟ کیا تم پاگل ہو؟ یا تم اپنے اللہ کو اپنی طرح (معاذ اللہ) پاگل سمجھتے ہو؟ فریاد تو اس سے کرنا چاہئے جو جانتا نہ ہو یا جو منت سماجت کئے بغیر رحم نہ کرتا ہو؟ کیا تم سچ مچ بدحواس نہیں ہو؟ پھر تم یکا یک اپنے جنون اور پاگل پن کے دورہ میں مبتلا ہو جاتے ہو۔ ابھی ابھی زمین سے چمٹے ہوئے بکواس کر رہے تھے کہ ایکدم سمجھتے ہو کہ خدا زمین سے نکل کر آسمان پر جا پہنچا بس پھر تم آسمان کی طرف دیکھتے جاتے ہو، دونوں ہاتھ پھیلا کر سر ہلا ہلا کر آواز چبا چبا کر ہائے واویلا کرتے ہو مضطرب ہو ہو کر فریاد کرتے ہو۔ اور گمان کرتے ہو کہ تم اس طرح اللہ کو دھوکا دے سکو گے اور دعا اور فریاد سے اللہ کو گھیر کر اپنی من مانی کرا سکو گے۔ تم اس قدر بدحواس ہو جاتے ہو کہ یہ بھی تو نہیں سوچتے

کہ تم ایسے کئی ایک دیوانے عین اسی وقت آپکی ضرورت کے خلاف اور اپنی ضرورت کے مطابق دعائیں مانگ رہے ہوں۔ اللہ کو آہ و بکا سے ورغلا رہے ہوں۔ تم چاہتے ہو کہ تمہارے باغوں اور کھیتوں کیلئے بارش کر دے۔ وہ جھونپڑیوں میں بارش کو تباہ کن سمجھ کر لرز لرز کر دعائیں مانگیں کہ یا اللہ بارش کی تباہی سے بچانا سردی میں پھٹے پرانے لحاف بھیگ جائیں تو یہ ننھے ننھے معصوم بچے سردی سے بیمار ہو جائیں گے۔ ڈھکو اور اُنکے سائز کے تمام علما جواب دیں؟ کہ اگر ایک کروڑ لوگ اسی بدحواسی اور اضطراب کے عالم میں مختلف و متضاد و متبائن دعائیں مانگ رہے ہوں تو اللہ کس طرح ان سب کی دعا پوری کرے گا؟ ہمیں ڈانٹنے سے کام نہیں چلے گا۔ ہمیں قتل و خاموش کر دینا تو اور بھی بری بات ہوگی۔ یعنی اللہ اس شخص کو قید و بند و قتل سے نہ بچا سکا جو مشرکین کا راستہ روکے ہوئے تھا۔ رضا کاری صدیق اور اسی قسم کے دوسرے کاذب سنیں کہ نوجوانانِ امت اور دانشورانِ قوم مذہب سے اس لئے برگشتہ نہیں کہ چند خبیث اہل قلم میں مناظرہ ہو رہا تھا، نہ اس لئے کہ ان میں صلح ہو گئی، نہ اس لئے کہ صلح منافقانہ انداز میں ہوئی، نہ اس لئے کہ ایک پٹی ہوئی گوٹ اور ناکام شخص نے اپنی مودة بازار میں فروخت کر دی۔ شیخ اور ہمدردانِ قوم بھی سنیں کہ نوجوان، نئی نسل یا تعلیم یافتہ حضرات اس لئے مذہب سے برگشتہ ہیں کہ مسلمان علما عوام کو دن رات بے معنی یا نا قابل فہم باتیں کرتے دیکھتے ہیں اور مندرجہ بالا قسم کے لاکھوں سوالات انکے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ بعض تو صبیغ کی طرح خاموش بیٹھے رہتے ہیں، بعض سوال کے بعد ڈانٹ کر بٹھا دیئے جاتے ہیں۔ مگر وہ سوچنے اور ردعمل سے نہیں روک سکتے لٰہذا رضا کارانہ ہمدردانِ قوم ان علما کو باہر نکالیں جن کے سروں پر قیادت کا طرّہ لگا ہوا ہے۔ صدیق صاحب اپنے قم اور نجف کے زعمائے اعلمیت کو دعوت دیں اور جواب نہ ملنے پر غیاث الدین اور ڈاکٹر عسکری صاحب کے ساتھ کریا کرم اور سوگ میں شریک ہو جائیں کہ وہ تنہائی میں ہمدردی سے مایوس نہ ہو جائیں۔ ان لوگوں کو خوابِ خرگوش سے جگائیں اور بتائیں کہ عرصہ بیس سال سے کمیونسٹ لٹریچر مفت تقسیم ہو رہا ہے۔ مسٹر لینن کی چالیس معرکۃ الآرا جلدیں، ہر ایک آٹھ سو صفحات کے قریب ضخامت لیکر ڈیڑھ روپیہ فی جلد دکانوں پر اور کھلی نمائشوں میں فروخت ہوتی چلی آ رہی ہیں۔ حالانکہ اس جیسی جلد پندرہ روپیہ میں بنوانا ممکن نہیں ہے۔ اجتماعیت نواز اور مذہب سوز یہ لٹریچر انگلش میں ہے۔ لٰہذا ہر انگلش دان مسلمان ملّا ازم سے اور ملّا کے مذہب سے برگشتہ ہے۔ پھر اسی لٹریچر کی وضاحت روزانہ اردو میں لاہور سے شائع ہو کر اردو دان طبقہ کو بھی اس نام نہاد مذہب سے متنفر کر رہی ہے اور یہ انقلاب ہمارے ملک میں ہی نہیں بلکہ عالمی انقلاب ہے۔ اس مذہب سے برگشتگی ہی کا دوسرا تعمیری نام سوشلزم ہے۔ سیکولر ازم ہے۔ اور اسی فطری تقاضے کو پورا کرنے کا ملّا نواز نام اسلامی سوشلزم ہے۔ اور آج وہ لوگ جو نوع انسان کو ملانٹوں کے استبداد اور مذہبِ اسلام کے نام پر استحصال سے بچانا چاہتے ہیں۔ اسی راہ پر رواں دواں چلے جا رہے ہیں۔ اور حکومتوں کے ان مقدس و مفید مقاصد کو تباہ کرنے کے لئے ملّا حضرات نے مضبوط گٹھ جوڑ کر لیا ہے۔ وہ اپنا راج قائم کرنے کے لئے مسلمانوں کو حکومتِ پاکستان کے خلاف ابھارنے میں مصروف ہیں، فتنہ و فساد پیدا کرنے اور عوام کو سڑکوں پر نکالنے کے لئے جہلم سے کیماڑی تک شیرازہ بندی کر رہے ہیں۔ کفر و شرک کے فتووں سے لوگوں کو دبا رہے ہیں۔ اُدھر حکومت کیا تدارک کر رہی ہے ہمیں معلوم نہیں۔ لیکن یہ معلوم ہے کہ ملاازم نے اگر حکومت پر قابو پا لیا تو ملک پانچ سو سال پیچھے ہٹ کر آخر تباہ ہو جائے گا۔ مسلمانوں کی تباہی جب بھی ہوئی جہاں بھی ہوئی اُس کا سبب یہی ملّا اور اس کا خود ساختہ اسلام تھا۔ لیکن اگر حکومت اُس منشور پر چلتی رہی جسے انتخاب کے وقت پیش کر کے ملانٹوں کی تمام جماعتوں کو شکست دی تھی تو نہ صرف یہ کہ مشرک علما مایوس و ناکام ہو جائیں گے بلکہ عوام اور غیر مسلم اقلیتیں اور حکومتیں بھی ساتھ دیں گی۔ اور اللہ و رسولؐ و اولیائے اہلبیت علیہم السلام کی نصرت حاصل ہوگی۔ ورنہ ساری کائنات اور اپنی ذات بھی دشمن بن جائے گی۔

پانچواں سوال:۔ آپکی نماز اور دیگر عبادتوں نے آپکو وہ کونسی چیز عطا کی جو بے نمازیوں اور غیر مسلموں کو نہیں مل سکی؟ کیا تمہیں عروج حاصل ہوا؟ اسلئے کہ نماز کو معراج المومنین فرمایا گیا تھا۔ کیا تم فحش اور فحاشی اور ناپسندیدہ اعمال و حرکات سے باز آ گئے؟ اسلئے کہ فرمایا گیا تھا نماز فحش اور منکر سے روک دیتی ہے۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡھٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡکَرِ (29/45) کیا تمہیں تمام بے نمازیوں اور غیر مسلموں سے زیادہ اللہ کا تعاون اور اعانت حاصل ہوئی؟ اسلئے کہ فرمایا گیا تھا کہ نماز اور صبر سے اعانت طلب کرو، وَاسۡتَعِیۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَ الصَّلٰوۃِ (سورہ بقرہ 2/45,2/153) کیا تمہیں قربت خداوندی یا تقربِ الٰہی حاصل ہوا؟ کیا تمہیں غیر مسلموں پر کثرت یا کوثر حاصل ہوئے؟ کیا تمہارے دشمن دنیا سے مٹ گئے؟ اسلئے کہ اللہ کا وعدہ ہے کہ یقیناً ہم تمہیں کثرت یا کوثر عطا کرینگے۔ چنانچہ نماز اور قربانی پر عمل کرو یقیناً

تمہارے بُرا چاہنے والے تباہ ہو جائینگے (سورہ کوثر) بتایئے آپکا کیا جواب ہے؟

چھٹا سوال:۔ کیا تم دل کی گہرائی میں کائنات اور دہر کو نہیں بلکہ اللہ کو اپنا رب (پیدا کر کے تربیت و ترقی دینے والا) سمجھتے ہو؟ اور اس ایمان پر قائم رہے ہو؟ تو کیا تم پر کبھی کوئی فرشتہ بشارت اور جنت کی مبارکباد لے کر اُترا؟ اسلئے کہ قرآن میں ایسے مسلمانوں کے لئے یہی وعدہ موجود ہے۔(حٰمٓ السجدة 41/30)

آخری فیصلہ:۔ چونکہ تمہیں نہ نماز سے وہ فوائد و نتائج حاصل ہوئے جو قرآن نے فرمائے تھے، نہ تم نے اللہ کو اپنا رب سمجھا۔ اسلئے قرآن کے فرمان کے مطابق تم محض لوگوں کو دکھانے کیلئے اسلامی نماز کی ایکٹنگ کرتے ہو اور اس ریاکاری کی آڑ میں درحقیقت کعبہ اور مساجد اور انکے اینٹ پتھروں کو اور زمین و آسمان کو اپنے بتوں کی جگہ پوجتے ہو۔ لہٰذا تم واقعی ثابت شدہ مشرک ہو۔ دشمنانِ اسلام و دشمنانِ اُمت وحکومت ہو۔ تم نے پوری اُمت کو جاہل رکھا اور تمہاری گرفت کی وجہ سے ننانوے فیصدی نمازی یہ نہیں سمجھتے کہ وہ نماز میں کیا پڑھتے ہیں؟ شیعہ ہوں یا سنی دونوں کو تم نے مسجدوں سے بھگایا اور اب اُن کو درگاہوں، اولیاءاللہ کے مزاروں اور خانقاہوں سے بھی نکالنا چاہتے ہو۔ یعنی تم یقیناً دشمنانِ اسلام کے ایجنٹ ہو۔ اسلئے ''مشرک مسلمان'' ایسی ملعون تحریر لکھتے ہو اور مسلمانوں کو بلا استثناء مشرک و کافر و ملحد لکھتے ہو۔ اور ہم جو کچھ لکھتے ہیں وہ مسلمانوں اور حکومت کے دفاع میں لکھتے ہیں اور جواباً تمہیں تمہارے اعمال اور قرآن کی رو سے کافر و مشرک و ملعون و جہنمی اور دشمن انسانیت قرار دیتے ہیں۔ تاکہ تم تہذیب سیکھو اور اپنا منہ بند کرو اور ہم بھی خاموش ہو جائیں۔

6۔ ''مسلمان مشرک'' علامہ عبدالرزاق اور ڈاکٹر عثمانی کے فرمودات

یہ دو(2) عدد عالم اور دو ورقی کتاب دو اور دو چار کی طرح لکھتے اور فرماتے ہیں کہ:۔

اوّل:۔ ''اجمیر کا عرس دیکھنے کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ یہ وہی مسلمان ہیں۔ جو عاملِ قرآن اور علمبردارِ توحید تھے؟'' اور:۔

دوم:۔ ''اس وقت ہندوؤں اور مسلمانوں کے شرک میں اگر فرق ہے تو ناموں اور طریقوں ہی کا فرق ہے۔ ورنہ حقیقت تقریباً ایک ہی ہے۔ ہندو بتوں کے سامنے جھکتے ہیں تو مسلمان قبروں کے سامنے۔ ہندو رام اور کرشن کی پرستش کرتے ہیں تو مسلمان جیلانی اور اجمیری کی۔'' (مسلمان مشرک صفحہ 1)

سوم:۔ ''حساس آدمی کیلئے مسلمان مشرکوں کے حالات و خیالات معلوم کرنا ایک نا قابل برداشت مصیبت ہے۔ اس فرقہ میں عقل و نقل دونوں کا کال (قحط) ہے۔'' (ایضاً صفحہ 2)

چہارم:۔ ''یہ قبر غوث اعظم کی ہے۔ جو مر جانے کے بعد بھی ''غوث'' ہیں اور ملک الموت سے قبض کی ہوئی روحوں کا تھیلا چھین سکتے ہیں۔ یہ محبوب سبحانی ہیں۔ ''عاشق جاں نثار'' (یعنی اللہ) کو ضد کر کے مجبور کر دیتے ہیں۔ یہ غریب نواز ہیں۔ اور مرنے پر بھی مٹھیاں بھر بھر کر دیتے ہیں۔''

پنجم:۔ **سخت کلامی کا اقرار اور گمراہ و مشرک مسلمانوں کی تعداد سنیے**

''الفاظ سخت ضرور ہیں اور شاید قابل مواخذہ بھی ہیں۔ مگر دل و جگر میں جو گھاؤ پڑے ہیں۔ اور زیادہ ماتم پر مجبور کرتے ہیں۔ کون انسان ہے؟ جو تیس کروڑ انسانوں کی بے دردانہ تباہی دیکھے اور خاموش رہے؟'' (مسلمان مشرک صفحہ 2)

ششم:۔ **مسلمان علما کی شان سنیے:۔** ''یہ صرف عوام کا ہی حال نہیں کہ جہالت کی وجہ سے معذور کہے جائیں۔ اُن لوگوں کا بھی ہے۔ جو اپنے تئیں منہ پھاڑ پھاڑ کے علمائے امت وارثِ علوم نبوت اور انبیائے بنی اسرائیل کا مشابہ بتاتے ہیں۔ دراصل یہی لوگ امت محمدؐ یہ کیلئے فتنہ اور تمام تباہیوں اور بربادیوں کے اصلی سبب ہیں۔ یہ علماءِ سُوا اس امت کے فقیہی و فریسی و صدّوقی ہیں۔ ہاروت و ماروت ہیں۔ رؤس الشیاطین ہیں (شیطانوں کے سر ہیں) اُنہیں نے شریعت کی تحریف کی ہے۔ اُنہیں نے کتاب و سنت کا دروازہ مسلمانوں پر بند کیا ہے۔ انہیں نے طریقت و بدعت کی تاریکی پھیلائی ہے۔ انہیں نے اسلام کا نام لیکر اسلام کو مسلمانوں کے دلوں سے اکھاڑ پھینکا ہے۔ تیرہ سو سال کی تاریخ ہمارے سامنے کھلی رکھی ہے۔ وہ کون سی مصیبت ہے جو اُن کے ہاتھوں نہیں آئی؟ وہ کون سی گمراہی ہے جس کا جھنڈا انہوں نے اپنے کاندھوں پر نہیں اٹھایا۔'' (چند سطروں کے بعد لکھا)

''مسلمانوں سے کہا جاتا ہے کہ کتاب وسنت کا فہم ناممکن ہے۔ لہٰذا اس سے دور رہو۔ اشخاص کی تقلید واجب ہے۔ لہٰذا بے چون و چرا ہمارے پیچھے چلو، قبریں اونچی کرو؛ قُبے بناؤ؛ اولیا سے منّتیں مانو؛ خدا تک مخلوق کو وسیلہ بناؤ، جو چاہو کرو، کیونکہ شفیعُ المذنبین کی اُمت ہو۔ یہی دین ہے؛ یہی شریعت ہے؛ یہی سنت ہے۔ کیا ہم یہ سب سنیں اور خاموش بیٹھے رہیں؟ کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ مصلحین اُمت اُٹھیں اور علمائے سُو کے اس شرذمۂ مشؤ مہ (رسوائے زمانہ ٹولہ) کے چہرہ سے نقاب الٹ دیں تاکہ مسلمان اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ ان بڑی بڑی پگڑیوں (عماموں) کے نیچے شیطان کو سجدہ کرنے والے سر ہیں اور ان لمبی اور گھنی داڑھیوں کی اوٹ میں کفرو ریا کی سیاہی چھپی ہوئی ہے۔'' (ایضاً۔ صفحہ 3)

7۔ لمحۂ فکریہ۔ تین ریڈیو سٹیشن اور بدعت کی موافقت ومخالفت

مندرجہ بالا بیان کو ذرا ٹھنڈا ہو جانے دیں اور ذرا ریڈیو سُنیں۔ ہم مذکورہ بیان لکھ رہے تھے کہ BBC نے پروگرام کتب خانہ میں بتایا کہ اکبر بادشاہ پاپیادہ جناب معین الدین چشتی (رضی اللہ عنہ) کے مزار کی زیارت کو جایا کرتا تھا اور جنگ کے دوران یاہادی یامعین کا وظیفہ با آواز بلند پڑھا کرتا تھا۔ پھر ہندوستانی ریڈیو سے قوالی میں کہا گیا ''میرا سرہو اور درِنبیؐ'' یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ جائز کرنے والی بات بھی غالباً شرک ہی تھی۔ ذرا دیر بعد پاکستانی ریڈیو نے سعودی عرب کے بادشاہ کا تعارف اور پروگرام سنایا اور اُنکے اسلام نواز کارناموں پر اپنے اخباروں کے بیانات سے مسلمانوں کے ایمان کو تازہ کیا لیکن ہم ایک بات سننے سے محروم ہی رہے۔ یعنی یہ کیوں نہ بتایا کہ شاہانِ سعودیہ نے دنیا کی سب سے بڑی بدعت کا قلع قمع کر دیا تھا۔ یعنی قبرستان جنت البقیع کے تمام مزاروں کو بیخ وبن سے اکھیڑ پھینکا تھا اور یہ کہ ایک قبہ وہاں آج تک برقرار ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ مسعود عثمانی ضرور اُس روز خوش ہوں گے جس دن مزارِ جناب محمد مصطفیٰؐ کو (معاذ اللہ) کھود کر شرک کو سو فیصد مٹا دیا جائیگا۔ ورنہ مزاروں اور قبوں کا بننا ہرگز بند نہ ہوگا۔ انہیں چاہیے کہ شاہ سے مل کر اس بزرگ ترین مزار کو کھودنے کا مشورہ دیں۔ اور یہ بھی کہ قائداعظم کے مزار پر نہ جائیں اور پھولوں کی چادر چڑھانے کے شرک سے باز رہیں۔ اور یہ شکوہ بھی کریں کہ تمہارے شہید کا سوگ صرف ایک دن منایا گیا تھا لیکن ماؤزے تنگ کا سوگ سات دن رہا۔ اور خوب شاہ کو بھڑکائیں کہ پاکستان کمیونزم اور سوشلزم ازم کی قدر کرتا ہے۔ تخریب کاری کا یہ اچھا موقعہ ہے اس سے فائدہ اُٹھائیں۔

8۔ عدل وانصاف اور عدالت کی باتیں

جس دن سے مجتہدین کے اس شر پسند وکفر ساز ٹولے (شرذمۂ مشؤ مہ) نے شیعوں کو کافر قرار دلوانے کیلئے عدالتوں اور حکومت کا دروازہ کھٹکھٹایا، مقدمات دائر کئے، ہزاروں پمفلٹس، کتابیں اور اشتہارات مارکیٹ میں اور گھر گھر تقسیم کئے۔ ہم نے اُسی روز سے دفاعی پروگرام شروع کیا اور عدالتوں اور پبلک کو برابر مخاطب کیا اور یہ دکھایا کہ شیعوں کے مخالف علما اور عوام کا اپنا حال کیا ہے؟ کیا وہ سب مومن اور مسلم ہیں؟ جو شیعوں کو کافر کہنے کا حق رکھتے ہوں؟ ہم نے بار بار خود اہلسنت کے علما کے قلم سے دکھایا ہے کہ تمام اہلسنت نام کے علما اور فرقے آپس کے فتاویٰ سے کافر، ومشرک وملحد ہیں۔ اور زیرِ قلم کتاب میں بھی یہی کچھ جناب مسعود عثمانی نے لکھا ہے۔ اور ہم نے دکھایا ہے کہ ڈاکٹر مسعود کے فرقہ کو اہلسنت علما نے نہ صرف کافر ومشرک وملحد وملعون لکھا ہے بلکہ اُنکے مُردوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے سے بھی روکا ہے۔ یہاں عدالتوں اور انصاف پرست قارئین سے دو سوالوں کا جواب درکار ہے:۔

<u>پہلا سوال</u>:۔ کیا ثابت شدہ بقلم خود کافروں، مشرکوں اور ملحدوں کو یہ حق دینا انصاف پروری اور خدا ورسولؐ کے حکم کے مطابق ہے کہ وہ شیعوں کو کافر قرار دیں؟ اور کیا کافروں، مشرکوں اور ملحد لوگوں کے فتویٰ سے کوئی واقعی کافر ہو جائے گا؟

<u>دوسرا سوال</u>:۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں کی کثرت کا فیصلہ تمام مسلم اقلیتوں کو تسلیم کرنا چاہیئے۔ وہ کثرت کون سی ہے؟ <u>جب تمام اہلسنت، علمائے اہلسنت کے نزدیک مع علما کافرو مشرک وملحد ہیں تو شیعہ ہی وہ مقدس کثرت نہ ہوئے</u>؟ اور کیا شیعوں کے ساتھ وہ تمام مسلمان شامل نہیں؟ جو آنحضرتؐ اور علیؑ مرتضیٰ کو مشکل کشائے دو جہاں مانتے ہیں اور اُنکی عطا کردہ کرامات اور بزرگی سے اولیائُ اللہ کو بھی وسیلہ بناتے ہیں۔ مزاروں پر جانے والوں، فاتحہ ودرود کرنیوالوں، مزاروں اور قبّوں کی عزت وحفاظت کرنیوالوں اور منّت مرادیں ماننے والوں، قوالیاں کرانے اور سننے والوں، آنحضرتؐ کے خداداد علم غیب پر ایمان رکھنے والوں اور اُمت کے حالات

سے باخبر اور مددگار ماننے والوں ، پوری کائنات کے حال سے واقف سمجھنے والوں کی کثرت کو شیعوں کے ساتھ رکھنا پڑے گا۔ نہ کہ ڈھکو، عزیز و مظہر، مفتی محمود ،نورانی، عثمانی وغیرھم کے ساتھ؟ لہٰذا ہماری پرانی اور ابتدائی تجویز یہ ہے کہ:۔

کروڑ ہا مسلمانوں کو کافر قرار دینے کے بجائے صرف 22 عدد علما کو کافر قرار دے کر اُن کی ایک الگ اقلیت بنا دی جائے اور انہیں ان کے عقائد میں پوری ڈھیل اور آزادی دے دی جائے۔

ہم پھر ایک دفعہ اُس ٹولہ کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ کسی بھی ملکی یا غیر ملکی عدالت میں ہمارے ساتھ کفر و اسلام پر گفتگو کریں اور ہم میں سے جسے عدالت مسلم قرار دے اسے ہم دونوں گروہ مان کر عدالتی فیصلہ پر دستخط کر دیں؟ ہے کوئی اسلام کا دعویدار عالم جو ہماری یہ درخواست قبول کرے؟ کوئی مسٹر محمد حسین ڈھکو کو خبر کر دے اور پوچھے کہ بارشیں اور برسات تو کبھی کی ختم ہو گئیں یہ کیا بات ہے کہ آپ کے ابھی تک پر نہیں نکلے ہیں؟ کیا تمہارے غوث و غیاث و رضا کار و صدیق بھی تمہاری مدد سے چھٹی مانگ رہے ہیں؟ لاہوری ٹھیکیدار سے بٹوارہ کیوں بند ہو گیا ہے؟ تمہارے خوانین بشیر و نذیر کو کس بخاری (پٹاری) میں بند کر دیا ہے؟؟؟

9 ۔ مسلمان مشرک علما کا فریب اور قرآن سے استدلال کی حیثیت

یہاں سے ہم مسلمان مشرک علما کی وہ چالاکیاں دکھائیں گے۔ جو انہوں نے مومنین کو مشرک بنانے کیلئے کی ہیں۔ سرسری نظر سے پڑھنے والا قاری یہ سمجھتا ہے کہ بات بات میں شرک شرک پکارنے والے یہ توحید پرست مشرک قرآن و احادیث سے اپنا مذہب ثابت کرتے ہیں اور اولیاء اللہ و بزرگانِ دین کو وسیلہ بنانے اور رسولؐ اللہ پر درود و سلام بھیجنے اور حضورؐ کو اپنی مشکلات میں پکارنے کو شرک ثابت کرنے میں آیات کا انبار لگا دیتے ہیں۔ لیکن ہم چیلنج کرتے ہیں اور قارئین کرام کو بتاتے ہیں کہ یہ مشرک علما جو آیات پیش کرتے ہیں۔ اُن میں سے ایک بھی تو ایسی آیت نہیں ہے جس میں مسلمانوں کو مخاطب کر کے یہ کہا گیا ہو کہ:۔

(1) ''اے مسلمانو تم بزرگانِ دینِ اسلام کی قبروں پر نہ جایا کرو۔'' یا یہ کہ

(2) ''اے مومنین تم بزرگانِ اسلام کو اپنی دعاؤں میں وسیلہ و واسطہ نہ بنایا کرو۔'' یا

(3) ''اے مسلمانو تم رسولؐ کے انتقال کے بعد انؐ کو اپنی مدد کیلئے نہ پکارنا۔'' یا

(4) ''اُمت کے اعمال رسولؐ اللہ کے سامنے پیش نہیں کئے جاتے'' یہ ماننا شرک ہے۔

(5) ''مومنین میں کوئی مرنے والا ایسا نہیں ہوتا جو مرنے کے بعد لوگوں کی بات سنتا ہو۔''

(6) ''رسولؐ اللہ بھی انتقال کے بعد (معاذ اللہ) سڑ گل گئے۔ نہ وہ کسی کی بات سنتے ہیں۔ نہ کسی کو وہؐ دیکھ سکتے ہیں۔ قبر میں اُنؐ کا جسم و روح بھی موجود نہ رہے گا۔ نہ وہ کسی کی فریاد پر مدد کر سکتے ہیں۔ نہ کسی کا حال جان سکتے ہیں۔ ایسا سمجھنا شرک ہے؟''

(7) ''مسلمان مُردوں کو سوئم یا چالیسویں یا برسی وغیرہ پر نذر نیاز اور فاتحہ و درود کا ثواب نہیں پہنچتا۔ لہٰذا یہ سب کچھ منع و حرام ہے، شرک ہے؟''

(8) ''کسی ولی اللہ کی قبر کا احترام کرنا، اس کو سلام کرنا، اسکی طرف پشت نہ کرنا شرک ہے؟''

(9) ''گیارھویں شریف منانا، تعزیہ بنانا اور اُس کا احترام کرنا؛ بزرگانِ اسلام کی یادگاریں بنانا اور اُن کی تعظیم کرنا؛ عرس کرنا؛ قوالیاں اور نعت و قصائد اور مناقب کی محفلیں منعقد کرنا شرک ہے؟''

(10) ''شہدائے اسلام اپنی قبروں میں نہ زندہ ہیں نہ اُن کو قبروں میں رزق ملتا ہے۔ اور جو ایسا عقیدہ رکھے وہ مشرک ہے؟''

(11) ''شہدائے اسلام اور اولیاء اللہ سے منتیں ماننا، ان کے سامنے اپنا دکھ درد اور بپتا بیان کرنا شرک ہے؟''

(12) ''دولھا یا دلہن کو نکاح سے پہلے یا بعد میں بزرگانِ دین کی قبروں، مزاروں، آستانوں یا درگاہوں میں لے کر جانا شرک ہے؟''

(13) ''رسولؐ اللہ کو اُمت کے روزمرّہ حالات سے واقف سمجھنا شرک ہے؟''

(14) وہ مشرک علما ہمیں یہی دکھا دیں کہ رسولؐ اللہ کو یا اُن کی قبر کو یا اُن کی شبیہ کو یا اُن سے منسوب چیز کو جھک کر تعظیم کرنا یا سجدہ کرنا شرک ہے؟ یا جتنے الزام واتہام وہ لگا کر شرک کہتے ہیں، اُن میں سے جس کو آسان سمجھیں اُس کے شرک ہونے پر ایک ایسی آیت پیش کر دیں جس کا ترجمہ وہی کیا گیا ہو جو وہ اپنے الزام میں کہتے ہیں؟

قارئین بتائیں کہ ہم اس سے زیادہ سہولت اُن مشرکوں کو اور کیا دیں؟ ہم اگلے عنوان میں انکی مکاری، عیاری، اور فریب کاری کا پردہ خود اُنکے قلم سے چاک کریں گے۔ جب تک کیماڑی روڈ کے توحید نما شرک کے اڈے سے اِن چودہ نکات پر ایک آیت طلب فرمائیں، سب ملکر اُنکو خطوط لکھیں اور بتائیں کہ ایک طالب علم تمہیں اور تمہارے توحید کے کھوکھلے نعرہ کو چیلنج کر رہا ہے۔ شرم کرو جواب دو یا بکواس بند کرو مسلمان بنو۔

10۔ مسلمان مشرک علما قرآن کریم سے فریب کرتے ہیں

یہ مشرک اور شرک ساز علما مسلمانوں کو جن آیات کا حوالہ دے کر شرک اور مشرک ہونے کا الزام واتہام لگاتے ہیں وہ تمام ایسی آیات ہیں جن میں اُن کے مشرک بزرگوں پر مشرک ہونے کا ثبوت دیا گیا ہے۔ اور جن آیات نے اُن کے آباؤ اجداد سے مراسمِ شرک چھڑوائے تھے۔ جن میں اُن کی پوری نسل و مذہب کی پول کھولی گئی ہے۔ جن میں مسلمان مشرک علما کی قوم کے شیخوں، سرداروں اور لیڈروں کے اسلام اختیار کرنے کی غرض اور پالیسی اور عقائد بیان کئے گئے ہیں۔ اور جن آیات کی زد سے بچنے کیلئے یہ خبیث ٹولہ مسلمانوں پر اُن ہی آیات کو پلٹ کرفٹ (fit) کرنے میں مصروف رہتا چلا آیا ہے۔ چونکہ اس خبیث گروہ کے بزرگوں کو مرنے کے بعد کیڑوں کی خوراک بتایا گیا، مٹی میں مل کر مٹی ہو جانے والا فرمایا گیا۔ اُن کو اور اُن کی قبروں، مزاروں اور آستانوں اور قبوں کو ملعون قرار دیا گیا؛ وہاں جانے کی ممانعت کی گئی؛ اُن کو پکارنا؛ ان سے مدد طلب کرنا؛ ان کی یادگار بنانا؛ ان کا احترام کرنا حرام فرمایا گیا۔ لہٰذا ان خبیثوں نے طے کیا کہ وہ شہدائے اسلام، اولیائے عظام اور سرورِ کائنات محمد و آلِ محمد علیہم السلام کو بھی اپنے ملعون بزرگوں کی صف میں کھڑا کر کے درود سلام تک بند کرا دیں گے۔ حالانکہ انہیں معلوم ہے کہ ہر وہ شخص جو صحیح اسلامی عقائد پر فوت ہوتا ہے اور محمد و آلِ محمد صلوٰۃ اللہ علیہم کی محبت قلب میں لے کر اپنی فطری موت مرتا ہے وہ بھی شہدا کی طرح زندہ رہتا ہے رزق پاتا ہے اور اپنی قبر میں جنت کی تمام نعمتیں حاصل کرتا ہے۔ مَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ محمدٍ مَاتَ شَھِیْدًا (مسلمہ حدیث) البتہ جب کوئی مسلمان نما مشرک عالم مرتا ہے تو وہ قطعی حیوانات کی موت مرتا ہے۔ مگر عذاب قبر کیلئے وہ بھی زندہ رہتا ہے اور ایسے ہی لوگوں کیلئے کہا گیا ہے کہ:۔

''مر گئے مردود جن کی فاتحہ نہ درود۔'' لعنۃ اللہ علیہم اجمعین۔

11۔ مشرک مسلمان عالم کی پیش کردہ آیات کا نمونہ بقلم خود ملاحظہ ہو

قارئین بطور نمونہ جناب ڈاکٹر عثمانی کا قرآنی فراڈ (Fraud) ملاحظہ فرمائیں۔ وہ لکھتا ہے کہ:''قرآن کریم میں اس فعلِ شنیع (قبروں کو سجدہ گاہ بنانے) سے روکنے کیلئے کس قدر بلیغ اور علمی بیان آیا ہے''وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّ ھُمْ یُخْلَقُوْنَ O اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ O (سورہ النحل 16/20-21)

ترجمہ:۔ اور اللہ کے علاوہ دوسری ہستیاں جن کو لوگ (حاجت روائی کیلئے) پکارتے ہیں۔ وہ کسی چیز کے بھی خالق نہیں ہیں۔ بلکہ خود مخلوق ہیں۔ مردہ ہیں نہ کہ زندہ۔ اور ان کو یہ تک معلوم نہیں کہ اُنہیں کب (دوبارہ زندہ کر کے) اٹھایا جائے گا'' یہ الفاظ صاف بتا رہے ہیں کہ یہاں خاص طور پر جن بناوٹی معبودوں کی تردید کی جا رہی ہے۔ وہ نہ تو بُت ہو سکتے ہیں اور نہ شیطان اور فرشتے بلکہ صاف صاف مراد قبر والوں سے ہے۔ کیونکہ شیطان اور فرشتے تو زندہ ہیں۔ اُن پر اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ (مردے ہیں نہ کہ زندہ) کا اطلاق ممکن نہیں۔ رہے لکڑی اور پتھر کے بُت تو اُن کیلئے دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لامحالہ وَ مَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ (ان کو یہ خبر بھی نہیں کہ انہیں کب دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا) سے مراد انبیاءؑ، شہداء، صالحین، اور دوسرے غیر معمولی انسان ہی ہو سکتے ہیں۔ جن کو اُنکے معتقدین دستگیر، داتا گنج بخش، مشکل کشا، فریادرس، غریب نواز اور نہ معلوم کیا کیا قرار دیکر حاجت روائی کیلئے پکارنا شروع کر دیتے ہیں۔''

(کتاب یہ آستانے یہ قبریں صفحہ 3-2 ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی .MBBS)

اس بیان کو کئی بار پڑھ کر ذہن نشین فرمالیں پھر ہماری چند باتیں سُنیں :۔

پہلی بات:۔ یہ دونوں آیات واؤ سے شروع ہوئی ہیں۔یعنی جن خبیثوں کی بات ہورہی ہے وہ مسلمان جماعت میں مسلمان بن کر داخل ہوئے اور دلوں میں اپنے شرک ساز منصوبے کو چھپا کر، بظاہر مسلمان رہ کر تخریب کرتے رہے جن کو اللہ نے فرمایا کہ:۔

وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ o (سورہ النحل 16/19)

اللہ جانتا ہے جو بھی تمہارے پوشیدہ پروگرام ہیں اور وہ بھی جانتا ہے جو تم اعلانیہ کرتے ہو۔''

قارئین نوٹ کریں کہ جس طرح ہمارے زمانہ کے یہ ڈھکو چھپو مسلمان نما مشرک علما مسلمانوں میں رہ کر مسلمانوں اور اسلام کی جڑیں کاٹ رہے ہیں۔اُسی طرح ان کے اوّلین مشرک بزرگ بھی اپنی حاجت روائی کے لئے اللہ و رسولؐ کو چھوڑ کر اپنے ان مشرک راہنماؤں اور لیڈروں کو پکارتے تھے جن کو کعبہ کی بلندی سے حضرت علی علیہ السلام نے منہ کے بل پھینکا تھا۔

دوسری بات:۔ ہم مانتے ہیں کہ یہ آیات مُردوں کو پکارنے والوں کی مذمت کرتی ہیں۔مگر اُن پکارنے والوں کو چھپا کر اُن کی جگہ مومنین اور تمام مسلمانوں کی مذمت کرنا اور سب کو مشرک لکھنا محض اسلام دشمنی ہے۔اللہ نے جہاں بھی مسلمانوں کو ان کی غلط کاریوں پر ڈانٹا ہے وہاں یٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کہہ کر بلا تکلف ان کو تنبیہہ کی ہے۔اُن کو اُن کے غلط اور باطل اعمال کا نقشہ کھینچ کر دکھایا ہے، مثلاً فرمایا کہ:۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ o (الحجرات 49/2)

''اے وہ لوگو جو ایمان لاچکے ہو تم نبیؐ کے سامنے ان کی آواز پر اپنی آوازیں بلند نہ کیا کرو اور جیسا کہ تم آپس میں بلا تکلف گفتگو کیا کرتے ہو وہ بے ادبانہ طریقہ انؐ کے حضور میں اس لئے غلط ہے کہ اس سے تمہارے تمام نیک اور صالح اعمال وعبادات ضائع ہوجائیں گے اور تمہیں پتہ تک نہ چلے گا۔''

یہ طریقہ ہے مسلمانوں کو مخاطب کر کے تنبیہہ کرنے کا۔لہٰذا جیسا کہ ہم نے ذرا دیر پہلے عرض کیا تھا کہ مشرک علما ہرگز ہرگز ایسی آیت پیش نہیں کر سکتے جس میں مذکورہ بالا چودہ صورتوں میں سے کسی صورت میں بھی مسلمانوں کو مشرکانہ اعمال کا مجرم بتایا گیا ہو۔لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ فریب ساز مسلمان مشرک علما مومنین کو قرآن کے نام پر دن رات دھوکہ دے کر اُن سے بزرگان اسلام، اولیائے کرام اور محمد و آل محمد علیھم السلام کو چھڑانا چاہتے ہیں۔اور مومنین کو شیطان والی بے نبی منفی توحید پر لگا کر اپنے ایسے مشرک مسلمان بنالینا چاہتے ہیں اور یہاں یہ بھی سن لیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سینکڑوں ایسی احادیث بیان کی ہیں جن میں وہ تمام حالات واضح کیئے ہیں۔اُن میں بھی کوئی حدیث ایسی نہیں ہے جس میں مذکورہ چودہ صورتوں میں سے کوئی صورت آئی ہو۔یہ بتایا ہے کہ صحابہ اور عوام سے بدعتیں سرزد ہوں گی ۔یہ فرمایا ہے کہ مسلمان خواہشاتِ دنیا میں مبتلا ہوجائینگے ، یہ بھی کہ قطع رحمی کی جائیگی ، یہ بھی کہ ایک دوسرے کا خون بہایا جائیگا۔مگر جو بنیادی بات فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ <u>مجھے تمہارے متعلق یہ خوف نہیں کہ تم مشرک باللہ ہوجاؤ گے یا کافر باللہ ہوجاؤ گے بلکہ یہ خوف ہے کہ .... اسکے بعد طرح طرح اُمت کے بعض یا کثیر حصہ کی گمراہی کی مذکورہ صورتیں بیان فرمائی ہیں</u>۔لہٰذا ہر وہ بات جو حدیث کے نام پر بیان کی جائے اور جس میں مسلمانوں کو مسلمان رہتے ہوئے ؛ اللہ، رسولؐ اور آلؑ واصحابؓ رسولؐ کو مانتے ہوئے شرک کا مجرم قرار دیا جائے۔وہ مشرک مسلمان علما اور اُن کے مشرک بزرگوں کی گھڑی ہوئی سمجھی جانا چاہئے ۔چونکہ فرمانرواؤں کا عموماً یہی عقیدہ تھا لہٰذا کتبِ تاریخ وحدیث میں سے کوئی ایسی بات قابل قبول نہیں جو سرکاری یا سلاطین کے مذہب کی طرفداری کرتی ہو۔

تیسری بات۔ <u>**مشرک مسلمان علما کے منہ پر قرآنی طمانچہ**</u>

قارئین سوچیں کہ اگر اللہ کی عبادت اور صالح اعمال سے رسولؐ اللہ کا کوئی تعلق نہیں ہے؟ اگر اللہ کی عبادت اور انسانوں کے صالح اعمال کی قبولیت سے رسولؐ اللہ کو کوئی سروکار نہیں؟ اگر رسولؐ اللہ کو الگ رکھ کر انسانوں کے اعمال صالحہ اور عبادتیں کوئی حیثیت رکھتی ہیں؟ تو رسولؐ اللہ کے حضور میں آواز کے بلند ہوجانے

سے تمام اعمالِ صالحہ اور عبادات کا ضائع ہو جانا بہت بڑا ظلم ہے اور عبادت و اعمال میں رسولؐ اللہ کی شمولیت شرکِ عظیم ہے۔ سوچئے اور بتائیے کہ نیک اعمال کر رہے ہیں مومنین؛ اعمال قبول کرنے اور جزا دینے والا ہے اللہ؛ عبادت خالص اور تنہا کیجاتی ہے اللہ کی؛ اور عبادت کرتے ہیں مسلمان اور اللہ کی عبادت اور اعمالِ صالحہ بجالاتے ہوئے، مثلاً سو سال کی مومنانہ اور مؤحدانہ اور متقیانہ زندگی تک پہنچتے ہیں اور ایک دن صرف ایک بات اور وہ بھی حضوؐر کے حق میں، مثلاً ''جی حضوؐر''، ''بجا ارشاد ہے'' کرخت آواز سے کہہ دیتے ہیں تو ساری اُمت کے یا ایک مسلمان کے تمام سو سالہ اعمال و عبادات ضائع ہو جانا نبیؐ کے کس مقام کا تعین کرتا ہے؟ کیا میں یہ نہ کہہ دوں کہ اللہ کی سو سالہ عبادت اور اُمت کی سو سالہ محنت کے مقابلہ میں اللہ کو محمدؐ کا احترام زیادہ عزیز ہے؟ یا یہ کہہ دوں کہ محمدؐ کے حضور میں ایک بات ادب و احترام سے کرنا سو سال کی عبادت کے برابر ہے؟ سنو اور غور سے سنو اور ڈھکوی ٹائپ کے تمام علما کو بتا دو کہ اگر ہر عبادت میں اور ہر نیک عمل میں محمدؐ شریک نہیں ہیں تو وہ عبادت شرک ہے، وہ نیک عمل ملعون و مردود ہے۔ یہ ہے میرا عقیدہ۔ اگر میں اس عقیدے میں مشرک ہوں تو میں اسکے خلاف ایمان پر لعنت بھیجتا ہوں اور ایسے ایمان والوں کو حقیقی مشرک سمجھتا ہوں لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۔ پھر سنو! جنؐ سے محمدؐ محبت کرتے ہیں اُنکے چہروں پر نظر ڈالنا عبادت ہے، اُنؑ کی بات سننا عبادت ہے، اُنؑ سے منسوب انسانوں یا اشیاء کا احترام عبادت ہے، جہاں اُنؑ کا ذکر ہوتا ہو وہاں جانا وہاں بیٹھنا عبادت ہے، جہاں اُنکے ذکر کرنیوالے موجود ہوں وہاں جانا اُن مقامات کا طواف کرنا، وہاں کی مٹی کو بابرکت سمجھنا عبادت ہے۔ سنو! ہر وہ عمل جو مسلمان نیک نیتی اور خلوصِ دل سے عبادت سمجھ کر کر رہے ہیں (خواہ وہ حقیقتاً غلط بھی ہوں) اور اُمت کی کثرت نے اسے عبادت سمجھ کر کیا ہے، وہ تمام اعمال و رسومات عبادت ہیں اور مسلمان مشرک علما ہوں یا عوام ہوں اُنکی نیک نیتی اور خلوصِ قلب سے کی ہوئی عبادتیں اور اعمال خواہ حقیقتاً صحیح بھی ہوں شرک ہیں، ملعون و مردود ہیں۔ یہ ہے میرا فتویٰ جو بائیس مشرک علما کے علاوہ امت کے تمام باقی فرقوں کو مسلمان ثابت کرتا ہے اور سب کو دعوتِ اتحاد و محبت و تعاون دیتا ہے۔ (هَلْ مِنْ مُّدَّكِر ؟)

12۔ مسلمان مشرک علما اور انکے شرک ساز بزرگوں کے عقائد قرآن سے

اس عنوان میں سب سے پہلے یہ دیکھ لیں کہ مسلمانی کی ایک اہم ترین شرط یہ ہے کہ:۔ 1۔ اللہ پر ایمان لایا جائے اور 2۔ جو کچھ محمدؐ پر نازل ہوا اور جو کچھ حضرات ابراہیمؑ و اسماعیلؑ اور اسحاقؑ و یعقوبؑ پر اور جو کچھ اُن چاروں کی بیٹیوں اور بیٹوں پر اُن کی اولادوں پر اور جو کچھ موسیٰؑ و عیسیٰؑ کو دیا گیا اور جو کچھ اللہ کے باقی انبیا علیہم السلام کو دیا گیا سب پر ایمان لایا جائے اور 3۔ یہ اعلان و عمل کیا جائے کہ ہم مذکورہ حضرات کی تعلیمات میں سے کسی ایک کی تعلیم میں بھی فرق نہیں کرتے اور ہم یوں اللہ پر ایمان لائے ہیں کہ ان سب کو اللہ کے ساتھ رکھیں۔ (سورہ بقرہ 2/136)

(1)۔ کیا ہم اس ایمان میں پورے ہیں؟

یقیناً اللہ مع اپنی قدرت کے موجود ہے اسلیئے ہم اسکے وجود و قدرت پر ایمان لائے ہیں اور ہر اہلِ عقل غور و فکر کے بعد ایمان لا سکتا ہے۔ قرآن اپنے معجزانہ کمالات کے ساتھ ہر جگہ موجود ہے ہم ایمان رکھتے ہیں۔ اس کی ہر آیت اور ہر لفظ کو من و عن صحیح سمجھ کر مانتے ہیں، قرآن کی ہمہ گیری کا یقین رکھتے ہیں۔ اور چونکہ قرآن نے مندرجہ بالا بیان دیا ہے۔ لہٰذا قرآن کے بھروسہ پر ہمارا بالواسطہ ایمان ہے۔ لیکن اللہ کے سوا کسی مخلوق پر بالواسطہ ایمان درجۂ یقین تک نہیں پہنچاتا۔ اسلیئے یہ انتظام اللہ کے ذمہ تھا کہ محمدؐ اور اُن کے جانشین سلام اللہ علیہم کے پاس وہ تمام کتابیں اپنی تنزیلی صورت میں موجود ہوں اور وہ تمام انبیا و رسل وآئمہ (اسباط) علیہم السلام زندہ اور ملاقات کر سکنے کی پوزیشن میں ہوں۔ چنانچہ اللہ نے اس کا اہتمام و انتظام رکھا ہے۔ احادیثِ معصومین علیہم السلام کی رو سے وہ تمام سابقہ کتابیں خانوادۂ نبوت میں موجود تھیں اور آج قائم آلِ محمدؐ صلوٰۃ اللہ علیہ م ح م د کے پاس موالیانِ محمدؐ و آلِ محمدؐ کے ملاحظہ کیلئے موجود ہیں۔ اور قرآن نے بھی فرمایا ہے کہ وہ تمام قائم رہنے والی پاکیزہ کتابیں اور صحیفے قرآن میں موجود ہیں۔

رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةًo فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌO (البيّنة 3-98/2)

اور ہم معراج پر اس طرح ایمان لائے ہیں کہ تمام انبیا و رسل علیہم السلام سے آنحضرتؐ نے ملاقات کی، سب کو وہ اذان اور نماز پڑھائی جو ازلی وابدی اور

کامل نماز تھی (ملاحظہ فرمائیں کتاب ''اسلامی کلمہ ونماز حصہ اوّل ودوم'') اور قرآن نے بتایا کہ تم اُن حضراتؑ میں سے کسی ایک سے دریافت کرلو جن کو ہم نے آپؐ سے پہلے اپنا رسولؑ بنا کر بھیجا تھا کہ آیا ہم نے رحمٰن کے سوا کسی اور معبود کی عبادت کی اجازت دی ہے؟

وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ
اٰلِھَۃً یُّعْبَدُوْنَ O (زخرف 43/45)

لہٰذا قرآن نے آنحضرتؐ کو اختیار دیا اور اللہ نے انتظام فرمایا کہ جس رسولؑ سے چاہیں ملاقات کریں یا ملاقات کیلئے بلائیں اور جن کو عین الیقین حاصل کرنے تک تعلیم دے چکے ان کو انبیاؑ وآئمہؑ سابقہ کی ملاقات سے فیضیاب فرمادیں۔ چنانچہ اُمت میں ایسے اولیاءؑ اللہ گزرے ہیں جن کو محمدؐ وآل محمدؐ کے وسیلے سے انبیا و رسل علیہم السلام سے ملاقات کا شرف حاصل تھا اور اُسی سائز کے بزرگ ہوتے ہیں جنکی درگاہوں خانقاہوں اور مزاروں پر اُمت کے مومنین جاتے ہیں اور مشرکین کفر کی آگ میں جل جل کر تڑپتے اور شرک شرک کی تسبیح پڑھ کر ابلیس کو خوش کرتے ہیں۔

(2)۔ وہ ادارہ جس کے افراد کو ایک دوسرے سے جدا کرنا شرک ہے

مذکورہ بالا آیت میں یہ فرمایا گیا تھا کہ انبیاؑ ورسل کی تعلیم کو ایک دوسرے کے خلاف اور مختلف نہ سمجھنا ضروری ہے (لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ (2/136)) ہم اُن میں سے کسی کو بھی متفرق نہیں کرتے۔ یہاں اس مکتب فکر پر چوٹ پڑتی ہے جو کہتا ہے کہ ہر نبیؑ اور رسولؑ کی شریعت ایک دوسرے سے مختلف تھی اور یہ کہ رسولؐ اللہ اور قرآن نے سابقہ تمام کتابوں اور تعلیمات کو منسوخ کردیا ہے۔ یہ نظام طاغوت ونظام اجتہاد کا عقیدہ ہے جسے باطل ثابت کیا جا چکا ہے۔ اب یہ سن لیں کہ اللہ نے اس کائنات کی تخلیق ونظم وہدایت کا جو قابل فہم انتظام فرمایا ہے اس پر بھی ایمان رکھنا لازم ہے اور یہ کہ اس نظام کی ہر فرد دوسرے افراد کے ساتھ لازم وملزوم ہے ورنہ تصورِ توحید وعمل ناممکن اور غلط ہو جائیگا ارشاد ہے کہ:۔

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَ مَلٰٓئِکَتِہٖ وَ کُتُبِہٖ وَ رُسُلِہٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ (2/285) اور قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَالْاَ سْبَاطِ وَمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَ عِیْسٰی وَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّھِمْ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ وَ نَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَO وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِ سْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ وَ ھُوَ فِی الْاٰ خِرَ ۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَO (3/84-85)

محمدؐ رسول اللہ ایمان لائے ہیں اس پر جو اُن کی طرف ان کے پروردگار کی طرف سے نازل ہوا ہے اور مومنین بھی ایمان لائے ہیں، رسولؐ اور تمام مومنین اللہ پر اور اسکے فرشتوں پر اور اُس کی کتابوں پر اور اسکے رسولوںؑ پر ایمان لائے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نہ اللہ اور رسولوںؑ میں فرق پیدا کرتے ہیں۔ نہ رسولوںؑ اور کتابوں میں فرق سمجھتے ہیں۔ نہ اللہ اور کتابوں میں تفریق کرتے ہیں نہ کتابوں اور ملائکہ کو جدا کرتے ہیں۔ نہ ملائکہ اور اللہ میں فرق پیدا کرتے ہیں نہ ملائکہ اور رسولوںؑ میں جدائی ڈالتے ہیں۔ اور اے رسولؐ آپ کہہ دیں کہ ہم سب اللہ پر اور جو کچھ اللہ نے ہم پر نازل کیا اس پر اور جو کچھ ابراہیمؑ واسماعیلؑ واسحاقؑ ویعقوبؑ اور ان کی بیٹیوں اور بیٹوںؑ کی اولادوں (آئمہؑ) پر نازل ہوا اور جو کچھ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور باقی نبیوںؑ کو انکے رب کی طرف سے دیا گیا سب پر ایمان رکھتے ہیں اور ہم اللہ واسباط وانبیاؑ اور کتابوں کو جدا جدا نہیں سمجھتے (تفصیل حسب بالا) اور ہم اللہ پر ایسا ہی ایمان رکھتے ہیں اور جو کوئی اس اسلام کے خلاف دین پسند کرتا ہو اس سے اللہ اس کا اختیار کردہ دین واعمال قبول نہ کرے گا۔ اور وہ آخر میں زیاں کار رہے گا۔''

یہ تو ہے ہمارا اور تمام مسلمانوں کا دین اور عقیدہ اب ان لوگوں کا عقیدہ سن لیں جو ہمارے مندرجہ بالا اسلام کے خلاف ایک خود ساختہ اسلام اختیار کئے ہوئے ہیں۔

(3)۔ مشرکین نے اسلام اور شرک کے درمیان ایک قدیم اور منفی مذہب ایجاد کیا تھا؟

مسلمان مشرکین کے مذہب کی قدامت تفصیلات میں پیش کی جائے گی۔ یہاں تو یہ دیکھیں کہ نزول قرآن کے دوران دانشوران قریش نے جو مذہب اسلام کے نام پر اختیار کیا تھا اور ادھورا کلمہ پڑھا تھا۔ اس میں لا الہ کے ساتھ کن کن بنیادی چیزوں کی نفی کی تھی، قرآن فرماتا ہے کہ:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ وَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ وَ یَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّ نَکْفُرُ بِبَعْضٍ وَّیُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا O

اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا وَاَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّھِیْنًا o وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ وَلَمْ یُفَرِّقُوْا بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ اُولٰٓئِکَ سَوْفَ یُؤْتِیْھِمْ اُجُوْرَھُمْ (سورہ نسآء 152-4/150)

''جن لوگوں نے اللہ اور اللہ کے رسولوںؑ سے مستقلاً کفر کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔انہوں نے یوں اسلام لانے کا ارادہ کیا ہے کہ وہ رسولوںؑ کو اللہ سے الگ کر کے دونوں میں فرق ڈال دیں گے۔اور انہوں نے اپنی پارٹی سے کہہ دیا ہے کہ ہم لوگ رسولوںؑ کی بھی بعض باتوں پر ایمان لائیں گے اور بعض کو نہ مانیں گے۔اس گروہ کا منصوبہ اور پالیسی یہ ہے کہ وہ اللہ اور رسولوںؑ کو الگ الگ کر کے ایک درمیانی راہ نکال کر اس پر عمل پیرا رہیں گے۔وہ وہی گروہ ہے جو اللہ اور رسولوںؑ میں تفریق کر کے حقیقی کافر بن گیا ہے اور جس کیلئے ہم نے بڑا ہی توہین کرنیوالا عذاب تیار کر لیا ہے۔اور جو لوگ اللہ اور اسکے رسولوںؑ پر ایمان لائے اور اللہ و رسولوںؑ میں سے کسی کی تفریق نہیں کرتے۔ان ہی کو جلد انکا اجر دیا جانیوالا ہے۔''

یہ ہے وہ مسلمان مشرکوں کا دانش مند گروہ جو خالص توحید یعنی وہ توحید جس میں سے نبوت و رسالت کو منفی (تفریق) کر کے مانتا ہے۔اور انبیاؑ و رسلؑ اور آئمہؑ اور اولیاء کو غیر اللہ قرار دے کر ابلیس کی توحید پر عمل کرتا ہے۔انبیاؑ و آئمہؑ اور اولیاءؒ کو اپنے ایسے عام انسان قرار دیتا ہے۔انبیاؑ اور آئمہؑ سے غلطیوں کا صادر ہونا مان کر ان کی ذات کو دو تین حیثیتوں میں تقسیم کرتا ہے۔اور جس طرح قرآن کو بیسیوں ٹکڑوں میں بانٹ کر جس آیت کا چاہتا ہے، انکار کر دیتا ہے۔اسی طرح رسولوںؑ کی بعض ہدایات کو بشری حیثیت کہہ کر ماننے سے انکار کر دیتا ہے۔اور یہ تمام صورتیں جلد قارئین کے روبرو رکھی جانے والی ہیں۔یہ گروہ اللہ کے حکم میں اور رسولؐ کے حکم میں، اور اللہ کی اطاعت میں اور رسوؐل کی اطاعت میں بھی فرق کرتا ہے۔یہ لوگ قول رسولؐ اور قول خدا کو بھی جدا جدا سمجھتے ہیں اور اپنے ابلیسی عقائد کو برقرار رکھنے کیلئے قرآن کریم کے واضح بیانات و آیات کا انکار کر دیتے ہیں اور رسوؐل کی طرف سے ایسی روایات پیش کرتے ہیں جو تعلیمات قرآن کے خلاف انکے مشرک بزرگوں نے گھڑ کر تیار کی تھیں اور لاکھوں صحیح احادیث اور ہزاروں مستند کتابوں کو ضائع کر کے مشرکانہ اور خود ساختہ مذہب کو آگے بڑھایا تھا۔

(4)۔ منفی توحید کا پاکستانی نمائندہ اور ہمارے قرآنی بیانات کی تصدیق

یہاں ہم ایک نام نہاد مفکرِ قرآن کی کتاب معارف القرآن سے وہ اصول وقوانین پیش کرینگے جو مندرجہ بالا آیات میں آپ نے دیکھے اور جو اپنی ترقی یافتہ صورت میں آج سے صرف ستائیس سال پہلے قرآن کی آیات سے کشید (نچوڑ) کر کے پیش کئے گئے تھے اور جن پر مسلمان مجتہدین چودہ سو سال سے عمل کرتے چلے آرہے ہیں۔آپ کا کام یہ ہوگا کہ اُن اصول کو باقاعدہ نوٹ فرمائیں۔تاکہ جب ہم قرآن پیش کریں تو مجتہدانہ جعل سازی اور ابلہ فریبی کو سمجھنے میں دقت نہ ہو۔

1۔ توحید کی عملی تعریف؛ حکومت کا حق اور اختیار

(الف)۔ '' توحید: اس حقیقتِ کبریٰ پر ایمان لانا کہ اطاعت ومحکومیت صرف خدا کی جائز ہے، اسکے سوا کوئی مطاع (یعنی قابل اطاعت) وحاکم نہیں، توحید ہے۔اور یہی وہ توحید ہے جس کی دعوت رسوؐل دیتا ہے۔

قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّیْ وَلَآ اُشْرِکُ بِہٖٓ اَحَدًا o (72/20)

''(اے پیغمبرِ اسلام!) تو کہہ دے کہ میں تو صرف اللہ ہی کو پکارتا ہوں اور اس کی (حاکمیت وفرمان روائی کے) ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا!''

(ب)۔ ''کوئی اور قوت جو یہ دعویٰ کرے کہ اسے حکومت کا حق حاصل ہے، طاغوتی قوت کہلاتی ہے۔اس کے دعویٰ کو تسلیم کرنا شرک ہے، جس سے اجتناب (بچنا) جزو ایمان ہے۔'' (معارف القرآن جلد 4 صفحہ 602)

قارئین نوٹ کر لیں کہ اس توحید کے خلاف ہر وہ فرد مشرک ہے جو دنیا میں اللہ کے سوا کسی اور کی حکومت اور اطاعت کا قائل یا عامل ہو۔ یہ بھی نوٹ کر لیں کہ مشرک علما کے نزدیک رسولؐ کو حاکم ماننا اور اُن کی اطاعت کرنا بھی شرک ٹھہرا۔ اگر یہ کہا جائے کہ اللہ نے رسولؐ کی اطاعت کا حکم دیا ہے اور آنحضرتؐ کو نوع انسان پر حاکم بنایا ہے تو دو باتوں میں سے ایک بات ماننا لازم ہو جائیگا۔ یعنی یا تو یہ مانیے کہ اللہ نے رسول اللہؐ کو اپنی حاکمیت اور اطاعت میں شریک کر کے خود ہی (معاذ اللہ) شرک کا حکم دیا اور شرک کو رسولؐ کیلئے جائز کر دیا۔ یا یہ مانیے کہ مشرک علما نے توحید کی تعریف اسلئے غلط کی تھی کہ اللہ اور رسولؐ میں فرق اور جدائی پیدا کرنے کی راہ نکالی جائے۔ اور اگر یہ دونوں باتیں منظور نہ ہوں تو پھر مان لو کہ معاذ اللہ خدا خود مشرک ہے۔ قارئین یہ بھی نوٹ کر لیں کہ یہ مندرجہ آیت (سورہ جن 72/20) کا ترجمہ اس بریکٹ کو ہٹا کر مسٹر پرویز کی اسلامی اور علمی دیانت کا ماتم کرتا ہے۔ اور یہ وہی جعلسازی ہے جس کا ثبوت ہم نے مسٹر مسعود الدین کو پیش کیا ہے۔ اس آیت میں نہ کہیں اطاعت اور مطاع کا نام ونشان ہے نہ کہیں حاکم اور محکومیت کا جواز وممانعت ہے۔ مگر مفکر قرآن ابلیسی وحی پا کر جو چاہے لکھ سکتا ہے اور چودہ سو سال سے لکھتا چلا آیا ہے۔

(5)۔ رسولؐ کی شخصیت کے تین ٹکڑے (مشرکانہ تقسیم)

اب آپ طاغوتی وحی کے ماتحت ایک رسولؐ کی تین مختلف حیثیتوں یا ایک رسولؐ کے تین مختلف ومتضاد روپ اور شخصیتوں پر ایک نظر ڈال لیں مفکر قرآن تمام قدیم وجدید مجتہدین کی طرف سے فرماتے ہیں کہ:۔

(الف)۔ ''رسالت: یہ رسولؐ کی پہلی حیثیت ہے یعنی ابلاغ (پہنچانا) رسالت، وحی خداوندی کا دوسروں تک پہنچانا اس میں اس کو تصرف یا تبدیلی کا کوئی اختیار نہیں ہوتا۔''

(معارف القرآن جلد 4 صفحہ 607)

قارئین یہ نوٹ کر لیں کہ آنے والی باقی کسی حیثیت میں رسولؐ کو اللہ کی نازل کی ہوئی وحی میں تصرف اور تبدیلی کا اختیار ضرور دیا جائے گا۔ مسٹر پرویز اختیار دیں یا نہ دیں۔ مگر وحی میں تبدیلی کے اختیار ہونے یا ملنے کا عقیدہ اور وحی میں تبدیلی وتصرف کرنا از روئے قرآن کفر ہے۔ اور جو شخص وحی میں تبدیلی یا تصرف کرے وہ کافر ہوتا ہے۔ آگے بڑھیے ارشاد ہے کہ:۔

(ب)۔ ''منصب امارت: رسولؐ کی دوسری حیثیت محض احکام خداوندی کو نافذ کرنے والے کی ہوگی۔ یہ اپنی حکومت انسانوں پر نہیں چلائے گا۔''

(ایضاً صفحہ 611,612 جلد 4)

قارئین نوٹ کر لیں کہ یہاں بھی رسولؐ کو وحی میں تصرف وتبدیلی کا اختیار نہیں دیا ہے۔ ''محض احکام خداوندی کو نافذ کرنے والا'' لکھا ہے۔ اب صرف تیسری حیثیت باقی ہے اور حسب ارشاد یہاں مسٹر پرویز یقیناً آنحضرتؐ کو وحی میں تبدیلی اور تصرف کا اختیار عنایت فرمائیں گے۔ (دیدہ باشد)

(ج)۔ ''رسولؐ کی تیسری حیثیت: لہٰذا رسولؐ کی تیسری حیثیت ایک مُعلّم اور مُربی کی تھی۔ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر حضور کے اس فریضہ کا ذکر آیا ہے۔ مثلاً:۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍO (آل عمران 3/164)

''بلاشبہ یہ اللہ کا بڑا ہی احسان تھا کہ اس نے ایک رسولؐ اُن میں بھیج دیا، جو اُن ہی میں سے ہے، وہ اللہ کی آیتیں سناتا ہے، ہر طرح کی برائیوں سے انہیں پاک کرتا ہے اور کتاب ودانشوری کی تعلیم دیتا ہے۔ (اس نے ہدایت کی راہ اُن پر کھول دی) حالانکہ کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔'' (ایضاً جلد چہارم صفحہ 659)

(د)۔ پرویز صاحب نے تقسیم مکمل کر دی مگر وحی کی تبدیلی کا اختیار خود لے لیا

پرویز صاحب کی باقاعدہ تردید اور ابطال ہم نے کتاب ''مواخذہ'' کی مجلدات میں کر دیا ہے۔ یہاں تو صرف اس قدر دکھانا تھا کہ مسلمان مشرک علما پہلے رسولوںؑ کو اللہ

سے الگ کرتے ہیں۔اور اسکے بعد رسوؐل کو تین مختلف شخصیتوں میں تقسیم کر کے (معاذ اللہ) انہیں ایک پوسٹ مین اور کٹھ پتلی قسم کا مُعلِّم (tutor) بنا کر پنشن دیکر رخصت کر دیتے ہیں اور خود مدرسہ سنبھال لیتے ہیں۔اور آئندہ مسلمانوں کی تعلیم کیلئے وحی میں تصرف اور تبدیلی کو جائز رکھتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے مندرجہ بالا آیت (3/164) میں یہ پسند نہیں کیا کہ رسوؐل اللہ اعلانِ نبوت سے پہلے ہی مومن ثابت ہو جائیں اور نہ انہوں نے یہ چاہا کہ اعلانِ نبوت اور تبلیغ نبوت سے قبل ہی سے مسلمانوں یا مومنوں کی موجودگی کا ثبوت مل جائے اور یہ ثابت ہو جائے کہ خانوادۂ نبوت حضرت ابراہیمؑ تک مسلسل مومن و مسلم تھا اور یہ کہ نبیؐ کو جنم دینے والے اور پال کر نبوت کے اعلان تک پہنچانے والے حضراتؑ حضرت ابراہیم و اسماعیل علیھم السلام کے اسباط و آئمہ علیھم السلام تھے۔ جنکا ذکر آیات (3/84-85،2/136) مذکورہ میں ہو چکا ہے۔ چنانچہ پرویز صاحب نے مذکورہ آیت (3/164 آل عمران) میں جملہ ''علی المومنین'' کا ترجمہ نہیں کیا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ شیعہ سُنی مجتہدین اور مترجمین نے اس آیت کی صحیح تشریح کرنے کے بجائے اُسکی ملفوظی اور بالکل ظاہری صورت کو بھی چھپا دیا ورنہ یہ بحثوں کے انبار وجود میں نہ آتے جو آنحضرتؐ کے والدینؑ اور حضرت ابیطالبؑ وعبدالمطلبؑ کے ایمان واسلام پر لگائے گئے اور مشرک مسلمانوں نے حضورؐ کے والدینؑ کو (معاذ اللہ) جہنمی لکھا ہے۔آیئے ہم اُس آیت کا لفظ بلفظ ترجمہ سنائیں اور جو ضمیریں اس آیت میں آئی ہیں اُنکا مرجع دکھائیں اور آیت کے ہر جملہ کو علیحدہ لکھیں تا کہ بچے بھی ترجمہ پر تنقید کر سکیں:۔

(1) لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ؛ یقیناً اللہ نے مومنین پر مِنَّتی احسان کیا تھا۔

(2) اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ؛ جب مومنین کے اندر مومنین ہی میں سے ایک رسولؐ مبعوث کیا تھا۔

(3) يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ؛ وہ رسوؐل اُن مومنین پر اللہ کی آیات کی تلاوت کرتا ہے۔(اور کرتا رہے گا مضارع کے معنی)

(4) وَ يُزَكِّيْهِمْ؛ اور اُن مومنین کا تزکیہ نفس کرتا ہے۔

(5) وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ؛ اور اُن مومنین کو قرآن اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

(6) وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ؛ اگرچہ وہ مومنین اُس رسوؐل کی بعثت سے پہلے کھلی گمراہی میں ہی کیوں نہ رہے ہوں۔'' (آل عمران 3/164)

ہم نے اپنے اس ترجمہ میں صرف یہ عمل کیا کہ مومنین کیلئے جو ضمیریں (ھِمْ ھُمْ) وغیرہ آئی ہیں اُنکی جگہ مومنین ترجمہ کر دیا ہے۔جس کو خود ہمارے مخالف مجتہدین بھی غلط ترجمہ نہیں کہہ سکتے ہیں۔لہٰذا قارئین کرام خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ خانوادۂ رسولؐ ہی نہیں بلکہ چند گھروں کو چھوڑ کر مکہ کی پوری آبادی پہلے سے مسلمان تھی۔مگر اُن کی کثرت گمراہ اور مشرک مسلمان تھی اور ہم یہی دکھاتے چلے آرہے ہیں کہ اُن مشرک مسلمانوں نے اسلام کو مذکورہ تبدیلیوں کے ساتھ اختیار کیا اور آج اُنکی اولاد اور متبعین مسلمانوں کو مشرک و کافر قرار دے کر رسوؐل اللہ کو (معاذ اللہ) خطا کار پوسٹ مین (Post Man) بتا رہے ہیں۔پرویز کی بات سنیئے:۔

(ہ)۔ رسوؐل کو معاذ اللہ ایک عام آدمی بلکہ غیر معصوم واجتہاد کرنے والا کہا گیا

(i)۔''رسوؐل اُن ہی میں سے ایک آدمی ہے۔جو عام لوگوں کی طرح رہتا سہتا کھاتا پیتا چلتا پھرتا ہے۔تمہیں زمین کی اور اپنے آپ کو آسمان کی مخلوق نہیں سمجھتا۔(جلد 4 صفحہ 665)

(ii)۔ '' حضوؐر کا ذاتی اجتہاد: جن معاملات میں حضوؐر اپنے اجتہاد سے فیصلہ کیا کرتے تھے۔اُن فیصلوں میں غلطی کا بھی امکان تھا۔چنانچہ کئی ایک ایسے مواقع پر (پرویز کے خیال میں) قرآن میں تادیب بھی آئی ہے۔'' (جلد 4 صفحہ 669)

یہ ہے وہ نظام اجتہاد یا نظام طاغوتی جس کی ابتدا خود رسوؐل اللہ کے سر منڈھ دی گئی۔اور اسے (معاذ اللہ) ایک مجتہد اور غلط کاریوں کا بنڈل بنا کر اپنے مشرک بزرگوں کو اسلام کا راہنما سمجھا گیا۔لیکن قرآن کی رو سے نبوت و رسالت کو اللہ سے جدا کرنا کفر و شرک ہے۔خواہ مشرکوں کو ناگوار ہی کیوں نہ گزرے۔

13۔ اللہ نے محمدؐ کو اپنی حکومت واطاعت وعبادت میں شریک رکھا ہے

قرآن کریم سے ثابت ہو چکا کہ اللہ اور انبیاؑ ورسلؑ میں کسی بھی قسم کا فرق ڈالنا یا تفریق وجدائی پیدا کرنا کفر وشرک ہے اور ایک نیا اور مذموم دین بنانا ہے۔(بقر 2/136، عمران 85-3/84) مطلب واضح ہے کہ اللہ کو اللہ رکھتے ہوئے اور انبیاؑ کو انبیاؑ برقرار رکھتے ہوئے یہ کہنا غلط ہوگا کہ اللہ کا ارادہ کچھ اور تھا اور محمدؐ نے کچھ اور کرلیا یا کہہ دیا۔ یا کرسکتے تھے اور کہہ سکتے تھے۔ یا (معاذ اللہ) غلط فہمی یا غلط کاری میں مبتلا ہوسکتے تھے۔ یعنی اگر محمدؐ کو (معاذ اللہ) خطا کار مانتا ہے اور اللہ سے غلط کاری کی نفی کرتا ہے تو یہ اللہ اور رسوؐل اللہ میں تفریق اور فرق ہوگیا۔ مختصراً بات یہ ہے کہ اللہ ورسوؐل میں خالق ومخلوق، رب اور مربوب، قدیم وحادث اور ذاتی علم و قدرت اور عطا شدہ علم وقدرت کے علاوہ اور کوئی فرق کرنا کفر وشرک ہے۔ اللہ محمدؐ نہیں ہے نہ بن سکتا ہے۔ محمدؐ اللہ نہیں ہیں اور نہ بن سکتے ہیں۔ یہ دونوں کی بنیادی پوزیشن ہے۔ ان پوزیشنوں کو مجروح کئے بغیر کوئی عقیدہ غلط نہیں ہوسکتا۔ اور جب یہ پوزیشن بحال رہیں تو توحید ونبوت کا ہر عقیدہ صحیح ہوتا ہے اور یہی ہے بنیادِ کلمۂ توحید کی۔ جس پر تمام مسلمانوں کا متفقہ اعتقاد ہے۔ یعنی محمدؐ توحیدِ خداوندی میں عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہ کی صورت میں شریک ہیں۔ جو اُن حضرتؐ کو عَبۡدُہٗ وَ رَسُوۡلُہ نہیں مانتا وہ توحید کا منکر و کافر ہے۔ اسی طرح آیات محولہ بالا (2/136، 85-3/84) میں اللہ وانبیاؑ ورسلؑ کے ساتھ انبیاؑ کے اسباطؑ (انبیاؑ ورسلؑ کے نواسے نواسیاں اور بیٹے اور بیٹیاں) شامل رکھنے اور فرق نہ کرنے کا حکم ملا ہے۔ آنحضرتؐ کے آباؑ واجداؑ دتمام اسباط تھے اور حضوؐر کی بیٹیؑ کی اولاد آپؐ کے اسباطؑ ہیں اور ان کو توحیدِ خداوندی اور رسالتِ محمدؐی سے تفریق یا جدا کرنا بھی غلط ہے۔ اسی اصول کی روشنی میں کلمہ توحید کے اندر محمدؐ مصطفیٰ کے ساتھ قیامت تک قائم رہنے والے اسباطؑ کا اقرار لازم اور وہ بھی مسلمانوں میں مختلف طریقوں پر مانا جاتا ہے۔ پھر اسی اصول پر ملائکہ اور کتب خداوندی کو بھی اللہ، محمدؐ، اور امامؑ زمانہ سے تفریق یا الگ کرنا توحید خداوندی کا انکار ہے اور یہی وجہ ہے کہ مسلمان اپنے کلمہ میں اس پورے ادارہ کے تمام افراد کا اقرار کرکے خود کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ جس کی تفصیل سورہ بقر (2/136) اور سورہ عمران (85-3/84) میں آپ نے ملاحظہ کی تھی۔ اور مسلمانوں کے یہاں اجتماعی وعملی عبادتوں میں سب سے ضروری اور اہم عبادت نماز ہے۔ اور مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ وہ نماز مردود ونامقبول ہے جس میں کم از کم محمدؐ وآل محمدؐ شامل نہ ہوں۔ اور زیادہ سے زیادہ تمام انبیاؑ وملائکہ بھی شامل ہوں۔ لیکن مشرک لوگوں نے اسلام صرف ایک حرف پر اختیار کیا تھا۔ یا یہ کہئے کہ مذکورہ پورے ادارہ یعنی مکمل کلمہ کو اختیار کرنے کے بجائے ادارہ یا کلمہ کے پہلے کنارہ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ کو اختیار کرلیا تھا اور اپنے تمام مشرکانہ لیڈروں، بتوں اور مجسم یادگاروں کے ساتھ ہی آیات مذکورہ میں آئے ہوئے ادارہؑ کے افراد کو بھی چھوڑ دیا تھا۔ چنانچہ جب وہ اللہ کے شکنجے میں پھنس گئے تو انہوں نے یہی اعلان یوں کیا تھا کہ:۔

فَلَمَّا رَاَوۡا بَاۡسَنَا قَالُوۡۤا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَحۡدَہٗ وَ کَفَرۡنَا بِمَا کُنَّا بِہٖ مُشۡرِکِیۡنَ o(40/84)

جب انہوں نے ہماری سختی کو دیکھا تو کہہ دیا کہ ہم صرف تنہا اللہ پر ایمان لے آتے ہیں اور ان تمام متعلقات سے اعلان کفر کرتے ہیں۔ جن کو ہم اللہ کے ساتھ شریک کیا کرتے تھے۔ اگلی آیت نے بتایا کہ اللہ نے ان کا ایسا ایمان قبول نہ کیا اور کہہ دیا کہ ہماری سختی دیکھنے کے بعد ایمان لانا کسی طرح مفید نہیں ہے۔ اُن ہی کی مانند باقی مشرکین تھے۔ اُن کے لئے قرآن کریم نے اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَحۡدَہٗ کی ترکیب کی وضاحت یوں فرمائی کہ:۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّعۡبُدُ اللّٰہَ عَلٰی حَرۡفٍ فَاِنۡ اَصَابَہٗ خَیۡرُ ۨ اطۡمَاَنَّ بِہٖ وَ اِنۡ اَصَابَتۡہُ فِتۡنَۃُ ۨ انۡقَلَبَ عَلٰی وَجۡہِہٖ خَسِرَ الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃَ ذٰلِکَ ہُوَ الۡخُسۡرَانُ الۡمُبِیۡنُ Oیَدۡعُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ مَا لَا یَضُرُّہٗ وَمَا لَا یَنۡفَعُہٗ ذٰلِکَ ہُوَ الضَّلٰلُ الۡبَعِیۡدُ O(12-22/11)

لوگوں میں وہ ذہنیت بھی موجود ہے جو اللہ کی یک حرفی عبادت کرتی ہے۔ چنانچہ جب اسے خیر سے سابقہ پڑتا ہے تو یک حرفی عبادت پر مطمئن ہوجاتی ہے۔ اور اگر اسے فتنہ سے دوچار ہونا پڑتا ہے تو اپنی قائم کردہ وجہ کی بنیاد پر تبدیلی کرلیتی ہے۔ چنانچہ دنیا اور آخرت میں گھاٹا حاصل کرتا ہے۔ اور وہ واضح خسارہ ہے۔ دراصل وہ ان چیزوں کو عبادت میں شریک کرتا ہے جو نہ مفید ہیں نہ مضر ہیں اور وہ غیر اللہ ہیں اور وہی واضح گمراہی کی حد ہے۔

قارئین نوٹ فرمائیں کہ اس آیت کے ترجمہ میں تمام مترجمین حیران وپریشان ہوتے رہے ہیں۔ یہاں تک کہ جناب راغبؒ اصفہانی نے بھی نوسوسال پہلے لکھا ہے کہ اس آیت میں آئے ہوئے لفظ حَرۡفٍ کے سمجھنے میں سب مذبذب رہے ہیں۔ مگر قارئین جانتے ہیں کہ لفظ "تحریف" کی بنیاد یا مادہ "ح، ر، ف" ہے۔ مطلب صاف

ہے کہ مذکورہ ذہنیت کے لوگ اللہ کی عبادت اسطرح کرتے تھے کہ عبادت کے باقی تمام متعلقات کوترک کر کے ابلیس والی توحید کو پوجتے تھے۔یعنی پورے کلمہ کے اوّلین کنارہ کی طرف مائل ہوتے تھےاور باقی ادارہ کوخارج کر دیتے تھےاور یہی تعلیم آج کے شرک ساز مسلم علما دے رہے ہیں۔

(1)۔ یک حرفی عبادت کی معصومؑ تفسیر

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے یَعۡبُدُ اللّٰہَ عَلٰی حَرۡفٍ کی نسبت دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ:۔''یہ لوگ ایسے تھے جنھوں نے خدا کی توحید کوتو مان لیا تھا۔اور خدا کے سوا جن جن کی (پہلے) عبادت کیا کرتے تھے اُن کو بھی چھوڑ دیا تھا۔اس طرح شرک سے نکل آئے تھے۔مگر یہ نہیں پہچانا تھا کہ محمدؐ خدا کے رسوؐل ہیں۔پس وہ اللہ کی عبادت کرتے تھے۔مگر جناب محمد مصطفیٰؐ کی طرف سے اور جو کچھ وہ لے کر آئے تھے،اس کی طرف سے شک میں تھے۔اور..... انۡقَلَبَ عَلٰی وَجۡھِہٖ سے مراد ہے کہ اُسی شک کی وجہ سے پھر شرک کی طرف عود کر جائیں گے۔''(کافی)

یہاں قارئین کا اطمینان ہو جانا چاہئے۔اس لئے کہ امام محمد باقر علیہ السلام آج سے بارہ سو سال قبل ایسے مشرک مسلمانوں کا وجود ثابت فرماتے ہیں جن سے آج ہمارا واسطہ ورابطہ اور بحث ومباحثہ جاری ہے اور کتاب کافی کو لکھے ہوئے بھی گیارہ سو سال سے زیادہ ہو چکے ہیں۔مگر رفتہ رفتہ قرآن کے تراجم اور تفاسیر اجتہادی خندقوں اور دیواروں اور مورچوں میں بھٹک کر رہ گئے۔لہٰذا ہم لوگ روزِ اوّل سے ہی محمدؐ وآل محمدؐ اور اولیاء اللہ علیھم السلام کو اللہ سے وابستہ سمجھ کر عبادت کرتے آئے ہیں۔اور اپنی ہر عبادت میں انہیں اللہ سے جدا نہیں کرتے۔ان کو اپنی نماز وعبادت میں اللہ سے متوجہ ہونے اور اللہ کی طرف صحیح رُخ کرنے کیلئے اپنے اور اللہ کے درمیان وسیلہ وذریعہ بناتے ہیں اور جو ایسا نہیں کرتا اسے مشرک سمجھتے ہیں۔

(2)۔ آنحضرؐت کی اطاعت وحکومت ہی اللہ کی اطاعت وحکومت ہے

مشرکین کی توحید میں اللہ کے ساتھ کسی اور کو حاکم اور قابل اطاعت ماننا شرک ہے لیکن قرآن میں اللہ نے یہ بتایا ہے کہ:۔ مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰہَ (نسآء 4/80)

''جوکوئی الرسوؐل کی اطاعت کرتا ہے یا کرے گا وہ یقیناً اللہ کی اطاعت کرتا ہے یا کرے گا۔''(مضارع کے معنی)

ادنیٰ درجہ کا عربی دان یہ سمجھے بغیر نہیں رہ سکتا کہ رسوؐل کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔اور ہم عرض کرتے ہیں کہ رسوؐل کی اطاعت ہی اللہ کی اطاعت ہےاور یہ کہ اگر اللہ کی اطاعت کیلئے رسوؐل کو ذریعہ، واسطہ اور وسیلہ نہ بنایا جائے تو اللہ کی اطاعت ہی بے معنی اور ناممکن بن کر رہ جائے گی۔چنانچہ اللہ سے محبت اور اللہ کی عبادت کا یقینی ذریعہ ہی محمدؐ ہیں اور اُن کو الگ کرنے سے تمام عبادتیں مشرکانہ عبادتین ہو کر رہ جائیں گی۔

(3)۔ رسوؐل مغفرتِ خداوندی میں شریک ہیں اُن کی حکومت کا منکر کافر ہے

پرویزی توحید درحقیقت حقیقی کفر ہے۔اس لئے کہ رسوؐل کو ہر معاملہ میں اپنا حاکم نہ سمجھنا اور انکے حکم کی تعمیل واطاعت کئے بغیر ایمان کفر بن جاتا ہے۔اور جب تک رسوؐل اللہ کسی کی خطا معاف نہ فرمادیں اللہ کسی کی مغفرت نہیں کرتا۔عہدِ رسوؐل کے شرک ساز مسلمانوں کو اللہ نے اس سلسلے میں اُن کی توحید پرستی پر زجروتوبیخ اور ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہوئے نظام حکومت واطاعت اور ایمان باللہ کا دارومدار آنحضرؐت کی ذات پر منحصر کر دیا تھا۔قارئین کو سورہ نساء کی سات آیات (4/59-65) پڑھتے ہوئے یہ معلوم ہوگا کہ اللہ تمام اقسام کے مسلمانوں کو مخاطب کر کے اپنی اور اپنے رسوؐل اور اپنے والیانِؑ امر کی اطاعت تمام کلمہ گو مسلمانوں پر واجب کرتا ہے۔یعنی مسلمان مشرکوں کی زبان میں اپنی اطاعت میں محمدؐ وآل محمدؐ کو شریک فرماتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر تم میں کوئی تنازع اُٹھ کھڑا ہو تو اس متنازعہ جھگڑے کو آپس میں طے نہ کریں بلکہ اللہ اور اس کے رسوؐل کے سامنے پیش کریں۔اور پیشی کو ایمان کی شرط قرار دیا ہے۔(سورہ النسآء 4/59)

(الف) یہاں یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ایسا موقعہ تو نہ کبھی آیا اور نہ آنا ممکن ہے کہ ہم کوئی تصفیہ طلب مقدمہ لے کر اللہ کے سامنے جا پہنچیں اور وہ استغاثہ سن کر حق و باطل کا فیصلہ ہمیں سنا دے۔لہٰذا یہ پیشی اللہ کے سامنے نہیں بلکہ رسوؐل اللہ کے روبرو ہوگی یعنی یہاں رسوؐل اللہ ہی اللہ کا کام انجام دیں گے۔یہی حال ہر اس معاملہ

کا،عبادت کا اور عقیدہ کا ہے جو ہم اللہ کے متعلق کرنا چاہتے ہیں۔یعنی رسولؐ اللہ کو ہر ہر معاملہ میں اللہ کا نمائندہ سمجھ کر، نہ کہ اللہ سمجھ کر بجالائیں گے اور ہمارا وہ عمل خالص موحدانہ اور اللہ کیلئے ہوگا۔

(ب) پھر یہ سوچئے کہ اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ مذکورہ بالا پیشی قرآن اور رسولؐ کے سامنے ہوگی۔اسلئے کہ قرآن رسولؐ سے الگ کوئی چیز نہیں ہے، بلکہ بقول اللہ تعالیٰ قرآن خود بھی قولِ رسولؐ کریم ہے (سورہ الحآقة 69/40)۔ لہٰذا اگر یہ کہا بھی ہوتا تو پھر بھی تنہا رسولؐ اللہ ہی اللہ کے مقام سے فیصلہ کرتے۔

(ج) 1۔ اب یہ سوچئے کہ رسولؐ اللہ نے تریسٹھ سال کی عمر میں انتقال کر جانا تھا۔اور بقول مشرک علما (معاذاللہ) گل سڑ کر مٹی ہو جانا تھا، نہ خواب میں ہدایت کرنا تھی، نہ امت کے حالات سے واقف رہنا تھا۔ بلکہ اُمت کی فریاد اور دکھ درد اور بقول ملعون علما، اس قابل بھی نہ رہیں گے کہ اُمت کی بپتا سن سکیں اور کوئی تدارک فرما سکیں اور ساتھ یہ ہی اُمت قیامت تک رہنا تھی۔اور مشرک مسلمان علما کی وجہ سے دن رات تنازعات سے دوچار رہنا تھی۔مگر اللہ نے نہ تو یہ کہا کہ مسعود صاحب یا ڈھکو کے دیگر اساتذہ سے فیصلہ کرا لینا۔نہ یہ فرمایا کہ دانشوران قوم بیٹھ کر قرآن بیچ میں رکھ کر فیصلہ کرلیں۔نہ یہ فرمایا کہ نجف وقم وایران وکرمان کے شریعت کدوں سے فیصلہ طلب کرنا، بلکہ یہ ارشاد کیا کہ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ۔یعنی اس تنازع کو الرسولؐ کے سامنے پیش کرنا۔ہم یہ کہنا انتہائی بے بصیرتی سمجھتے ہیں کہ اللہ کی جگہ قرآن اور رسولؐ کی جگہ حدیث مراد ہے۔یہ دونوں مدت ہوئی کہ مسلمانوں میں موجود ہیں اور تنازعات بڑھانے میں مددگار رہیں۔ہر ملعون ان ہی کا سہارا لے کر اٹھتا ہے اور ایک نئی اُمت یا ایک نیا فرقہ چالو کر کے گمراہی اور تنازعات میں اضافہ کر جاتا ہے۔پھر یہ دونوں قرآن اور حدیث بے جان و بے زبان و بے بس اور الرسولؐ کی محتاج ہیں۔لہٰذا ضروری ہے کہ الرسولؐ بذاتِ خود کسی نہ کسی صورت میں موجود رہے۔اور اس قابل ہو کہ ہم اس تک رسائی حاصل کر سکیں۔ کسی مجتہد یا مشرک عالم سے دریافت کر کے ہمیں طریقہ کار بتائیں؟ اور وہ قرآنی انتظام دکھائیں جو اللہ نے واضح الفاظ میں وحی کے ذریعہ بھیجا ہو؟ رہ گئی پرویز اور دیگر مجتہدین کی تُک بندیاں، خانہ ساز فقرے، جملے اور نام نہاد انقلابی کتابیں معارف الاسلام وغیرہ بکواس! اس سے خود صاحبِ تحریر متفق نہیں ہے۔کیا اللہ نے یہی انتظام کیا تھا؟ جو بقول علمائے اسلام آج موجود و معروف ہے، کیا اللہ یہی ہنگامہ آرائی واختلاف وتضاد چاہتا تھا؟ تمام مخالفین مل کر جواب دیں تا کہ لامذہب اور کمیونسٹ پیشرفت میں کمی ہو۔اور نوجوان و تعلیم یافتہ مسلمان نسل کی دین سے برگشتگی ختم ہو اور ادھر ہمارے دوست مجتہد پرست جناب صدیق صاحب بار بار پٹی ہوئی گوٹوں کو بساط پر لاتے ہیں۔ان سے درخواست ہے کہ وہ اپنے مراجع دینی کو خواب خرگوش پڑھ کر سنائیں یا جناب عسکری ایم بی بی ایس سے وہ نسخہ دریافت کریں جو اُن کے مضمون خواب خرگوش کی بیماری کے بعد انکے ہادیانِ دین نے تجویز کیا ہو۔ڈوب کر مر جانے کی بات ہے کہ جن چغدوں کو حلال مشکلات سمجھا جاتا ہے وہ خود مخالف علما سے بھیک مانگتے ہیں۔بہر حال تمام شیعوں کو نہج البلاغہ پڑھنے اور مفتی دینِ نبیؐ فتویٰ فروشوں سے ہوشیار رہنے کی تاکید میرے ذمہ ہے۔

2۔ مشرک مسلمانوں کا عہدِ رسولؐ میں وجود اور اُن کا دعوائے ایمان دکھا کر اللہ نے یہ بتایا ہے کہ یہ گروہ طاغوت کو اپنا مرجع دینی اور حاکم شریعت سمجھتا ہے۔یعنی جو آنحضرتؐ کو ہر حال میں اپنا حاکم نہ بنائے وہ شیطان اور طاغوت کا مومن ومرید ہوتا ہے خواہ نمازیں پڑھے، حج بجالائے یا اسلام وتوحید کا مدعی ہو۔ لہٰذا مندرجہ بالا لوگ اپنے منہ سے طاغوت کو اپنے تنازعات میں حاکم سمجھتے ہیں۔یہاں یہ نوٹ کرلیں کہ اللہ نے اپنی حکومت کسی طاغوت کو نہیں دی ہے۔(سورہ النسآء 4/60)

3۔ پھر بتایا ہے کہ ہر وہ شخص منافق ہے جو آنحضرتؐ کی اطاعت وحکومت اور اُن سے رجوع کرنے سے رُکے یا دوسروں کو روکے۔(النسآء 4/61)

4۔ یہ بھی طے کر دیا ہے کہ لوگوں کا خود ہی کسی بات یا عمل کو اچھا سمجھ کر بلا رسولؐ کی اجازت کے بجالانا غلط ہے (4/62)، یعنی یہ وہی گروہ تھا جو اپنے اجتہاد سے نیک و بد طے کرلیا کرتا تھا۔

5۔ اور یہی گروہ تھا جس کے دلوں میں رسولؐ اللہ کی پوزیشن کو گھٹیا درجہ پر لانے یعنی دین میں منفی اجتہاد جاری کرنے اور رسولؐ کی جگہ سنبھالنے کا منصوبہ تھا۔ان سے اعراض کا حکم ملا، وعظ کرنے اور اُن کے دل تک بات پہنچا دینے کی تاکید ہوئی۔(النسآء 4/63)

6۔ اسکے بعد یہ بتایا کہ ہر رسولؐ کی اطاعت میں اللہ کے حکم سے اللہ شریک رہتا ہے اور تمام انسانوں پر رسولوںؑ کی اطاعت لازم وواجب ہے اور پھر یہ اصول قائم کیا

کہ ہر وہ شخص جو اپنے نفس پر ظلم کرے، یعنی قوانین خدا اور رسولؐ کی نافرمانی کرے اور شرمندہ ہو کر رسولؐ کے پاس آئے اور اللہ اور رسولؐ سے استغفار کی درخواست کرے اور رسولؐ اللہ اس کو بخش دیں تو اللہ اپنی رحمت اور توابیت سے رحم کرے گا ورنہ نہیں (4/64)۔ یہاں پھر لازم ہے کہ رسولؐ اللہ قیامت تک ایسی پوزیشن میں موجود رہیں کہ توبہ اور معافی اور استغفار طلب کرنے والے ان سے مل سکیں اور اپنے کانوں سے معافی ملنے کا حکم سن کر مطمئن ہوسکیں کہ اللہ نے ضرور معاف کر دیا ہوگا۔

7۔ یہاں پھر یہ فیصلہ آیا کہ بخدا وہ لوگ ہرگز مومن ومسلم نہیں ہو سکتے جو اپنے ہر ہر معاملہ میں رسولؐ اللہ کو حاکم نہ بنائیں اور دل کی گہرائی سے حضورؐ کے ہر فیصلے کو بے چون وچرا تسلیم نہ کریں۔(النسآء 4/65)

الغرض قرآن کریم نے رسولؐ اللہ کو حاکم مطلق اور مطاع مطلق ہونے کی سند دی ہے اور کہا ہے کہ آنحضرتؐ کے مقابلہ میں کسی مومن باللہ کو کسی قسم کا اختیار حاصل نہیں ہے (احزاب 33/36) اور یہ کہ آنحضرتؐ کی نافرمانی روزہ نماز وحج وزکوٰۃ وایمان باللہ وغیرہ کی موجودگی میں بھی گمراہی کے غار میں پھینک دیتی ہے۔

(4)۔ اللہ نے محمدؐ کو اپنی صفات میں شریک کیا ہے

مومنین یہ بات ذہن نشین کرلیں اور ہر مشرک مسلمان عالم کو ضرور سنائیں کہ اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر وہ چیز عطا کی ہے جو اللہ کے لئے دینا ممکن تھی۔ ان سے دریافت کرو کہ بتاؤ تمہارے مفتیانہ ومجتہدانہ ومولویانہ علم میں وہ کون کون سی چیزیں ہیں جو اللہ کی قدرت سے باہر ہیں؟ اور جو اللہ دینا بھی چاہے تو نہ دے سکے؟ اور اگر تمہیں قرآن سے کچھ علمی حصہ ملا ہے؟ تو آیات کے حوالوں سے وہ فہرست تیار کر کے شائع کر دو جو اللہ کے علمِ قدرت سے باہر ہیں۔ اور جہاں اللہ مجبور ہے کہ وہ چیزیں محمدؐ کو نہیں دے سکتا۔ پھر یہ دریافت کریں کہ اللہ کے پاس فضل عظیم سے بڑی کوئی اور چیز ہے جو وہ کسی اپنے پسندیدہ ترین بندے یا مخلوق کو دے سکے؟ یا لفظ عظیم سے بڑا اور وسیع لفظ کونسا ہے؟ پھر ان کو سناؤ کہ سورۃ نسآء میں (4/113) اللہ نے اپنے رسولؐ کو فضلِ عظیم سے نوازا ہوا فرمایا ہے۔ اور اپنی رحمت وفضل کا مستقلاً حضورؐ سے وابستہ رہنا بتایا ہے۔ لہٰذا ذرا اپنی اصولِ فقہ کی پوتھی کھول کر بتاؤ کہ جس پر اللہ کا فضل عظیم ہو، اُسے اور کس چیز کی احتیاج رہ جاتی ہے؟ جو فضل عظیم میں نہ سماتی ہو؟ پھر اللہ نے سورۂ توبہ میں آنحضرتؐ کو اپنی صفات رَوفی اور رحیمی میں شریک کیا ہے (9/128)۔ انہیں کریم بھی فرمایا ہے (الحاقہ 69/40)۔ اگر تمہیں عالم اور علیم کا فرق معلوم ہے تو یہ ماننا پڑے گا کہ رحم اور کرم حضورؐ کی ذاتِ پاک میں استقلال سے ودیعت کیا گیا تھا۔ یعنی وہ جناب ایسے مخلوق بندے تھے کہ صفاتِ رحم وکرم ان میں ذاتی طور پر ہر حال میں موجود تھے۔

(5)۔ محمدؐ پوری کائنات کیلئے رحمت ہیں

تمام شرک ساز علما کو بتاؤ کہ اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رحمۃ للعالمین بنایا ہے (انبیآء 21/107) اور اسی کی تائید میں یہ بھی فرمایا ہے کہ میری رحمت تمام اشیاء تک محیط ہے۔ اور اللہ نے وعدہ فرمایا ہے کہ جو لوگ محمدؐ کے قدم بقدم چلیں گے ان کیلئے اللہ اپنی رحمت کو مقدر کر دے گا (اعراف 7/156)۔ اب سوال یہ ہے کہ اللہ کی رحمت کب سے موجود ہے؟ اور یہ کائنات یا عالمین کب وجود میں آئے تھے؟ اور کائنات کا حدود اربعہ کیا ہے؟ مریخ تک پہنچنے کیلئے حالیہ میزائل کو کتنے مہینے لگے؟ میزائل کی رفتار کیا تھی؟ کیا مریخ سے پرے کوئی ستارہ نہیں؟ کیا کائنات کی حدبندی انسانی قدرت کے اندر ہے؟ ان سوالات سے مشرک علمائے اسلام کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ باتیں اہل علم وعقل و دانش اور خدا کی لامحدود قدرت پر عین الیقین رکھنے والوں کیلئے ہیں۔ انہیں تو صرف یہ بتادو کہ جب سے کائنات اور کائنات میں بکھری ہوئی ہمہ قسم کی مخلوقات کو پیدا کیا گیا اللہ کی رحمتؐ یعنی محمدؐ عالمین یا کائنات کیلئے موجود تھے۔ ورنہ کسی چیز کو صورت وسیرت اور قیام نہ ملتا۔ اللہ کی رحمت ہی ہر چیز کو برقرار رکھتی ہے، تربیت کرتی ہے، ترقی دیتی ہے۔ پھر یہ بتایئے کہ جب تک کائنات وموجودات اپنا وجود رکھیں گی محمدؐ کا وجود لازم ہے۔ اور ایسا وجود جسے سچ مچ اللہ کی برسرِ کار رحمت کہا جاسکے۔ لہٰذا وہ لوگ بے بصیرت وجاہل ہیں یا فریب ساز وکافر ہیں جو محمدؐ کو اپنے ایسا عام انسان سمجھ کر ان کو موت ومٹی کا شکار مانتے ہیں۔ سنو!! محمدؐ وہ ہستی ہیں جس کیلئے یہ پوری کائنات وموت وحیات مسخر ہیں۔ یہ کہنا اور ماننا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرسکتے تھے اور اندھوں کو بینائی عطا کرسکتے تھے اور کوڑھی کو تندرست کر دیتے تھے اور پرندوں کی تخلیق پر قادر تھے (آل عمران 3/49)۔ اور لوگوں کے پیٹ اور اندرونِ خانہ حالات پر اطلاع دے سکتے

تھے(3/49) اگر شرک نہیں ہے؟ تو یہی قدرت محمدؐ و آلِ محمدؐ کیلئے ماننے میں تمہیں شرک کا دورہ کیوں پڑ جاتا ہے؟ کیا تم نے بار بار یہ نہیں لکھا اور مانا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاؑ ورسلؑ سے افضل واکمل ہیں؟ کیا تم یہ نہیں مانتے کہ مُردوں کو زندہ کرنے والے وہی حضرت عیسیٰؑ آخری سربراہِ اسلام حضرت امام مہدی علیہ السلام کی اقتدا میں نماز پڑھیں گے اور اُمت محمدیؐ کا ایک فرد کہلانے پر فخر کریں گے؟ تو ذرا عقل سے کام لو کہ تم افضل الانبیاؑ محمد مصطفیٰؐ سے اس قدرت کی نفی کر رہے ہو جو اُن کی اُمت کے افراد کو ملی تھی؟ تمہیں معلوم ہے کہ حضرت محمد صلوٰۃ اللہ علیہ وہ ہستی ہیں جن پر تمام انبیاؑ کو ایمان لانا واجب تھا، اُن کی نصرت واجب تھی۔ حضورؐ کا ہر نبیؑ کے پاس آنا اور پھر ہر نبیؑ کے کارِ نبوت ورسالت کی تصدیق کرنا اور اللہ کا تمام انبیاؑ سے اس حیران کن پوزیشن پر عہد لینا قرآن کریم کی واضح حقیقت ہے(3/81)۔ کہنا تو یہ چاہئے کہ تمام انبیاؑ ورسلؑ کو بلکہ ہر مخلوق کو جو کچھ ملا وہ اللہ نے اپنی رحمۃ للعالمین کے ہاتھوں دلوایا۔ حضرت عیسیٰؑ ہوں یا جناب سلیمانؑ ہوں یا دوسرے انبیاؑ ہوں ان سب کو معجزانہ قدرت محمد مصطفیٰؐ نے اس فضلِ عظیم میں سے دی تھی جو روزِ ازل سے اللہ نے اُنؐ پر ارزاں کر دیا تھا(4/113)۔ ہم چونکہ احادیث کو سامنے نہ لانا طے کر چکے ہیں اسلئے خالص قرآن سے ان دعویدارانِ توحید کی ناکہ بندی ضروری ہے۔ ورنہ حدیث میں تو سرکارِ دوعالم اللہ کا وہ باب ہیں جس میں سے ہر مخلوق کو ملا، جو کچھ کہ ملا، یا ملے گا۔

(6)۔ مشرک علما نے دھونس اور دھاندلی سے کام لیا ہے

(الف)۔ ہمارے قارئین اور واقفین جانتے ہیں کہ مسٹر پرویز کا نظامِ ربوبیت اپنی تیز ترین مشرکانہ رفتار سے دوڑتا ہوا لوگوں کو فریفتہ کرتا ہوا چلا جا رہا تھا کہ اچانک اُس دوڑ پر ہماری کتاب مواخذہ نے ریفری کی حیثیت سے بدعنوانی کا حکم لگایا۔ اور رفتہ رفتہ شرک سازی کا یہ ہنگامہ اپنی موت مر گیا۔ پرویز صاحب نے کتاب مواخذہ پر تبصرہ کیلئے تحریری وعدہ کیا اور وعدہ پورا کرنے سے خوفزدہ ہوئے۔ تحریری انکار لکھا اور ہم نے ایک مضمون بنام ''اندازِ دلربائی'' لکھ کر ادارہ علوم الاسلام لاہور نے اسے شائع کر کے پرویزی نظام پر سورہ فاتحہ پڑھ دی۔ پچھلے سال سے پھر شرک ساز مسلم علما نے ہنگامۂ کفروشرک شروع کیا۔ حکومتِ پاکستان کو مجبور کیا کہ وہ سیاسی اقدام کرے۔ لیکن انہوں نے چاہا کہ حکومت کفر سازی میں ان کی پالیسی کے ساتھ قدم ملا کر چلتی رہے۔ حکومت چونکہ حکومت ہے اور اسے اپنی تمام رعایا کا ہمہ قسمی تحفظ منظور ہے۔ لہٰذا اس نے بے توجہی برتی تو اس گروہ نے اپنے مولویانہ اثرورسوخ کو سہارا بنایا اور ہر اس شخص کو جسکے ساتھ لفظ علامہ یا مولانا یا مولوی چسپاں تھا، ٹٹولنا شروع کیا اور جہاں جہاں اپنے ہمدرد یا ہم مقصد یا دباؤ میں آ جانے والے علامہ، مولانا اور مولوی ہاتھ لگے اُن سے کام لینا شروع کیا۔ کارکنانِ حکومت سے لے کر مساجد کے پیش نمازوں تک سب کو اُن کی پوزیشن کے مطابق ذمہ داریاں سونپ دیں۔ چنانچہ اوپر سے لے کر نیچے تک اس گروہ سے تعاون کیا جا رہا ہے۔ نہایت اشتعال انگیز لٹریچر شائع ہو کر مارکیٹ میں بھی اور مفت بھی گھر گھر پہنچ رہا ہے۔ اور حکومت کے پریس آرڈیننس کی آنکھوں میں دھول ڈالنے والے جگہ جگہ خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ملکی اور غیر ملکی روپیہ اور پریس بھی ہاتھ بٹا رہے ہیں۔ بعض پریس سو فیصد تعاون کر رہے ہیں۔ ایسا ماحول پیدا کرنے کی کوشش جاری ہے کہ حکومت کثرت کے تعاون کے جھانسے میں آ کر اپنا اسلامی سوشلزم کا منشور اُٹھا کر رکھ دے اور اس کی جگہ سرمایہ دارانہ اور مُلّایانہ منشور اختیار کر لے۔ اور عین وقت پر یہ گروہ سابقہ فتویٰ کو یاد دلا کر اسلامی سوشلزم اور اس کے علمبرداروں پر تازہ فتویٰ لگا کر ملک کی کثرت کو اُن پارٹیوں کے پیچھے لگا دے جو مولوی اور مفتی یا علامہ حضرات کی قیادت میں حزبِ مخالف یا موالف کے لئے سرگرم کار ہیں۔ مگر ہم اس لئے مطمئن ہیں کہ ذوالفقار یقیناً اس شرک ساز گروہ کے تمام دجل وفریب اور تانے بانے کو کاٹنے اور سمیٹنے کیلئے کافی ہے۔ اور یقیناً ہماری حکومت مولویانہ نظام کی خرابیوں پر مطلع ہے اور ہرگز تاریخ کے بدترین ایام کا دُھرایا جانا پسند نہ کرے گی اور ایسی ابلیسی جمہوریت کو پنپنے نہ دے گی جس میں ہر شر پسند دامن پکڑ کر محاسبہ کر سکے۔ اور ہمیں امید ہے جہاں ضرورت ہوگی ''چار کتاباں آسمانوں آئیاں پنجواں آیا ڈنڈا'' پر بے تکلف عمل کر کے اس ذہنیت کو مسمار کر دے گی۔ ادھر ہم مسلمانوں کی کثرت کو اس مفسدہ پرداز گروہ کی پالیسی اور عملدرآمد اور انکے مقاصد سے آگاہ اور متنفر کر رہے ہیں۔ تا کہ وقت آنے پر شرک ساز مسلم علما کا بائیس افرادی گروہ تنہا کھڑا رہ جائے اور بائیس نکات پر مجتمع ہونے والے علما بھی ان کا ساتھ دینے سے ہچکچائیں۔ یہ ہوگی وہ کثرت جو ایک صحت مند اور فعال حکومت کی طاقت بنا کرتی ہے۔ رہ گئے منافقین وہ دس کروڑ ہوں یا دس ارب، ایک نہتے مومن کے سامنے سے جس طرح بھاگتے ہیں وہ نظارہ تاریخ

کے اوراق میں دیکھا جاسکتا ہے۔اگر ہماری یہ دفاعی کوشش جرم ہے تو یہ لکھنے والے ہاتھ ہتھکڑی کیلئے اور یہ گردن پھانسی اور تلوار کیلئے ہر وقت حاضر ہے۔ جو مزاج یار میں آئے ۔مگر ہم اس جرم سے باز نہ آئیں گے۔

(ب)۔ شرک ساز مسلم علما کو قرآن کے سامنے حاضر کرو اور قرآن کی تلاوت سناؤ

قارئین ذرا جلدی جلدی چند آیات پڑھیں اور مشرک علما کو سنائیں اور پوچھیں کہ کیا یہ کھلا شرک نہیں ہے کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ:۔

(1) یَعۡلَمُ مَا بَیۡنَ اَیۡدِیۡهِمۡ وَمَا خَلۡفَهُمۡ (الحج 22/76)

''جو کچھ ان کے سامنے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اسے اللہ جانتا ہے۔''

حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا:۔

(2) وَاُنَبِّئُکُمۡ بِمَا تَاۡکُلُوۡنَ وَمَا تَدَّخِرُوۡنَ فِیۡ بُیُوۡتِکُمۡ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَo (عمران 3/49)

''جو کچھ تم کھاتے ہو اور جو کچھ تم اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو میں تمہیں غیب کی خبر دوں گا۔'' اور اے قرآن سننے والو اگر تم واقعی مومنین ہو تو تمہارے لئے اس عیسویؑ بیان و عمل میں معجزہ موجود ہے۔'' (آل عمران 3/49)

مشرک علما بھی اگر چاہیں تو سوچیں کہ اللہ نے جس بات کا دعویٰ کیا ہے۔ وہ اسکا علم غیب ہے۔ اور یہ بتایا ہے کہ مجھ سے کوئی بات یا چیز پوشیدہ نہیں۔ بالکل یہی دعویٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کیا ہے۔ بلکہ عیسویؑ دعویٰ زیادہ واضح اور زیادہ وسیع ہے۔ یعنی وہ ابتداہی علم غیب کی اطلاع دینے والے لفظ اُنَبِّئُکُمۡ سے کرتے ہیں کہ نبیؑ کے معنی ہی غیب کی خبر یعنی نبا دینے کے ہیں۔ پھر وہ اپنے مخاطبین کے اندرون خانہ حالات جو نہ معلوم کتنی دور اور کتنی دیواروں اور پہاڑوں کے پیچھے پوشیدہ ہیں، بتا دینے کا دعویٰ کرتے ہیں اور یہ اُس سے بھی بڑی بات ہے کہ وہ جو کچھ کھاتے ہیں یا کھائیں گے (مضارع کا قائدہ) بتا سکتے ہیں۔ کھانے میں کیا کیا چیزیں استعمال ہوتی ہیں اُن کا احاطہ کرلینا بہت بڑا دعویٰ ہے۔ اور بتاسکنا جب ہی ممکن ہے جب پہلے سے علم غیب حاصل ہو۔

مسٹر محمد حسین ڈھکو اینڈ کمپنی اور توحید روڈ کیماڑی کے توحید پرست علما سے پوچھو کہ یہ علم غیب میں خدا کے ساتھ شرکت ہے یا نہیں؟ پھر یہ شرک کیوں نہیں؟ ان سے دست بستہ عرض کردیں کہ زیدی اور ہم اس شرکت کو شرکت مانتے ہیں مگر شرک اس لئے نہیں کہتے کہ دنیا جانتی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ مخلوق خدا میں سے ایک معجزانہ اور خود مجسم معجزہ تھے اور ہیں۔ اور خود اس دعویٰ میں انہوں نے اس علم غیب کو از راہ نبوت فرما کر بات کی ہے۔ یعنی یہ قدرت ان حضرتؑ کو اللہ نے دی ہے اگر وہ یہ فرماتے ، یا کوئی ایسا سمجھے، کہ یہ ان کی اپنی ذاتی اور بلا اللہ کی مدد کے پیدا کردہ قدرت ہے تو یقیناً یہ وہی شرک ہوتا جو ظلم عظیم ہے۔

پھر مشرکین نہیں بلکہ مومنین سوچیں کہ اللہ نے حضرت عیسیٰؑ کا دعویٰ اپنی بزرگی ثابت کرنے کیلئے خود ہی قرآن میں ریکارڈ کردیا ہے۔ یعنی اللہ ایسا قدیر و علیم ہے کہ اپنی پیدا کردہ مخلوق کو اس قابل بنا سکتا ہے کہ وہ کُن کہیں اور فَیَکُوۡن ہوجائے۔ مسلمانوں کو مشرک بنانے والے حضرات کوئی ایسا مقام یا حوالہ ہمارے سامنے رکھیں جس میں مسلمانوں نے محمدؐ و آل محمدؐ اور اولیائے کرام علیہم السلام کے کرامات و معجزات و علم و قدرت کو عطیہ خداوندی نہ کہا ہو تو ہم خود اس حرکت پر مسلمانوں کو تنبیہہ کریں گے۔ لیکن اگر وہ اُن حضرات علیہم السلام کو اللہ کی مخلوق و مربوب سمجھتے ہیں اور ان سے ملنے والے تمام فیوض و برکات کو عطیات خداوندی کہتے ہیں؟ تو مہربانی فرما کر خود کو کفر و شرک سے بچاؤ۔ اس لئے کہ کسی دعویدار اسلام کو کافر و مشرک کہنا اُسی صورت میں صحیح ہے جب کہ ہمیں اس کے دل کا حال معلوم ہو اور جب کہ اللہ بھی اس کو کافر و مشرک سمجھتا ہو۔ ورنہ تمہارے کفر و شرک میں ذرہ برابر شک وشبہ نہیں رہتا۔ ہم تمہیں بھی بطور فتویٰ کافر و مشرک نہیں کہتے۔ بلکہ تمہیں اس لئے کافر و مشرک لکھتے ہیں کہ تم تنگ آکر اس فعل بد کو ترک کردو اور اہل اسلام کو اپنی زبان و قلم سے دکھ نہ پہنچاؤ۔ آؤ اب آئندہ اوراق میں تم سے اس طرح بات کریں گے کہ جیسے واقعی تم لوگ اہل علم و عرفان حضرات ہو، سنو:۔

(ج)۔ **میں مجتہدانہ معجزات کا منکر ہوں؛ کیوں؟**

سابقہ آیت مومنین کو بتاتی ہے کہ اگر تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس علم وقدرت پر ایمان لے آؤ تو مومنین کے لئے اس بیان میں معجزہ (آیت) ہے میں انبیا علیہم السلام کے علم وقدرت پر ایمان رکھتا ہوں اور میں اس لئے ایمان لایا ہوں کہ میں انبیاؑ کی تعلیم سے خود معجزانہ علم وقدرت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔اور یہ سمجھتا ہوں کہ جن واقعات کو معجزہ کہہ کر علما حضرات گول ہوجاتے ہیں وہ محض لوگوں کو خوفزدہ کر کے یا رعب ڈال کر مسلمان کرنے کیلئے نہیں تھے۔اسلئے کہ آیت یا معجزہ دیکھنے کے بعد ایمان لانا اللہ کو منظور نہیں ہے، چنانچہ فرمایا ہے کہ:۔

’’جس روز اللہ کی آیات میں سے کوئی آیت آجائے گی تو کسی شخص کو بھی اس کا ایمان نفع نہ دیگا (لَا يَنفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا، الانعام 158 یا 159) فائدہ صرف ان لوگوں کو ہوگا جو پہلے سے اکتساب ایمان کئے ہوئے ہوں گے۔‘‘

مطلب واضح ہے کہ معجزہ اس لئے نہیں ہے کہ لوگوں کو خوفزدہ اور حیران ومجبور کر کے مومن بنالیا جائے۔بلکہ معجزہ مومنین کی نفع اندوزی کے لئے ہوتا ہے۔اور ظاہر ہے کہ معجزہ نہ روز روز ہوتا ہے اور نہ معجزہ کو صرف دیکھ لینے سے حیرانی کے سوا کچھ اور حاصل ہوسکتا ہے۔معجزہ، یا قوانین فطرت کو مفید تر صورت دینا اور اللہ کے اعلیٰ قوانین کو برسرِ کار لاکر ادنیٰ سطحی قوانین کی مزاحمت کو بے اثر کرنا اُسی وقت نوع انسان کیلئے مفید ونفع رساں ہوگا جب قوانین کے مختلف مدارج کی تعلیم دی جائے۔اور لوگوں کو اس قابل بنایا جائے کہ کائنات کا روزمرہ معمولی قانون سر جھکا کر یا مسخر ہو کر تعمیل کرے۔جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بھڑکتی ہوئی آگ ٹھنڈی ہوگئی (الانبیآء 21/69) اور آپؑ پر سلام وسلامتی سے پیش آئی۔یعنی اس نے اعلیٰ درجہ کے قانون کے روبرو سر جھکا کر اپنی جلا ڈالنے والی سیرت کو تبدیل کرلیا۔لہٰذا ہم تک ایسے قوانین پہنچانا اُن حضراتؑ کی ذمہ داری ہے جو انبیا ورسل علیہم السلام کے جانشین ہوں۔نماز روزہ حج وزکاۃ اور خمس وجہاد وعام اخلاقیات بھی سکھائیں اور ہر زمانہ میں مفید ترین قوانین خداوندی بھی سکھائیں اور اس طرح جانشینانِ خدا اور رسولؐ ہونے کا ثبوت دیں کہ یہ دیکھو ہم اللہ کی عظمت وعبادت اس لئے کرتے ہیں کہ اس نے انبیاؑ و رسلؑ کے ذریعہ ہمارے لئے اس کائنات کو اور کائنات کی تمام موجودات کو مسخر اور ہمارے تابع فرمان کردیا ہے (سَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ۔الجاثیۃ 45/13) لیکن جب معجزہ کو (معاذ اللہ) مداری کا ایک کرتب کہہ دیا جائے، جب انبیاؑ ورسلؑ کو اپنے ایسا جاہل وغافل ومجبور آدمی مانا جائے اور جو شخص کرامات ومعجزات کا دعویٰ کرے اس کو قتل یا سولی کی نذر کردیا جائے اور ان مسلمانوں کو مشرک قرار دے دیا جائے تو بتایئے کہ یہ اپنے ہاتھوں ترقی وتسخیر کا دروازہ بند کرنا اور تعلیماتِ خداوندی سے محروم ہوجانا نہیں تو اور کیا ہے؟ ارے خدا کے بندو اگر تمہاری سمجھ میں ایک بات نہیں آتی تو نہ مانو اس شخص کو پاگل سمجھ کر چھوڑ دو۔جیسا کہ مکہ کے بزرگوں نے کیا تھا۔اگر وہ سچ مچ پاگل ہے تو کیا خطرہ ہے؟ سینکڑوں پاگل آج بھی ننگے کھلے پھرتے ہیں۔شریف وآسودہ حال لوگ ان پر رحم کھاتے ہیں۔انہیں دیکھ کر خدا سے ڈرتے ہیں۔پاگل پن سے محفوظ رہنے کی چپکے سے دل میں دعا مانگتے اور بعض دفعہ بُرا بھلا سنتے گزر جاتے ہیں اور ممکن ہوتا ہے تو انہیں کپڑے پہناتے ہیں۔لیکن اگر وہ پاگل نہیں؟ اگر واقعی وہ اولیاء اللہ میں سے ہے تو ایک دن لوگوں کو پتہ لگ ہی جائے گا۔اب دو طرح کا سلوک ہوگا ایک یہ کہ تجربہ رکھنے والے کچھ لوگ اُنکے ساتھ وابستہ ہوجائیں گے۔اور دوسرا یہ کہ جھوٹے جانشینانِ خدا اور رسولؐ گھبرا اُٹھیں گے۔اُن کو اپنی گدّی، اپنی حکومت، اپنا اقتدار خطرے میں نظر آئے گا۔وہ اس خطرہ کو راہ سے ہٹانے کیلئے اُسے بدنام کریں گے۔جھوٹی تہمتیں اور کہانیاں گھڑیں گے تاکہ لوگ اس سے دور رہیں۔ورنہ دشمنانِ انسانیت کا ایک جرگہ مشاورت کیلئے بیٹھے گا اور ایک دن اس کی کھال اتار لی جائے گی، سولی چڑھا دینے کا حکم دیا جائے گا، مشرک وملحد وکافر وزندیق کے القاب دیئے جائیں گے اور یوں اُسے راہ سے ہٹا کر چین کا سانس لیا جائے گا۔

بات واضح ہوگئی کہ معجزہ وہ نتیجہ ہوتا تھا جو قوانین خداوندی پر عمل کرنے کے بعد برآمد ہوتا ہے۔تاکہ مومنین اپنے اپنے زمانہ کے پیغمبرؑ سے اس نتیجہ تک پہنچنے کی تعلیم حاصل کریں۔اور اسی طرح پیغمبرؐ اللہ سے اپنے علم میں اضافہ چاہیں۔اسلئے کہ علوم خداوندی بے حد وانتہا ہیں اور کبھی کم ہونے یا ختم ہونے والے نہیں۔اور تو اور اللہ نے آنحضرتؐ کو اپنی علوم کا خزانہ کہہ کر بھی تاکید کی کہ ہر وقت اپنے خالق ومالک، تربیت کنندہ سے اپنے علم میں اضافہ طلب کیا کرو (قُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ○

طٰہٰ 20/114)۔ یہی تعلیم کا منبع تھا جس سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ نہیں کہا کہ مجھے مردہ زندہ کر کے دکھا دے بلکہ بطور حصول علم و تجربہ یہ عرض کیا کہ اے میرے پیدا کرنے اور پال کر نبوت و رسالت وخُلّت اور امامت تک پہنچانے والے میرے سامنے مردہ کو زندہ کرنے کی تدریج دکھا دے۔

(رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی قَالَ اَوَلَمْ تُؤْ مِنْ؟ قَالَ بَلٰی

وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ.......سورہ البقرۃ 2/260)

اللہ نے دریافت کیا کہ کیا تم ہماری اس قدرت پر ایمان نہیں رکھتے کہ میں مردہ کو زندہ کرسکتا ہوں؟ عرض کیا کہ ایمان کیوں نہ رکھتا؟ یہ تو دن رات دیکھتا چلا آرہا ہوں۔ مقصد یہ ہے کہ میں وہ تمام عمل درآمد اپنی آنکھوں سے دیکھوں اور متعلقہ قوانین کو اپنی عقل وبصیرت سے سمجھوں اور دل میں عملاً مطمئن ہو جاؤں چنانچہ اُسی آیت میں اللہ نے خود ابراہیمؑ سے مُردوں کو زندہ کرانے کا کام کرا کے انکو مطمئن کیا اور جب مُردوں کو زندہ نہیں، بلکہ مٹی کو زندہ کر کے پرِ پرواز عطا کرنے کا موقعہ آیا تو حضرت عیسیٰؑ نے اسکا درس دیا۔ لہٰذا میں معجزات کو اللہ کی طرف سے تسخیر کائنات کی تعلیم کا ذریعہ مانتا ہوں اور تمام انبیاؑ کو اس علم سے حصہ دیا جانا بھی مانتا ہوں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کو اس پوری کائنات کا مسخّر کرانے والا مانتا ہوں اور آج بھی اُنکے فیوض و برکات کا دروازہ کھلا دیکھتا ہوں اور ایسے انتظام پر مطلع ہوں جو پوری کائنات کو جدھر چاہے چلاسکتا ہے اور یہ سب نہ خرقِ عادت ہے، نہ خلاف فطرت ہے بلکہ عین فطرت اور فطری قوانین پر علم وقدرت کا لازمی نتیجہ ہے۔

(د)۔ مصنوعی توحید پرستوں کو پھر قرآن سنائیں

قرآن کریم بتاتا ہے کہ اللہ نے فرمایا:۔

(1) اَمِ اتَّخَذُ وْا مِنْ دُوْنِہٖ اَوْلِیَآءَ فَاللّٰہُ ھُوَ الْوَلِیُّ وَ ھُوَ یُحْیِی الْمَوْتٰی

وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌO (الشوریٰ 42/9)

”کیا لوگوں نے اللہ سے الگ ہی الگ اپنے اولیاء بنالئے ہیں؟ حالانکہ اللہ ہی اَلْوَلِی ہے۔ اور وہی مردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہی ہر شے پر قادر ہے۔“

(2) حضرت عیسیٰؑ نے کہا کہ:۔

اَنِّیْ قَدْ جِئْتُکُمْ بِاٰیَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ اَنِّیْ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْہِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰہِ؛ وَ اُبْرِئُ الْاَ کْمَہَ وَالْاَ بْرَصَ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ۔ الخ (سورہ آل عمران 3/49) یہی آیت پہلے پیش کی گئی تھی۔

”یقیناً میں تمہارے لئے مٹی سے پرندوں کی سی صورت تخلیق کرتا ہوں اور اس بے جان مجسمہ پر پھونک ماروں گا تو وہ جاندار پرندہ بن جائے گا۔ اور میں مادرزاد اندھوں کو بصارت عطا کروں گا۔ کوڑھی کو تندرست کروں گا۔ اور میں اللہ کی اجازت سے مردوں کو بھی زندہ کردوں گا۔ میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے معجزہ (آیۃ) لے کر آیا ہوں۔“

قارئین سوچیں کہ اللہ نے مُردوں کو زندہ کرنے کا دعویٰ کیا اور حضرت عیسیٰؑ نے بھی مُردوں کو زندہ کرنے کی قدرت کا اعلان فرمایا۔ اگر یہ عیسیٰؑ کا دعویٰ اس لئے شرک نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے اس قدرت کو اللہ کی اجازت اور اس کا عطیہ فرمایا ہے؟ تو پھر مسلمانوں کو مشرک قرار دینے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ ساتھ ہی یہ مان لینا بھی عقل کا تقاضا ہے؛ اور بار بار اللہ نے فرمایا ہے۔ مندرجہ بالا آیت میں بھی ہر چیز پر قدرت رکھنے کا اعلان کیا ہے کہ حضرات انبیاؑ کو اپنی قدرت سے وہ تمام قوتیں اور اختیارات عطا فرمائے ہیں جن کا قرآن میں ذکر ہے۔ اور اللہ کی نیابت اور جانشینی کے لئے عقلاً لازم ہے کہ انبیاؑ نوع انسان کو وہ قوت وقدرت وعلم دکھائیں اور سکھائیں جن سے اللہ کا تعارف ہو سکے۔ اور ولایتِ خداوندی اور اولیاء اللہ کی عظمت سے نوع انسان استفادہ کر سکے۔ چنانچہ مذکورہ بالا آیت (42/9) میں اَلْوَلِی فرما کر یہ بتا دیا ہے کہ اللہ وَلی مطلق ہے۔ جس سے نوع انسان میں ولایت جاری ہوئی۔ اور ولایت کے مقام سے حیات وموت اور ہر چیز پر قدرت کا عطا کیا جانا اللہ کی

رضامندی پر موقوف ہے۔

(ہ)۔ محمدؐ مصطفیٰ حیات بخشنے پر قدرت رکھتے ہیں

آپ نے یہ دیکھ لیا کہ اللہ نے اس پوری کائنات کو انسانوں کے تابع فرمان کرنے کی غرض سے پیدا کیا ہے اور اس تسخیر کیلئے ضروری تھا کہ انسانوں کو خدائی قوانین کی تعلیم دی جائے تاکہ وہ علم وقدرت حاصل کرکے اپنی بصیرت اور محنت سے اپنے اپنے علم وقدرت کے مطابق کائنات پر تصرف واقتدار حاصل کرتے اور ترقی میں عروج پاتے جائیں۔ اس مقصد کو حاصل کرنے اور عملی نظامِ تسخیر قائم کرنے کیلئے اللہ نے سلسلہ نبوتؑ ورسالتؑ وامامتؑ قائم کیا اور پوری کائنات کو آنحضرتؐ کیلئے مسخر وتابع فرمان کردیا (45/13) حضورؐ کو بنیاد بنا کر ادارۂ نبوتؑ ورسالتؑ وامامتؑ کو شروع کیا گیا اور سرکارِ دوجہاں کی نگرانی میں تمام انبیاؑ ورسلؑ نے اسلامی تمہید کو پورا کیا (آل عمران 3/81)۔ اور آخر آپؐ نے بذاتِ خود انسانی ترقی وہدایت کا نظام سنبھالا اور اللہ نے اعلان فرمایا کہ یہ وہی رسولؐ ہے جو تمام نوع انسان کی ہدایت کا ازاوّل تا آخر ذمہ دار ہے (نسآء 4/79) اور تمام نوع انسان کو مسرت وبشارت سے مالا مال کرنے والا ہے (سبا 34/28)۔ اسلئے تمام انسانوں کو حیاتِ دائمی حاصل کرنے کیلئے اس کی دعوت قبول کرنا لازم کیا گیا اور یہ الفاظ فرمائے گئے کہ:۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ... (انفال 8/24)

’’اے وہ لوگو جو ایمان لا چکے ہو تم پوری سپردگی کے ساتھ اللہ اور رسولؐ سے منظوری کے امیدوار ہو جایا کرو جب بھی رسولؐ تمہیں دائمی حیات عطا کرنے کیلئے دعوت دیا کرے۔‘‘

قارئین کرام! اس آیت میں مومنین کو حیات یعنی زندگی عطا کرنے کا ذکر تو لفظ یُحْیِیْکُمْ (وہ زندہ کرے گا تم کو) سے صاف نظر آرہا ہے۔ لیکن جو بات آپ کے سمجھنے اور ایمان کو مضبوط کرنے کی ہے، وہ یہ ہے کہ مومنین سے کہا تو یہ گیا کہ تم اللہ اور رسولؐ دونوں سے منظوری کے امیدوار رہا کرو۔ لیکن زندگی عطا کرنے کے کام میں تنہا رسولؐ کو زندگی دینے والا فرمادیا۔ یعنی اللہ نے یہاں صیغہ واحد مذکر مضارع یُحْیِیْ (زندہ کرتا ہے یا زندہ کرے گا وہ مرد) استعمال کیا ہے۔ حالانکہ اگر زندگی دینے کا کام اللہ اور رسولؐ دونوں کرتے تو تثنیہ کا صیغہ لازم تھا۔ اسی طرح اللہ نے زندگی دینے کی دعوت میں بھی خود کو الگ کر کے صیغہ واحد مذکر غائب ’’دعا‘‘ (بلائے وہ مرد تم کو) فرمایا ہے۔ اور اس طرح یہ ثابت کردیا کہ مومنین کو زندگی عطا کرنے اور زندگی کیلئے بلانے کا کام تنہا رسولؐ اللہ کو سپرد ہے۔ اور یہ فیصلہ ایک دفعہ کردیا گیا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کی طرح بار بار اجازت مانگنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر یہ کہا جائے؛ اور اکثر منکرینِ مقام رسالت، مثلاً پرویز نے لکھا ہے کہ اس آیت میں جن کو دعوت دی جارہی ہے وہ تو پہلے سے زندہ مومنین ہیں۔ یعنی انہیں زندہ ہوتے ہوئے زندگی کی ضرورت نہیں ہے۔ اسلئے کہ زندگی تو انکو پہلے ہی حاصل ہے۔ لہٰذا یہاں یُحْیِیْکُمْ کے معنی ہدایت دینا ہیں نہ کہ زندگی دینا۔

بظاہر بات معقول معلوم ہورہی ہے۔ اور ایسی معقول کہ ہماری کتاب مواخذہ کے سامنے آنے سے پہلے تقریباً سارا پڑھا لکھا طبقہ مسٹر پرویز کے پیچھے لگ گیا تھا۔ اور وہ ایک دفعہ زبردست مفکّرِ قرآن بن گئے تھے۔ مگر آخر اُن کی پوری فکرِ قرآنی ایک جھٹکے میں زمیں دوز ہوگئی۔ لہٰذا قارئین ہماری بھی اسی قسم کی ایک معقول بات سنیں وہ یہ ہے کہ جن کو دعوت دی جارہی ہے وہ پہلے سے مومنین ہیں؛ ہدایت یافتہ ہیں؛ لہٰذا ہدایت یافتہ مومنین کو ہدایت دینا غیر ضروری ہے۔ اسلئے کہ ہدایت تو ان کو پہلے ہی حاصل ہے۔ لہٰذا یہاں یُحْیِیْکُمْ (معاذ اللہ) بے معنی اور بلا ضرورت ہے، چلو چھٹی ہوگئی۔ ورنہ اگر تم یہ کہو کہ وہ مومنین گمراہ تھے تو اس کا ثبوت اس آیت میں تو ہے ہی نہیں۔ پرویزی پوتھی میں ہو تو ہو۔

لیکن ہدایت یافتہ اور زندہ مومنین کی طرح حیات یا زندگی کی ضرورت آج کے مومنین کو بھی ہے اور اُس زمانہ کے مومنین کو بھی تھی اور آئندہ بھی یہ ضرورت باقی رہے گی۔ کیا قارئین کو اس کتاب کے پڑھ چکنے کے بعد زندگی کی ضرورت نہیں؟ یا کوئی ایسا آدمی ہے جسے عمدہ اور سازگار حالات میں زندگی کی ضرورت نہ رہے؟ کیا تمام انسان حیات دائمی حاصل کرنا نہیں چاہتے؟ اور کیا وہ صحت مندانہ حیاتِ دائمی دے سکنے والے سے کہہ دیں گے کہ جناب ہم تو پہلے ہی زندہ ہیں۔ ہمیں

حیات کی مزید ضرورت نہیں۔ ہماری جگہ جاؤ اور پرویز کو حیات دائمی دے دو۔ یقین کیجئے کہ پرویز صاحب غلط معنی سے توبہ کر کے زندگی عطا کرنے والے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر دل سے ایمان لے آئیں گے اور پیروں میں سر ٹکا کر صحت وحیات کی بھیک مانگیں گے۔ یقین نہ ہو تو خط لکھ کر دریافت کر لیں۔ وہ غریب عذاب خداوندی میں مبتلا ہے۔ دشمنی محمدؐ و آلِ محمدؐ نے اسے ان لوگوں میں شمار کر لیا ہے جن کیلئے قرآن نے فرمایا تھا کہ اے محمدؐ تیرا بُرا چاہنے والے ابتر ہو جائیں گے۔ یعنی ان کی نسل منقطع ہو جائے گی (اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ o سورہ کوثر) پھر عہد شباب ہی سے وہ بڑے مہلک امراض میں مبتلا چلے آ رہے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ پہلا غلام احمد گرداسپوری ایک اُمت کھڑی کر گیا تھا۔ اور روزانہ اخبار الفضل میں اپنی اُمت سے دعائے صحت کا طلبگار رہا کرتا تھا۔ مگر دوسرا غلام احمد گرداسپوری کوشش کے باوجود ایک نئی امت کھڑی کرنے میں ناکام ہو گیا۔ اور کوئی روزنامہ بھی نہ نکال سکا جو اپنی صحت کی دعا کی درخواست کرتا۔ تو جناب جوش کی طرح:۔ ؎ جو ہو گا کوئی جبر تو وہ بندۂ مجبور! ۔۔۔کی طرح کلبۂ احزاں میں رہیگا

بہرحال ہم دعا کرتے ہیں اور مومنین سے آمین کہنے کی التجا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے زمانہ کے ایک دیدہ ور اور آزاد خیال مفکّر ہیں۔ انہوں نے جھٹکے دے دے کر جمود کو توڑا ہے۔ اسلئے اے مصیبتوں پر رحم کرنیوالے رحمۃ للعالمینؐ۔ اے مجسمہ رؤفی وکریمی اپنے بچوں کے صدقہ میں اُسکی خطائیں بخشوا دیں۔ اسے صحت کاملہ و عاجلہ دلوا دیں اور ساتھ ہی اسے ایک ہونہار مومن صاحبزادہ سے نواز دیں۔ آمین بحقِ معصومینؑ و بتصدقِ حضرت قائم آلِ محمدؐ آمین۔

پرویز اور ہمارے مخاطب علما سے کہئے کہ وہ سب توبہ کر کے آمین کہہ دیں ہم دعا کے منظور ہونے کی ذمہ داری لے لیں گے انشاءاللہ والامام علیہ السلام اور پھر اُنکے پاس مبارکباد کیلئے حاضر ہونگے اور کہیں گے کہ وہ روضۂ امام حسین علیہ السلام پر حاضری اور نذر پیش کریں۔

(و)۔ پرویز کو دعا کیوں دی؟ اس لئے کہ وہ ہم سے متفق ہیں

گو ہم دونوں کے مقاصد الگ الگ ہیں۔ اور حق کی فتح یہ ہے کہ ہم پرویز سے متفق ہونے والوں کو اور پرویز کو بقول خداوند مشرک سمجھتے ہیں۔ مگر یہ ایک اسلامی معجزہ ہے کہ مسٹر پرویز ہم سے متفق ہیں۔ اور دعا اس لئے دی ہے کہ خدا ان کے دماغ سے وہ رگِ افتراق یا فرق پیدا کرنے والی رگ نشترِ کرم سے نکال دے ۔آیئے ہم جناب پرویز کا بیان سناتے ہیں انہوں نے لکھا ہے کہ:۔

''**اللہ اور رسولؐ کیلئے واحد کا صیغہ**: قرآن کریم میں بعض آیات ایسی بھی ہیں جن میں اللہ اور رسولؐ کے الفاظ آئے ہیں، لیکن اُن کے لئے صیغہ واحد کا استعمال ہوا ہے ،حالانکہ عربی کے عام قاعدے کی رو سے دو (اللہ اور رسولؐ) کیلئے تثنیہ کا صیغہ آنا چاہیے۔ مثلاً:۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَ اَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ o

''اے پیروان دعوت ایمانی! اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو، اور اس سے روگردانی نہ کرو، اور تم (صدائے حق) سن رہے ہو۔'' (سورہ انفال 8/20)

دیکھئے اس میں اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کا حکم ہے۔ لیکن وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ میں (عَنْهُ) کی ضمیر واحد غائب کی ہے۔ (پرویز کا مطلب یہ ہے کہ یہاں عَنْهُمَا آنا چاہئے تھا)

اس سے ذرا آگے ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ... الخ

اے پیروانِ دعوت ایمانی اللہ اور اُس کے رسولؐ کی پکار کا جواب دو، جب وہ پکارتا ہے، تاکہ تمہیں (موت کی حالت سے نکال کر) زندہ کر دے۔'' (8/24)

''اس میں بھی اللہ اور رسولؐ کے الفاظ موجود ہیں۔ لیکن اِذَا دَعَاكُمْ میں صیغہ واحد غائب کا ہے۔ سورۂ نور میں ہے۔

وَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِیَحْكُمَ بَیْنَهُمْ اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ o

وَ اِنْ یَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ یَاْتُوْۤا اِلَیْهِ مُذْعِنِیْنَ o (نور 49-24/48)

''اور جب یہ (منافقین) اللہ اور اسکے رسولؐ کی طرف بلائے جاتے ہیں تا کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کردے، تو ان میں سے ایک فریق پہلوتہی کر لیتا ہے اور اگر ان کا کوئی حق کسی پر واجب ہو تو اس کی طرف سر جھکائے ہوئے چلے آتے ہیں۔''

''دیکھئے اللہ اور رسولؐ کے الفاظ موجود ہیں۔ لیکن لِیَحْکُمَ میں صیغہ واحد کا ہے۔ اسی طرح یَا تُوْا اِلَیْہِ میں ضمیر واحد غائب کی ہے۔ اس سے ذرا آگے ہے۔

قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَ لَّوْا فَاِ نَّمَا عَلَیْہِ مَا حُمِّلَ وَ عَلَیْکُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ وَ اِنْ تُطِیْعُوْہُ تَھْتَدُوْا وَمَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُo (24/54)

''(اے پیغمبرؐ اسلام!) تم کہہ دو کہ، (اے مسلمانو!) اللہ اور اسکے رسوؐل کی اطاعت کرو۔ پھر اگر ایسا ہو کہ تم (اطاعت سے) روگردانی کرنے لگ جاؤ تو سمجھ لو کہ رسوؐل کے ذمہ وہ (تبلیغ وارشاد) ہے جس کا اس پر بار رکھا گیا ہے۔ اور تمہارے ذمہ وہ اطاعت وانقیاد ہے جس کا بوجھ تم پر عائد کیا گیا ہے۔ اور اگر تم نے اس کی اطاعت کر لی تو (صحیح) راہ پر لگ جاؤ گے۔ رسوؐل کے ذمہ صرف احکام کو صاف صاف طرح پہنچا دینا ہے۔''

''اس میں اللہ و رسوؐل کی اطاعت کا مطالبہ ہے۔ لیکن عَلَیْہِ اور تُطِیْعُوْہُ میں ضمائر غائب کی ہیں۔ ان مثالوں سے بھی یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ اور رسوؐل کی اطاعت سے مراد، دو الگ الگ، اطاعتیں نہیں ہیں۔'' (معارف القرآن جلد چہارم صفحہ 628-626)

(ز)۔ <u>محمدؐ کی اطاعت ہی اللہ کی اطاعت ہے؛ اللہ کی بلا محمدؐ اطاعت باطل تصور ہے</u>

جناب پرویز کے بیان پر کسی خاص تنقید کی ضرورت تو نہیں ہے لیکن ایک ایسا پہلو یقیناً قارئین کے سامنے لانا ضروری ہے جسے دورِ اوّل سے آج تک چھپاتے چلے آنا ضروری سمجھا گیا ہے۔ اور جو ہمارے اور ہمارے مخالف کے درمیان ایک سنگِ میل ہے اور ہم دونوں کے عقائد کا صحیح تعین کر دیتا ہے۔ ہم نے اس پہلو پر بڑی تفصیلی گفتگو کی ہے۔ اور ہماری ہر تصنیف میں اس کو ضرور پیش کیا جاتا ہے۔ لہٰذا یہاں بھی مسٹر پرویز نے اس تذکرہ کا موقعہ فراہم کر دیا ہے۔ چنانچہ آپ پرویز صاحب کی پیش کردہ تیسری آیت کا متن اور ترجمہ خاص طور پر دوبارہ ملاحظہ فرمائیں اور اپنے گھریلو قرآن کے ترجمہ سے بھی مقابلہ فرمائیں اور دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ یہاں مسلمانوں کے دو گروہوں کا ذکر فرماتا ہے۔ اس سے پہلی آیت میں کہا گیا تھا کہ:۔ وَ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَ بِالرَّسُوْلِ وَ اَطَعْنَا ثُمَّ یَتَوَلّٰی فَرِیْقٌ مِّنْھُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِکَ وَمَآ اُولٰٓئِکَ بِالْمُؤْ مِنِیْنَo (نور 24/47)

''وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور رسولؐ پر ایمان لے آئے ہیں اور ہم اُن دونوں کی اطاعت کرتے ہیں۔ پھر اس اقرار کے بعد اُن مومنین میں سے ایک فریق دوسرا رخ (تَوَلّٰی) اختیار کر لیتا ہے۔ اور وہ فریق مومن نہیں ہے۔''

یہاں قارئین صرف اس قدر نوٹ کر لیں کہ مسلمان بننے والا یہ دوسرا فریق ایمان لایا تھا۔ اللہ اور رسوؐل پر اور دونوں کی اطاعت قبول کر لی تھی۔ اسکے بعد اُس فریق نے کیا کیا؟ اُسکی تفصیل اس آیت میں نہیں ہے صرف ایک لفظ تَوَلّٰی فرما کر کہہ دیا کہ وہ مومن نہیں ہیں، مومنین یاد رکھیں کہ یہ وہی تَوَلّٰی ہے جو تبرّا ء کے ساتھ لازم ہے۔ اور تَوَلّٰی کا مادہ و، ل، ی ہے۔ اسی سے ولی، اولیآء، اور ولایت اور مولیٰ کے الفاظ نکلتے ہیں۔ فریب خوردہ لوگوں نے اسکے معنی، منہ پھرانا، گھومنا، پھر جانا وغیرہ بکواس کر کے حقیقی منشائے خداوندی کو ضائع کر دیا ہے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ لوگ اسلام لائے، ایمان واطاعت کا اقرار کیا۔ ایک گروہ ایمان واطاعت پر کار بند رہا جو مومن تھا۔ دوسرے گروہ نے اسلام و ایمان لانے کے بعد ایک ولایت قائم کرنے کی طرف توجہ مبذول کر لی۔ چنانچہ بظاہر مومن و مسلم اور مسلمانوں میں رہتا رہا، باطن میں مومن نہ تھا۔ اگلی آیت پرویز صاحب نے لکھی ہے۔ اُس میں اللہ نے اُن بظاہر مسلمانوں کے مومن نہ رہنے اور لفظ تَوَلّٰی کا مطلب یہ بتایا ہے کہ:۔

''وہ فریق محمدؐ کو حاکم مطلق اور آخری فیصلہ کرنے کا حق اسی وقت دیتا ہے۔ جب انکا اپنا مقصد پورا ہوتا ہے ورنہ وہ مومنین روگردانی کرتے ہیں'' معرضون'' (24/48)

یہ حقیقت بار بار آپ نے دیکھی ہے کہ محمدؐ کو مطاع مطلق و حاکم مطلق نہ ماننے والوں کو اللہ نے ایمان سے خارج کیا ہے۔ (4/60,4/62,4/65، سابقہ صفحات

)اسی بنا پر کہ وہ اللہ کی پرویزی اور مسعودی توحید کی طرح محمدؐ کی نفی کرتے ہیں۔اُن کو درجہ ایمان سے خارج کیا ہے۔یعنی ان دونو آیات (نور 48-24/47) میں منافق نہیں بلکہ مسلمانوں کا وہ گروہ دکھایا گیا ہے جو توحید بلا محمدؐ، حکومت بلا محمدؐ اور اطاعت بلا محمدؐ کا قائل تھا اور جس کی پیروی برابر ہوتی چلی آئی ہے اور آج شیعوں میں ڈھکو اینڈ کمپنی اور سنیوں میں پرویز و مسعود و مفتی وعزیر و مظہر اینڈ کمپنی اُسی ابلیسی توحید یا توحید بلا نبوت کے نمائندے ہیں۔

تمام مسلمان نوٹ کرلیں کہ جب تک کسی آیت میں لفظ منافق موجود نہ ہو اور ترجمہ میں کوئی مترجم اپنی طرف سے منافق لکھے تو اُس مترجم کو ہی منافق یا فریب ساز یا کم از کم فریب خوردہ سمجھنا لازم ہے۔اس لئے کہ جن لوگوں کا یا جس فریق کا ان آیات میں اور جگہ جگہ تذکرہ ہوا ہے۔وہ وہی لوگ تھے جو محمدؐ کو اللہ سے الگ کرکے اللہ کی اطاعت اور حاکمیت کے قائل تھے۔اور آنحضرتؐ سے (معاذ اللہ) غلطی اور اجتہاد مانتے تھے۔تاکہ وہ بھی غلط کار مجتہد ہوتے ہوئے خود کو رسوؐل کی جگہ رکھ دیں اور قرآن کو اللہ کہہ کر اپنی قومی و ملکی مصلحتوں کے ماتحت قرآن سے اجتہادی احکام اللہ کے نام سے نافذ کرسکیں۔اس گروہ کو منافق سمجھنا سب سے بڑی غلطی ہے۔اُن لوگوں نے بڑی کوشش اور قسمیں کھا کر کوشش کی ہے کہ بعد والے مسلمان اُس گروہ کو منافق سمجھیں تاکہ یہ کہا جاسکے کہ منافقین تو عہدِ رسوؐل میں ختم ہوگئے تھے۔اور جو باقی بچے تھے وہ خالص مومنین تھے۔یہ ہے تاریخ کا سب سے بڑا اور اجتماعی مغالطہ جو ننانویں فیصد علما نے کھایا ہے۔ہم یہ کہتے ہیں کہ:۔

1۔ اعلان بعثت کے پہلے سے مکہ اور گردونواح میں حضرت ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ وغیرھم مذہب والے مسلمان آباد تھے۔

2۔ مگر یہ مسلمان آج کل کے مسلمانوں کی طرح مختلف فرقوں کی صورت رکھتے تھے۔اور بعض کے مخصوص نام مثلاً حنفی، صابئ، وغیرہ بھی مشہور تھے۔

3۔ اعلان بعثت کے بعد یہ لوگ تعلیمات محمدؐ پہ پر مختلف اغراض کے ماتحت ایمان لائے۔مسلمان ہونے کی بنا پر اُنکے نام و لباس میں تبدیلی نہ کی گئی۔اور ابتدا میں ان سے چند عقائد اور کلمہ کے سوا تعرض نہ کیا گیا۔وہ اپنے اپنے سابقہ عقائد و رسومات پر بھی عمل کرتے رہے۔نماز جنازہ اور حج وغیرہ بجالاتے رہے۔شراب بھی پیتے رہے نماز روزہ بھی کرتے رہے۔

4۔ وہ دانشوران قوم جو تمدن و ترقی پر مطلع تھے اور مذہبیات و سیاسیات میں مہارت رکھتے تھے۔انکو محسوس ہوا کہ یہ نبوت بنی ہاشم کو ملک پر مسلّط کردیگی۔اسلئے انہوں نے محمدؐ اور اُنکے متعلقات کی نفی کرکے اسلام اختیار کیا اور ہر وہ بات نہ ماننے کا فیصلہ کرلیا جس میں اقتدار اعلیٰ محمدؐ کے ماتحت رہے۔انہوں نے شخصی حکومت اور آمریت کے نقائص اور نقصانات کو بیان کرنا اور محمدؐ کو بے دست و پا کرنے کا اہتمام اور تبلیغ شروع کی۔بس یہ وہ گروہ تھا جو زیر بحث ہے اور جو اس وقت میرا ہدف ہے۔یہی مسٹر پرویز اینڈ کمپنی کا مذہب ہے۔اور یہی وہ گروہ ہے جو خود مشرک ہے اور باقی تمام مسلمانوں کو طرح طرح کی ترکیبوں اور حیلوں سے مشرک قرار دیتا ہے اور آج وہ مذہب اور حکومت قائم کرنا چاہتا ہے جس میں اللہ اور محمدؐ سے کوئی رشتہ باقی نہ رہے۔قرآن کو اللہ اور حدیث کو (وہ بھی اپنی خود ساختہ احادیث کو) رسوؐل قرار دے کر پھر رسوؐل کی جگہ خود لے کر تخت نشین ہو کر حکومت کریں۔اور پھر یہ حکومت مرکز ملت یعنی اللہ اور رسوؐل کا مجموعہ بن کر مسلّط ہوجائے۔ہماری یہ باتیں سمجھنے کیلئے پرویز کا ایک عنوان پڑھئے اور پھر اُس عنوان کی وضاحت میں چند سطریں دیکھئے ارشاد ہے۔

5۔ ''**اللہ سے مراد قرآنی معاشرہ**:

''ہم اس مقام پر ایک اہم نکتہ کی وضاحت ضروری سمجھتے ہیں۔جسے آگے بڑھنے سے پہلے سمجھ لینا ضروری ہے۔ہم نے اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ المومنین ..... کی آیت میں بھی پھر مذکورہ صدر آیات (11/6، 17/31، 29/10) میں بھی ''اللہ'' کا ترجمہ کیا ہے ''وہ معاشرہ جو قانون خداوندی کو نافذ کرنے کیلئے متشکل ہو۔'' (کتاب نظام ربوبیت صفحہ 172)

قارئین دیکھ لیں کہ اللہ اور رسوؐل کو (معاذ اللہ) تھوک کے بھاؤ سے فروخت کرکے اُن دونوں کے بدلے میں وہ دانشورانِ قوم لے لئے گئے جو قرآن و حدیث کو اپنی صواب دید سے اُمت پر اللہ و رسوؐل کی طرف سے اللہ بن کر مسلط کریں گے۔یعنی آخر کار صرف اللہ رہ جائیگا اور رسولؐ قطعاً قابل ذکر بھی نہ رہیگا۔یہ ہے وہ طاغوتی منصوبہ جو دانشورانِ قریش نے تیار کیا تھا۔جو بار بار پٹا، مگر اب پھر برسر کار آرہا ہے۔یہ لوگ محمدؐ کو اللہ کے ساتھ شریک ماننا تو شرک سمجھتے ہیں لیکن معاشرہ کو اللہ

سمجھنا انکے یہاں عینِ توحید ہے۔ یہی وہ ارباب من دون اللہ ہیں؛ یہی وہ خبیث اولیاء من دون اللہ ہیں؛ یہی وہ لوگ ہیں جنکو پکارنے کی اللہ نے جگہ جگہ مذمت کی ہے۔ یہی وہ مشرک گروہ ہے جو اسلامی نقاب میں ارباب حل وعقد بن بیٹھا تھا اور ان ہی کے پجاری ہیں یہ لوگ جن کو ہم مخاطب کر رہے ہیں۔

ہم یہ بیان نہ دیتے اگر مسٹر پرویز نے آیات (24/47-48) کے ترجمہ میں از خود لفظ منافق داخل کر کے فریب نہ دیا ہوتا (معارف القرآن جلد 4 صفحہ 628-627)۔ چلتے چلتے اور عنوان بدلنے سے پہلے ہم اپنے مسلم وغیر مسلم قارئین سے سفارش کرتے ہیں کہ آئندہ جس آیت میں مسلمانوں کی مذمت ملے اور لفظ منافق آس پاس کہیں نہ ہو تو آپ غور فرمائیں۔ آپکو مسلمانوں کا یہی فرقہ ملے گا جو عہدِ رسولؐ میں تخریب کر رہا تھا۔ تاریخ لکھنے والے چونکہ حکومتوں کے نوکر اور وظیفہ خوار تھے اور حکومتیں مذکورہ بالا مذہب اور طرز حکومت رکھتی تھیں۔ اسلئے انہوں نے مکی زندگی اور اس سے قبل کی تاریخ کو تاریکی میں رکھا ہے تا کہ اُنکے بزرگوں کے نشان پا نہ ملیں۔ اور لاکھوں مغالطات کو تاریخ کے اوراق میں لپیٹ کر اور روایات سے سجا کر پیش کیا ہے۔ لہٰذا تاریخ کی کوئی ایسی بات قابل قبول نہیں جو حکمرانوں کے حق میں ہو اور جو قرآنی مسلمہ اصول کے خلاف جاتی ہو۔

(ح)۔ __پرویزی بیان پر آخری نظر:__ مسٹر پرویز نے اپنے بیان میں یہ ثابت کر دیا تھا کہ اللہ ورسولؐ سے مراد عملی طور پر خود رسولؐ اللہ ہی ہیں لہٰذا تمام پرویزیوں ہسعودیوں، عزیزیوں، ڈھکویوں اور مظہریوں کو یہ ماننا پڑیگا کہ محمدؐ صفات وضمائر میں بھی اللہ کے شریک ہیں اور قرآن اس حقیقت پر گواہ ناطق ہے۔ چنانچہ پرویز صاحب نے چار آیات سے ثابت کیا کہ اللہ، محمدؐ کے ذکر کو لازم سمجھ کر اپنی جگہ انہیں آگے بڑھاتا ہے اور اُنکی اطاعت کرنا؛ اُن کی رضامندی حاصل کرنا؛ اور ان کو حاکم سمجھنا اور اللہ کی جگہ ان کے فیصلوں کو قبول کرنا لازم ہے۔ اور جو محض اللہ اللہ پکارے، خالص توحید کے ابلیسی نعرے مارے، وہ مومن نہیں ہوتے بلکہ مشرک اور حقیقی کافر ہوتے ہیں۔ اور پرویز کی پیش کردہ چاروں آیات (انفال 8/20، 8/24، نور 24/48، 24/54) میں اس گروہ کا تذکرہ ہے جنہوں نے ابلیس کے اصول پر اللہ اور رسولؐ کے درمیان جدائی ڈال کر ایک درمیانی مذہب اختیار کیا تھا اور محمدؐ و اولیآء کرام کو شامل کرنا شرک سمجھتا تھا۔ اور آج جن کے متبعین سے ہم دوچار ہیں۔

(ط)۔ __محمدؐ فضلِ خداوندی میں بھی شریک ہیں__

قارئین نے دیکھ لیا کہ محمدؐ مصطفیٰ جہاں اللہ کی صفات میں شریک ہیں (توبہ 9/128، الحاقہ 69/40) اور حکومت واطاعت میں بھی مطلقاً خدا کے ساتھ ہیں (نسا 4/65، احزاب 33/36) وہیں اللہ کیلئے استعمال ہونے والی ضمیروں میں بھی شریک ہیں (انفال 8/20,24)، (نور 24/48,54)۔ اب یہ بھی دیکھ لیں کہ اللہ نے نوع انسان کو تمام احتیاجات سے مستغنی کرنے میں بھی سرورِ کائنات کو ساتھ رکھا ہے۔ چنانچہ اس گروہ کو قرآن میں مسلمانوں کے سامنے لایا گیا جو عہد رسولؐ میں اللہ کو ماننے کے باوجود کافر تھا اور کافرانہ عقائد کا پرچار کرتا رہتا تھا۔ اور ایک دفعہ باقاعدہ اسلام لانے کے بعد اسلام میں کافرانہ عقائد پھیلانے کی بنا پر کافر کہلایا اور ایک ناقابل عمل منصوبہ برسرکار لانے کی ہمت کی اور ایسا کیوں کیا؟ اس کی وجہ اللہ نے یہ بتائی ہے کہ:۔

وَمَا نَقَمُوْا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ وَاِنْ يَّتَوَ لَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ..... الخ (توبہ 9/74-80 ضرور پڑھیں)

"اُن مسلمانوں نے اس کے سوا کسی اور بات کا انتقام نہیں لیا کہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے ان کو اپنے فضل سے غنی کر دیا تھا۔ اب اگر وہ مسلمان توبہ کر لیں تو ان کے لئے خیریت ہے۔ اور اگر وہ اپنی ولایت سے وابستہ رہیں (یتوَ لّوا) تو اللہ اُن کو دردناک عذاب میں مبتلا کرے گا۔"

یہاں پہلی بات تو یہ سمجھ لیں کہ اللہ نے محمدؐ کو اپنے فضل میں ایسا شریک کیا ہے کہ وہ حضورؐ حق دار کو اللہ کے دیئے ہوئے فضل عظیم میں سے حصہ دے سکتے ہیں۔ لہٰذا اللہ کا فضل کرنا محمدؐ کا فضل کرنا اور محمدؐ کا فضل کرنا اللہ کا فضل کرنا ایک ہی عمل کہلاتا ہے۔ پھر اس آیت میں اللہ ومحمدؐ دونوں کی طرف سے فضل ہونا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن ضمیر واحد مذکر کی ہے۔ یعنی دونوں میں سے کسی ایک نے فضل کیا ہے (مِنْ فَضْلِهٖ) اگر دونوں کا الگ الگ یا ایک ساتھ فضل دکھانا ہوتا، یا دونوں کے فضل میں فرق اور جدائی ڈالنا اللہ کو مقصود ہوتا تو مِنْ فَضْلِهٖ کی جگہ مِنْ فَضْلِهِمَا کہنا لازم تھا۔ لہٰذا پرویز کی مذکورہ بالا ضمیر کے واحد ہونے والی آیات میں یہ اور بہت سی اسی قسم کی آیات کو شامل کر

کے یہ دیکھنا چاہیئے کہ آنحضرتؐ کو اللہ سے الگ کر کے دین اسلام میں سے کچھ باقی بچتا ہے یا نہیں؟ قرآن کریم محمدؐ کے بغیر بے معنی ہے۔ اسلئے کہ یہ قرآن قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے مسائل اور ضروریات اور تمام کائنات کے تفصیلی حالات اپنے اندر محفوظ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے (یوسف 12/111) پھر ہر چیز کے بیان کرنے کا مدعی ہے (نحل 16/89) اور کہتا ہے کہ میرے اندر تمام مثالیں موجود ہیں (بنی اسرائیل 17/89) اور کسی چیز کی عمر اور عمر میں کمی بیشی بھی اسکے ریکارڈ میں ہے (فاطر 35/11)۔ اور یہ بھی کہ زمین وسماوات کی کوئی چیز قرآن سے غائب نہیں اس میں موجود ہے (نمل 76-27/75)۔ کائنات کی کوئی خشک وتر چیز ایسی نہیں جو مذکور ومسطور نہ ہو (انعام 6/59)۔ ایسی صورت میں محمدؐ کے بغیر اس قرآن سے استفادہ ناممکن ہے اور یہی فرمایا بھی گیا ہے کہ اس قرآن کو ذکر یعنی محمدؐ (الطلاق 11-65/10) کیلئے آسان کر دیا ہے (قمر 54/17,22,32,40)۔ اور یہ کہ محمدؐ کی زبانی قرآن کو آسان کر دیا گیا ہے (مریم 19/97)۔ اور یہ بھی کہ قرآن کی تعلیم دینے والے کا علم پہلے سے لامحدود اور پوری کائنات پر حاوی ہونا چاہئے اور وہ ہستی امام مبینؐ سے کم نہیں ہوسکتی ہے (یٰسین 36/12) امامِ مبین ہی وہ صفات رکھتا ہے جو قرآن کی ہیں (النبا 78/29) معلم قرآن کسی شے کے علم سے ناواقف نہیں ہونا چاہئے (بقرہ 2/151) اور جس کو اللہ نے ایسا بنایا ہو کہ اس کی زبان سے جو کچھ نکلے وہ وحی یا منشائے خداوندی ہو (نجم 4-53/3، دھر 76/30)۔ جس کا کلام، کلام اللہ ہو (حاقہ 69/40) اور یہ کہ محمدؐ کی اپنی ذمہ داری ہے کہ وہ قیامت تک اسلام سے ملحق ہوتے جانے والے انسانوں کو تعلیم دیں (جمعہ 62/3) اور جو شخص تمام سابقہ صحیفوں اور کتابوں کا علم رکھتا ہو اس لئے کہ قرآن میں تمام کتابیں موجود ہیں۔ (سورۃ البیّنۃ 3-98/2)

ہمیں بتایا جائے کہ مندرجہ بالا چودہ شرطیں پورا کرنے والا کوئی مسلمان آج تک گزرا ہے؟ یا موجود ہے؟ یا کسی نے اس قسم کا دعویٰ کیا ہے؟ اگر نہیں؟ تو لازم ہے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں اپنی تمام صفات کے ساتھ موجود ہوں۔ ہم تعلیم قرآن واسلام کے لئے جہلا پر انحصار نہیں کر سکتے۔ ہمیں قرآن کریم سے وہ انتظام بتایا جائے جو اللہ نے قیامت تک کے لئے کیا ہے؟

ہم قارئین کے سامنے خالص قرآنی حقائق رکھ رہے ہیں۔ روایاتی قصے کہانیاں پیش نہیں کر رہے ہیں۔ ہمارے لئے ہمارے سوالات کا جواب بھی قرآن کے الفاظ میں ملنا چاہیئے۔ ہم جانتے ہیں کہ صحابہؓ میں سے کسی صحابی نے پورے قرآن کے عالم ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ اسلئے کہ پورے قرآن کے عالم کیلئے وہ سب کچھ جاننا لازم ہے جو قرآن میں بیان ہوا ہے۔ اسے کائنات کی تفصیل پر از اوّل تا آخر اطلاع وعلم ہونا لازم ہے اور رسولؐ اللہ پر ایمان لانے والی اُمت کے تمام اصحاب میں متفقہ طور پر کوئی شخص نہ اس کا مدعی تھا، نہ ایسا کسی نے دعویٰ کیا۔ ان میں تو ایسے صاف گو تھے جنھوں نے اپنے لاعلم ہونے کا اعلان کیا۔ یہاں تک کہا کہ مدینہ کی بڑھیا عورتیں اُن سے زیادہ قرآن جانتی ہیں۔ جنھیں ایک یہودی بتائے کہ آیت **الیوم اکملت لکم دینکم** بھی قرآن کی آیت ہے۔ وہ ہمیں کافی کچھ سکھا سکتے تھے لیکن بات مکمل قرآن کی تعلیم کی ہو رہی ہے۔ قارئین مانیں یا نہ مانیں مگر حقیقت یہ ہے کہ رسولؐ اللہ نے اپنی حیات میں ایسے علما علیہم السلام تیار کر دیئے تھے جن کو اللہ نے وہ سندی دی جو چند سطور پہلے قرآن سے لکھی گئیں (بقر 2/151، دھر 76/30) اور اُمت میں انکے علم القرآن کی دھوم مچتی چلی آئی ہے۔ **سلونی قبل ان تفقد ونی** علما کی زبان پر آج تک جاری ہے۔ اور تمام وہ حضرات جن کو اُمت میں اولیاءؒ مانا گیا، جن کو صاحبِ کرامات ومعجزات سمجھا گیا، جن کے مزاروں پر مومنین کی بھیڑ رہتی ہے، جو زندہ مردہ دونوں صورتوں میں حلاّل مشکلات کہلاتے ہیں۔ یہ تمام گدیاں، یہ سب ہی آستانے جہاں لوگوں کی مرادیں بر آتی ہیں اور وہ سب لوگ جن پر ڈھکو اینڈ کمپنی ناراض ہے، جن سے مسعود وشقی دونوں خفا ہیں، وہ سب حضرات حضرت علی علیہ السلام سے فیضیاب ہوئے اور ہوتے رہیں گے۔ صرف محمدؐ کا دروازہؑ ہے جہاں سے وہ سب کچھ ملتا ہے جو کچھ اللہ کے پاس ہے اور جو کچھ اللہ بندوں کو دے سکتا ہے۔ رہ گئے یہ نام نہاد توحید پرست لوگ یہ قرآن کے آئینہ میں مسخ شدہ صورتیں ہیں۔ اللہ ان کو ہدایت سے قریب کرے آمین۔

14۔ اولیاؑ کون ہیں؟ اولیا کی خصوصیات اور مشرک اولیا

ولیؑ اور اولیاؑ کے متعلق اگر ہم سنجیدگی اختیار کرلیں تو یہ بحث ایک ہزار صفحات پر پھیل جائے گی اور ہم یہاں اس عظیم الشان عنوان کو پیش کرنے کا نہ وقت پاتے

ہیں نہ اس کی ضرورت سمجھتے ہیں۔ یہاں تو شرک سازوں کا منہ بند کرنے کیلئے اس عنوان کے چند ظاہری پہلو سامنے رکھ دینا کافی سے زیادہ ہوں گے۔لہٰذا سب سے پہلے یہ دیکھیں کہ اللہ نے ولی اور اولیا کے متعلق کیا فرمایا ہے؟ قرآن سنیئے، ارشاد ہے:۔

اِنَّمَا وَ لِیُّکُمُ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَ ھُمْ رٰاکِعُوْنَ O وَ مَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ O یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَکُمْ ھُزُوًا وَّ لَعِبًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَالْکُفَّارَ اَوْلِیَآءَ وَاتَّقُوْا اللّٰہَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ O (سورۂ مائدہ 57-5/55)

’’یقیناً تمہارا ولی اللہ ہے اور اللہ کا رسولؐ ہے اور وہ مومنین ہیں جو نماز قائم رکھتے ہیں؛ اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ رکوع میں ہوتے ہیں۔اور جو کوئی اللہ، رسولؐ اور مذکورہ مومنین کو اپنا ولی بنائیں وہ ہی اللہ کا گروہ (حزب اللہ) ہے جو غالب ہی رہے گا۔اے مومنین کافروں میں سے اوران لوگوں میں سے جن کو تم سے پہلے کتابیں دی گئی ہیں؛ اُن کو اپنے اولیاء نہ بنانا جو تمہارے دین کا مذاق اڑانے کے کھیل (تھیٹر) بناتے ہیں۔اور اگر تم واقعی مومن ہو تو اللہ کے سامنے ذمہ دارانہ زندگی اختیار کرو۔‘‘

(الف)۔ سرسری نظر میں ہر مومن ولی ہے؟

ہم نے اس آیت کا وہ ترجمہ نہیں کیا جو اُس میں آئے ہوئے الفاظ کا تقاضا ہے۔ بلکہ عام مترجمین ومفسرین والے ترجمہ پر قناعت کی ہے۔تا کہ جب خود بخود اس ترجمہ کی خرابی واضح ہو جائے اور صحیح ترجمانی کا تقاضہ چیخ مارے تو صحیح معنی کر دئے جائیں۔لہٰذا آپ اس ترجمہ میں سے دوبارہ گزریں اور دیکھیں کہ یہاں اللہ نے ہر نمازی اور پرہیزگار روز کوٰۃ گزار مسلمان کو ولی قرار دیا ہے۔تو ڈھکو مسعود کمپنی سے پوچھو کہ اے حضرات آپ اگر اس آیت پر ایمان رکھتے ہیں؟ تو آپ کو چاہئے کہ مذکورہ قسم کے ہر مسلمان کو ولی سمجھیں۔اور نماز وزکوٰۃ ورکوع کے علاوہ ولی ماننے کے لئے کوئی اور غیر قرآنی شرط یا پابندی نہ لگائیں۔اور صرف ان لوگوں کی مذمت کریں جو کافروں اور اہلِ کتاب کو اپنا ولی بنائیں۔لہٰذا آپ نے جن آیات کو ولی بنانے کے سلسلے میں مسلمانوں پر چسپاں کیا ہے۔ان کی غلط ترجمانی پر اللہ ومومنین سے معافی طلب کریں۔

(ب)۔ اس ترجمہ سے ولایت اور ولی اہلِ کتاب وکفار کو بھی بنایا جاسکتا ہے

اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ تمام کفار واہل کتاب کو ولی نہ بنانا۔نہ یہ کہا کہ کفار اور اہل کتاب میں سے کسی کو ولی نہ بنانا بلکہ یہ فرمایا ہے کہ کفار اور اہلِ کتاب میں سے اُن لوگوں کو(مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَالْکُفَّارَ) ولی نہ بنانا جو مسلمانوں کے دین کو تماشہ اور تمسخر میں استعمال کرتے ہوں۔یعنی جو ایسا نہ کرتے ہوں انکو ولی بنانیکی ممانعت نہیں ہوئی ہے۔گویا تمام مسلمان اور کفار کی کثرت ولی کے حکم میں داخل ہیں۔ چنانچہ علامہ ڈھکو اور ڈاکٹر مسعود اور کمپنی کو چاہئے کہ وہ ولی بنانے پر ہرگز اعتراض نہ کریں جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ کسی مسلمان نے کسی ایسے کافر یا یہودی وعیسائی کو اپنا ولی بنالیا ہے جو دین کا مذاق اڑاتا ہے

(ج)۔ یہ ترجمہ شرکسازوں کا منہ تو بند کر دیتا ہے۔مگر ولایت بہت ارزاں ہوگئی

مندرجہ بالا آیت کا جو بھی ترجمہ کیا جائے وہ نمازی، زکوٰۃ گزار متقی مومنین کو ولی اور ولایت پر برقرار رکھے گا۔اور اگر یہ شرک ساز گروہ اُن آیات کا انکار نہ کردے تو اُسے ہر مذکورہ مومن کو ولی ماننا پڑے گا۔لیکن ہمیں کسی مومن کو ولی تسلیم کرنے میں ذرا سا تکلف ہے۔اور یہ تکلف مذکورہ بالا آیات ہی نے پیدا کیا ہے۔ چنانچہ آپ نے خود دیکھ لیا ہے کہ مترجمین کا عام ترجمہ تمام مومنین ہی کو نہیں بلکہ اہل کتاب اور کفار کی کثرت کو بھی ولی بنا دیتا ہے۔ دوسری مشکل یہ بھی ہے کہ جب ہر مومن خود ولی ہے تو وہ کسی مومن یا کافر کو اپنا ولی کیوں بنائے گا؟ اور جب اسے کسی کو ولی بنانے کی ضرورت ہی نہیں ہے تو اللہ کا یہ کہنا کہ مومنین فلاں فلاں کو ولی نہ بنائیں بھی بلا ضرورت ہو جائیگا۔ یہ صورتِ حاصل ہے۔جس کا تقاضہ ہے کہ اُن آیات پر دوبارہ نظر ڈالی جائے، عربی الفاظ اور ان کی ترتیب کو از سرنو دیکھا جائے اور پتہ لگایا جائے کہ کہیں اللہ کا

منشا اور مراد سمجھنے میں غلطی تو نہیں ہوگئی ہے؟

(د)۔ ولایت اور ولی کی پوزیشن پر ایک ہلکی سی نظر

سورۂ مائدہ کی یہ آیات ''ولایت''، یعنی حکومتِ الٰہیہ کی بنیاد کو اسی اصول پر استوار کرتی ہیں جو سورۂ نساء کی آیات (4/54-59) میں سربراہانِ اسلام کیلئے بیان ہوا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ پہلے ان افراد کو الگ الگ کرلیں جو مذکورہ آیت میں مذکور ہیں۔ ان میں پہلی فرد خود اللہ تعالیٰ ہے۔ دوسری فرد وہ تمام مومنین ہیں جن کو اللہ نے مخاطب کیا ہے اور جو قیامت تک دنیا میں موجود رہیں گے ان سب کو اللہ نے یہ بتایا ہے کہ (اِنَّمَا وَ لِیُّکُمُ اللّٰہُ) یقیناً حقیقت یہ ہے کہ اللہ تمہارا ولی ہے اور چونکہ اللہ، رسولؐ کا بھی ولی ہے لہٰذا وَلِیُّکُم میں آئی ہوئی ضمیر جمع مذکر مخاطب '' کُمْ'' میں رسولؐ سمیت تمام مومنین داخل ہیں۔ اور سب پر واجب ہے کہ وہ اللہ کو اپنا ولی سمجھیں۔ پھر اللہ نے اپنے بعد ولایت کا دوسرا نمبر آنحضرتؐ کو دیا اور ''وَرَسُوْلُہٗ'' کہہ کر آنحضرتؐ کو دوسری فرد قرار دیا۔ اور باقی ماندہ تمام مومنین پر واجب کیا کہ وہ اللہ کے ساتھ محمدؐ کی ولایت کو اختیار کریں۔ یہاں تک (1) اللہ (2) رسولؐ اور (3) قیامت تک آنے والے تمام مومنین، اُس آیت کے تین افراد متعین ہوگئے۔ اب سوچئے کہ یہ تمام مومنین مع محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسلام کے تمام احکام کی تعمیل پر مامور ہیں۔ یہ سب نمازیں قائم کریں گے، زکوٰۃ ادا کریں گے اور جب یہ حضرات نمازیں پڑھیں گے تو ظاہر و واجب ہے کہ نماز میں رکوع اور سجود بھی کریں گے؟ لہٰذا ولایت میں اللہ کے ساتھ شامل وہ کون کون لوگ ہیں جن کو رسولؐ کے بعد تمام مومنین کے ولی قرار دیا گیا ہے؟ یعنی فرمایا گیا ہے کہ ''اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ (2) و رَسُوْلُہٗ وَ(3) الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَّذِیْنَ..... (مائدہ 5/55)

''(1) تمہارا ولی اللہ ہے (2) اس کا رسولؐ ہے۔ (3) اور وہ لوگ ہیں جو لوگ..... یہ لوگ جن کیلئے دو مرتبہ دو طرح لفظ ''الَّذِیْنَ'' آیا ہے، کون ہیں؟

اگر یہ صرف نماز گزار اور زکوٰۃ گزار لوگ ہوں؟ تو یہ سب کام تو تمام مومنین پر واجب ہیں اور سب ادا کرتے ہیں؟ اور ایسے سب مومنین اللہ کے مخاطب ہیں۔ سوچئے کہ یہاں آکر اللہ و رسولؐ کے ساتھ ولایت میں شریک فردِ مومنین کے جمِ غفیر میں گم ہوگئی ہے؟ علمائے شیعہ نے ایک روایت کو بلا سمجھے اختیار کرکے یہ فرمادیا کہ حضرت علی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حالتِ رکوع میں ایک سائل کو اپنی انگوٹھی دی تھی۔ لہٰذا اللہ نے اس آیت میں آپؑ کی ولایت کو واجب کیا ہے۔ اور اسی بنا پر انہوں نے اور بہت سے اہلسنت علما نے بھی اس آیت کے ترجمہ میں ''وہ لوگ جو لوگ کہ رکوع کی حالت میں زکوٰۃ دیتے ہیں'' یا ''وہ لوگ جو لوگ رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔'' ہم اس روایت کے مفہوم اور مدعا سے متفق ہیں۔ اور حضرت علی علیہ السلام کو اللہ اور رسولؐ کے ساتھ تمام اُمت کا ولی بھی مانتے ہیں۔ اور یہ بھی مانتے ہیں کہ آئندہ اُمت میں جس کسی بزرگ کو ولایت ملی یا ملے گی وہ حضرت علیؑ کے ہی ہاتھوں ملے گی۔ مگر اس کے باوجود ہم یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَ ھُمْ رٰاکِعُوْنَ کے وہ معنی تسلیم نہیں کرتے۔ اس لئے کہ یُقِیْمُوْنَ اور یُؤْتُوْنَ دونوں مضارع کے صیغے ہیں۔ جو استقلال کے ساتھ نماز کو زمانۂ حال اور استقبال میں قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کو بطور عادت و دستور العمل بیان کرتے ہیں۔ یعنی وہ لوگ جو لوگ کہ نماز قائم کرتے ہیں اور رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں اور مستقبل میں بھی نماز قائم رکھیں گے اور رکوع میں زکوۃ دیتے رہیں گے۔ اسکے معنی اگر یہ ہیں کہ وہ جب بھی زکوٰۃ دیں گے تو پہلے جھک جایا کریں گے۔ بہت بے تکی اور غیر ضروری بات ہے۔ اور اگر یہ مطلب ہے کہ وہ نماز پڑھنے کی حالت والے رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں یا دیا کریں گے، یہ بھی کوئی اچھی صورت نہیں ہے۔ یعنی سوال یہ ہے کہ وہ نماز کے قیام میں یعنی کھڑے کھڑے کیوں زکوٰۃ نہ دیں گے؟ یا سجدہ میں کون سی چیز مانع ہوگی؟ جو رکوع میں مانع نہیں ہے؟ پھر نماز کے بیٹھنے والے وقفہ میں کیوں زکوٰۃ نہ دے سکیں گے؟ پھر یہ سوچنا ہے کہ سجدہ اور رکوع وغیرہ سب نماز کے ارکان ہیں۔ یہ کیوں نہ کہہ دیا گیا کہ:

(والّذین اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَ ھُمْ یصلُّون) وہ ایمان لانے والے لوگ جو لوگ کہ حالتِ نماز میں زکوۃ دیتے ہیں۔ ایسا کہنا زیادہ پر معنی اور فصیح تر ہوتا اور نماز کے تمام ارکان کو حاوی ہوتا۔ پھر یہ بھی دیکھنا ہے کہ روایت کی رو سے ایسا اتفاق یا حادثہ پیش آگیا تھا کہ حضرت علیؑ اس وقت رکوع میں تھے جب کہ سائل کو انگوٹھی عطا کی تھی۔ مان لیا کہ آیت نے اُس واقعہ کو بطور شناخت استعمال کرکے حضرت علیؑ کو اللہ و رسولؐ کے ساتھ اُمت کا ولی بتایا ہے۔ مگر حضرت علی علیہ السلام کے لئے آیت میں جمع کا صیغہ غیر ضروری تھا۔ اور جب کہ ہمیں معلوم ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے بعد قیامت تک اللہ و رسولؐ کے ساتھ ساتھ گیارہ (11) ولیؑ اور گزرنا

تھے۔اُن کی ولایت کو کیسے ثابت کیا جائے گا؟ کیا وہ بھی رکوع کے دوران ہی زکوٰۃ دیا کرینگے؟ پھر زکوٰۃ وہ ٹیکس ہے جو اُس مال پر لگایا گیا ہے جو سال بھر تحویل میں موجود رہتا رہا ہو۔اور دنیا جانتی ہے کہ حضرت علی اور آئمہ علیھم السلام کے پاس کبھی مال ومتاع موجود ہی نہیں رہتا تھا۔لہٰذا مفلوک الحالی میں کسی پر زکوٰۃ واجب ہی نہیں ہوتی۔ایک اور بات بھی ہے۔اور وہ یہ ہے کہ یہ کہاں سے ثابت کیا جائے گا کہ حضرت علیؑ کے ذمہ زکوٰۃ کی کچھ رقم واجب تھی؟اور یہ کہ وہ انگوٹھی اُس باقی ماندہ زکوٰۃ کی قیمت کے برابر تھی؟اور یہ کہ وہ فقیر زکوٰۃ کا مستحق بھی تھا؟ یہ تمام پیچیدگی اُن تراجم وتفاسیر کی بنا پر پیش آتی ہے جو تاجرانہ اور مجتہدانہ اندھی تقلید کے ماتحت کئے گئے ہیں۔اگر اُن حضرات نے رکوع کے وہ معنی کر لئے ہوتے جو عرب کے سیاسی دماغ کے مسلمان ہونے سے پہلے سمجھے جاتے تھے؛اور کوئی ڈکشنری اٹھا کر دیکھ لی ہوتی؛یا یہ سوچا ہوتا کہ محمد مصطفیٰؐ نے (معاذ اللہ) کوئی لفظ خود تو گھڑا نہ تھا۔عربی زبان تو پہلے سے بولی اور لکھی پڑھی جاتی تھی۔ایسا خیال آجاتا تو بات بالکل صاف ہو جاتی۔قارئین دیکھیں کہ ''ر۔ک۔ع'' وہ مادّہ ہے جس سے رکعت،رکوع،راکعین وغیرہ بہت سے عربی کے الفاظ بنتے ہیں۔اور اُن تمام الفاظ میں وہ عاجزی ظاہر کی جاتی ہے جو بے بضاعتی و مفلسی وخستہ حالی سے پیدا ہوتی ہے۔اسی لئے اس مادہ کے لفظ رکوع ورکعت کو نماز کی اصطلاح میں استعمال کیا گیا ہے۔اس واسطے کہ خدا کے روبرو ہر بندہ بے بضاعت اور فقیر ہے۔یہاں اس آیت میں تمام مومنین نمازی اور رکوع وسجود کرنے والے ہیں۔مگر وہ لوگ جو خستہ حالی اور عالمِ غربت میں مستقل طور پر رہنے کا دستور العمل رکھتے ہیں۔جنہوں نے یہ فیصلہ کر رکھا ہے کہ جب تک تمام نوع انسان مالی مساوات تک نہ پہنچ جائے وہ سرمایہ اندوزی اور ذخیرہ نہ کریں گے۔اُن کی خستہ حالی اور مفلسی کا سبب ہی یہی ہے کہ وہ نوع انسان کی غربت اور مفلسی کو ختم کر دینا چاہتے ہیں اور نماز میں ہوں یا گھر میں ہوں،روزہ سے ہوں یا فاقہ سے ہوں،ہر حال میں ایثار وقربانی اُن کا وظیفہ ہے۔لہٰذا اللہ نے یہ فرمایا ہے کہ:۔

''اللہ اور رسولؐ اور وہ مومنین جو خستہ حالی اور مفلسی کے عالم میں بھی زکوٰۃ کے مقصد کو پورا کرنے میں مصروف رہتے ہیں تمام اُمت کے ولی ہیں۔اور اُمت میں سے جو بھی اللہ،رسولؐ اور ان مومنین کی ولایت کو اختیار کرے گا وہ حزب اللہ اور ہر حال میں غالب رہنے والا گروہ ہوگا۔''

اس اصول پر جن حضرات نے عمل کیا اور ساری اُمت اور پوری تاریخ جن پر گواہ ہے۔وہ عہد رسولؐ میں خود رسولؐ اللہ اور علی مرتضیٰ،فاطمۃ الزہراء،حسن مجتبیٰ اور امام حسین علیھم السلام تھے۔سورۂ دھر اس پر شاہد ناطق ہے اور امام آخرالزمان علیہ السلام کے اوصاف میں سے زمین کو عدل سے بھر دینا مال کو برابر تقسیم کرنا بھی مسلمات میں سے ہے۔

یہاں یہ بات سمجھ میں آجانا چاہئے کہ اللہ اور رسولؐ کے ساتھ یہ تیسری ولایت بھی اسی طرح واجب الاطاعت ہے جس طرح سورہ نساء(4/59) میں تین سربراہانِ اسلام کی اطاعت مشترک ہے(اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ)۔وہاں تین حاکم یا آمر مذکور اور یہاں ولایت وو الیان امر کی تفصیل ہے۔

(ہ)۔ عہدِ رسولؐ کے مشرک مسلمان کن لوگوں کو اپنا اولیاء بناتے تھے؟

قارئین نے دیکھ لیا کہ اللہ نے اپنے حکم سے محمدؐ وآل محمدؐ کو اپنی ولایت میں شریک کیا اور تمام مومنین کو حکم دیا کہ جہاں وہ اللہ کو اپنا ولی مانیں وہیں اور بالکل اسی طرح محمدؐ وآلِ محمدؐ کو اپنا ولی تسلیم کریں۔لیکن ہمارے دوست جناب ڈھکو اینڈ کمپنی اور ٹھیکیدارانِ توحید جناب ڈاکٹر مسعود اینڈ کمپنی آج مسلمانوں کو اس لئے مشرک قرار دے رہی ہے کہ اللہ نے قرآن میں ان کمپنیوں کے بزرگوں کی ولایت اور بزرگی کو خاک میں ملا دیا تھا۔لہٰذا یہ شرک ساز گروہ توحید کی آڑ میں محمدؐ وآل محمدؐ اور بزرگانِ اسلام کی ولایت کو شرک قرار دے کر اپنے جہنمی راہنماؤں کا انتقام لینا چاہتا ہے۔آیئے اور دیکھئے کہ جن عرب دانشوروں کے مذہب پر یہ دونوں شیعہ سنی (ڈھکو ،مسعود) علما چل رہے ہیں ان کا اسلام کس قسم کا تھا۔اور یہ کہ قرآن میں جہاں جہاں ولی بنانے کی ممانعت آئی ہے وہاں کون لوگ مراد ہیں؟اللہ نے فرمایا ہے کہ:۔ یٰۤاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُ وْا عَدُ وِّیْ وَ عَدُ وَّ کُمْ اَوْلِیَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْھِمْ بِالْمَوَدَّ ۃِ وَ قَدْ کَفَرُ وْابِمَا جَآءَ کُمْ مِّنَ الْحَقِّ..الخ (الممتحنۃ 60/1)

''اے مومنین تم اُن لوگوں کو اپنے اولیا نہ بناؤ جو میرے بھی دشمن ہیں اور تمہارے بھی دشمن ہیں اور تمہارے پاس جو حق آیا ہے اُسکا بھی کفر کر چکے ہیں۔انہوں نے نہ صرف رسوؐل کو وطن سے نکال دیا بلکہ اُن دشمنوں نے تمہیں بھی جلاوطن کیا تھا۔اور صرف اسلئے نکالا تھا کہ تم اپنے پروردگار اللہ پر ایمان لے آئے تھے۔اور تم پھر بھی اُن

سے مؤدبانہ اور پرخلوص محبت کا اظہار کرتے ہو۔اور رازدارانہ جوڑ توڑ کرتے رہتے ہو۔اور میں خوب جانتا ہوں تمہارے خفیہ منصوبوں کو اور جو کچھ تم بطورِ فریب اعلانیہ کہتے ہو۔اور یاد رکھو تم میں سے جو لوگ یہ عملدر آمد کر رہے ہیں یا آئندہ کریں گے۔وہ یقیناً سیدھے راستے سے گمراہ ہیں۔''

(و)۔ اسلام کے خلاف منصوبہ ساز گروہ منافق نہیں بلکہ ڈھکوی قسم کا مسلمان تھا

قارئین کرام اس آیت (ممتحنہ 60/1) کو اپنے گھریلو قرآن میں اپنے پسندیدہ عالم کے ترجمہ کے ساتھ پڑھیں اور دیکھیں کہ اللہ نے اُن مسلمانوں کو اَے مومنین (یٰاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا) کہا۔انہیں مہاجر اور مکہ سے نکلنے والے فرمایا ہے۔دوسری آیت (60/2) میں اُن کو پھر مومن کہا اور فرمایا کہ وہ دشمنان اسلام ان مومنین کو پھر کافر بنانا پسند کرتے ہیں۔یعنی یہ مسلمان گروہ پکا مومن ہوتے ہوئے بھی سرداران قریش اور لیڈران قوم سے برابر ساز باز کرتا رہا۔سوچئے اور غور کیجئے کہ یہ کون لوگ تھے؟ یہ کیسے مومن اور مسلمان تھے؟ یہ کیا چاہتے تھے۔اہل مکہ کے دانشوروں کے ساتھ ان کے کون سے مقاصد وابستہ تھے۔تاریخ کا وہ قصہ کہ ایک شخص نے چپکے سے ایک خط لکھا تھا۔ایک بڑا کامیاب فریب ہے۔جس میں بڑے بڑے علما اُلجھ گئے تھے۔لیکن اوّل تو اس لئے نا قابل قبول ہے کہ یہ من گھڑت کہانی قرآن کے خلاف ہے ہمیں ایک گروہ کا پتہ بتایا جائے جو برابر ریشہ دوانی کرتا رہا ہو۔اور پکا مسلمان بھی ہو نہ کہ ایک غریب آدمی۔پھر یہ کہانی حکمرانوں کے اعمال پر پردہ ڈالتی ہے۔لہٰذا یہ تاریخ نامقبول ومردود ہے۔

(ز)۔ ڈھکوی اور مسعودی ٹائپ (Type) مسلمان عہدِ رسولؐ میں

ہم نے یہ بتاتے ہوئے عمر گزاری ہے۔اور آج تک کسی سے انکار نہ ہوسکا کہ عہدِ رسول میں قریشی دانشوروں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے ساتھ ہی دو محاذ قائم کئے تھے۔ایک محاذ وہ تھا جس نے طاقت سے اسلام اور خانوادۂ نبوت کے اقتدار کو مٹانے پر کمر باندھی تھی۔اسلامی تاریخ میں اس محاذ کے حالات وواقعات کو کافی اُچھال اور دَبوچ کر لکھا گیا ہے۔مگر دوسرے محاذ کے تمام حالات کو پوشیدہ رکھنے کی سرتوڑ کوشش جاری رہی ہے۔اگر قرآن کریم ہم تک نہ پہنچ گیا ہوتا تو اس بدترین دشمن محاذ کا ہرگز سراغ نہ ملا ہوتا۔اور یہ دوسرا محاذ ہی تھا جس نے اسلامی قوانین واحکام ومسائل کو نہایت کامیابی سے تبدیل کیا۔یہی محاذ ہی تھا جس کے سرغنوں اور راہنماؤں کا قصہ دو(2) دوستوں کی صورت میں قرآن نے بیان کیا ہے اور ہم نے بھی اس پر جگہ جگہ روشنی ڈالی ہے (فرقان 29-25/27) وہی محاذ تھا جس نے اس قرآن سے پوری قوم کو دور ہٹا کر اسلامی راہنمائی کا رنگ بدل دیا تھا اور رسولؐ اللہ نے اللہ سے ان دونوں دوستوں کی شکایت کی تھی۔اور فرمایا تھا کہ یا اللہ میری قوم (قریش) نے اس قرآن کو چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کر لی ہے (فرقان 25/30) اور چونکہ لیڈری اور راہنمائی بھی انہیں مل گئی تھی اور پوری قوم نے سر جوڑ کر تعاون کیا تھا۔اس لئے قرآن سے باہر اس محاذ کو نفاق کی چادر کے نیچے چھپا دیا گیا۔ہم اور قرآن صرف ان لوگوں کو منافق کہتے ہیں جو قریشی مرکز سے ہدایت لے کر ان دونوں محاذوں کو پہنچایا کرتے تھے، جو دونوں طرف کی کارکردگی (Progress) پر مطلع رکھتے تھے۔لیکن جب قریش کی بالادستی زمین بوس ہوگئی اور انہوں نے تلوار وطاقت آنخضرتؐ کے قدموں میں رکھ کر طلقآء کا طوق سرنگوں گردن میں پہن لیا تو پھر یہ کفار، مشرکین اور منافقین اپنے دوسرے محاذ میں شامل ہو گئے۔اس روز کے بعد ماشاء اللہ سب توحید پرست ڈھکوی، مسعودی، عزیری اور مظہری مسلمان بن گئے۔اب قرآن سے باہر نہ کسی منافق کا ذکر ملتا ہے۔نہ تاریخ کسی کافر کا نام بتاتی ہے اور نہ کوئی مشرک بتایا جاتا ہے۔وجہ وہی تھی کہ ماشاء اللہ تمام منافقوں، کافروں اور مشرکوں نے اسلام کو نفاق وکفر وشرک کے ڈھکنے کے لئے استعمال کرنے کی مہم شروع کر دی تھی جو آج تک جاری ہے۔اور اب ڈھکوی اور مظہری ومسعودی صورتوں میں آگے بڑھنے اور زندہ رہنے کی فطری کوشش کر رہی ہے۔اور ہم انہیں اسلام کی دعوت دے کر حقیقی حیات کی طرف بلا رہے ہیں۔اور قرآن کی زبان میں وہی کچھ کہہ رہے ہیں جو اللہ نے اُن کے بزرگ راہنماؤں سے فرمایا تھا کہ:۔

وَلَا تَتَّخِذُوۡا اٰیٰتِ اللّٰہِ ھُزُوًا وَّاذۡکُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ وَمَاۤ اَنۡزَلَ عَلَیۡکُمۡ مِّنَ الۡکِتٰبِ وَالۡحِکۡمَۃِ یَعِظُکُمۡ بِہٖ وَاتَّقُوا اللّٰہَ .....الخ (البقرۃ 2/231)

''اے مسلمانو! تم اللہ کی آیات کو مذاق اور مضحکہ نہ بنایا کرو۔بلکہ اللہ نے جو نعمتیں تمہیں دی ہیں۔ان کو لوگوں میں صحیح طور پر پہنچایا کرو اور یہ قرآن و

حکمت جو تم پر نازل ہوئے ہیں ان کا مقصد بھی یہی ہے کہ تمہیں اُن کے ذریعہ وعظ و نصیحت کی جائے اور تم اللہ کے روبرو ذمہ دار بن کر رہو۔''

قارئین! چند آیات پیچھے سے پڑھ کر دیکھیں کہ اس آیت کے مخاطب رسولؐ اللہ پر ایمان لانے والے، اُن کی صحبت میں رہنے والے، اُن سے مسائل نکاح اور طلاق دریافت کرنے والے، سفر و حضر میں حج و جہاد میں مونڈھے سے مونڈھا ملا کر چلنے والے حضرات ہیں، منافق لوگ نہیں ہیں۔ یہ وہی مومن ہیں جو قرآن کو اپنے منصوبے کی تائید میں ڈھال کر پیش کیا کرتے تھے اور اللہ اس طرز تبلیغ کو ھُزُوًا (مضحکہ خیز) فرماتا رہتا تھا۔ آج وہی گروہ ہمارا مخاطب ہے جو قرآن اسلیئے پیش کرتا ہے کہ تمام حقیقی شیعہ وسنی مسلمانوں کو مشرک بنا کر دکھائے۔ اور ہم قرآن اس غرض سے پیش کر رہے ہیں کہ اُن قدیم شرک ساز و کفر نواز مسلمانوں کی اور انکے ڈھکے چھپے متبعین کی نقاب کشائی کریں اور دکھائیں کہ مسلمانوں کی اس نقاب پوش جماعت کا مذہب قرآن کے نام پر مسلمانوں کو فریب دینا ہے۔

(ح)۔ قریشی مشرکین اسلام اس لئے لائے کہ اپنے آباؤ اجداد کو اولیا بنالیں

جن لوگوں کو ولی اور اولیا بنانے کی ممانعت کی گئی ہے وہ وہ لوگ تھے۔ جو محمد و آل محمد صلوٰۃ اللہ علیہم کے اور سابقہ بزرگانِ دین کے دشمن تھے۔ اور جن کا ارادہ یہ تھا کہ محمدؐ و آل محمدؐ اور اسلامی بزرگوں کا نام و نشان مٹا کر اپنے آباؤ اجداد اور قومی بھائیوں کو محمدؐ و آل محمدؐ کی جگہ لایا جائے۔ چنانچہ قرآن کریم نے اس اسکیم کو یہ کہہ کر واضح فرمایا کہ:۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِیْمَانِ وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ O (توبہ 9/23)

''اے مومنین اپنے باپ دادوں اور بھائیوں کو تم ایسی حالت میں تو اپنے اولیا نہ بنالیا کرو جب کہ وہ ایمان کے مقابلہ میں کفر کو محبوب رکھتے ہیں۔ اور تم میں سے جو کوئی اُن کو اپنا ولی بنائے تو وہ حقیقی قسم کے ظالم ہیں۔''

یہ تھا وہ حکم جو مشرک مسلمانوں کو دیا گیا تھا۔ اور مسلمانوں نے اس گروہ کے بڑے سے بڑے پھنّے خان کو بھی اپنا ولی نہ بنایا اور یہ صورتِ حال آج تک برقرار ہے۔ اس گروہ کے لوگوں نے دن رات نمازیں پڑھیں؛ روزے رکھے؛ مقدس لباس پہنا؛ بڑے بڑے دعوے کیئے؛ مگر مسلمان عوام نے ان کو کبھی گھانس نہ ڈالی۔ ان کو فاتحہ درود سے بھی محروم رکھا۔ اس لئے بزرگانِ دین سے انتقام لیا جارہا ہے۔

(15)۔ اُن آیات کی پوزیشن جن کو مشرک علما استعمال کرتے ہیں

یہاں سے ہم ڈھکوی اور مسعودی ٹائپ علما کی طرف سے پیش کردہ آیات و بیانات پر نظر ڈالیں گے اور قارئین کو دکھائیں گے کہ اُن آیات میں اللہ نے کیا فرمایا ہے؟ اور کس کیلئے فرمایا ہے؟ تاکہ مشرک مسلمان علما کی شرک سازی مومنین کے سامنے آجائے اور ہر مسلمان اس قابل ہوجائے کہ وہ اُن حضرات کی ریش مبارک کا واسطہ دے کر اُن سے کہہ سکے کہ جناب یہ سفید جھوٹ نہ سیاہ داڑھی کے شایانِ شان ہے، نہ سفید داڑھی کو زیب دیتا ہے۔ آیئے پہلے جناب عثمانی صاحب کی کتاب میں سے گزریں پھر دوسروں کو نمبر دیں گے۔ ہم اُن کی پیش کردہ آیات کی عربی عبارت وہاں لکھیں گے جہاں ضروری ہوگا۔ مثلاً جہاں یہ دکھانا پڑے گا کہ ان حضرات نے غلط ترجمہ کیا ہے۔ ورنہ ہم اُن کی کتاب سے اُن کا پسندیدہ ترجمہ مِنّ وعَن لکھیں گے۔

اوّل۔ ''اور اللہ کے علاوہ، وہ دوسری ہستیاں، جن کو لوگ (حاجت روائی) کیلئے پکارتے ہیں، وہ کسی چیز کی بھی خالق نہیں ہیں۔ بلکہ خود مخلوق ہیں۔ مردہ ہیں نہ کہ زندہ۔ اور ان کو یہ تک معلوم نہیں کہ انہیں کب (دوبارہ زندہ کرکے) اٹھایا جائیگا۔'' (کتاب ''یہ قبریں یہ آستانے'')

تنقیدی پہلو:۔

اِن آیات میں اپنا کلام اور ذاتی رائے دو بریکٹوں کے ذریعہ سے داخل کرکے آیات کا مذاق اڑایا گیا ہے اور مولانا صاحب اللہ کے یہاں از روئے قرآن جوابدہ ہوں گے اور ان لوگوں میں شمار ہوگئے ہیں جو سورۂ بقر (2/231) میں مذکور ہیں یعنی شرک ساز علما قرآن کو اس صورت میں پسند نہیں کرتے جس میں وہ صحابہ کرام کے

زمانہ سے لکھا ہوا چلا آ رہا ہے۔

یہاں اگر ہم یہ عرض کرنے کی جسارت کریں کہ اس آیت میں جن لوگوں کو پکارنے یا بقول مسعود صاحب حاجت روائی کے لئے پکارنے کی ممانعت کی گئی ہے اور جن کو پکارنے سے منع کیا گیا ہے، وہ تو خود بھی کافر و مشرک تھے اور ان کو پکارنے والے بھی کافر تھے۔ ان پیش کردہ (النحل 21-16/20) آیات کے پہلے اور بعد والی آیات پڑھ لیں یہ تو ان منصوبہ ساز مشرکین کی بات ہو رہی ہے۔ جن کا سابقہ عنوان میں بھی بھانڈا پھوڑا گیا اور یہاں بھی اللہ نے پہلے یہ کہا کہ:۔

''تم جلدی نہ کرو بہت جلد تمہیں تمہارے شرک کا مزہ چکھایا جائے گا۔(16/1)

مسعود صاحب والی آیات (21-16/20) سے پہلے یہ کہہ کر بات شروع کی ہے کہ:۔

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ o (نحل 16/19)

اللہ جانتا ہے جو کچھ تمہارا راز دارانہ منصوبہ ہے۔ اور جو کچھ تم دکھانے کے لئے اعلان کرتے رہتے ہو اور مستقبل میں بھی تمہارا یہ منصوبہ جاری رہے گا۔ (مضارع کا فائدہ)

اس خبیث گروہ کو یوں مشخص کر کے اب وہ کچھ فرمایا ہے جو مسعود صاحب مسلمانوں کے سر تھوپنے میں دیانت سے کام نہیں لیتے۔ اور مسعود والی تنبیہ کے بعد یہ بتایا ہے کہ:۔

> ''تمہارا اللہ تو واحد ہے۔ اور جو لوگ قیامت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے
> دل منکر ہیں اور وہ بزرگان قوم بنے ہوئے ہیں۔'' (نحل 16/22)

اور فوراً دوبارہ بتایا کہ:۔ ''لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ''

> ''یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کہ اللہ یقیناً اُن کے دلوں میں پوشیدہ انکار کو بھی جانتا
> ہے اور اُن کے ظاہری اسلامی پروپیگنڈے پر بھی مطلع ہے۔'' (نحل 16/23)

اب اگر ہم یہ عرض کر دیں کہ یہ ڈھکوی اور مسعودی بزرگ وہی مذہب رکھتے تھے جو مسٹر ڈھکو اینڈ کمپنی اور مسٹر مسعود اینڈ برادرز کا مذہب ہے تو کیا گناہ ہوگا؟ قرآن سے ثابت ہے کہ وہ بھی ان ہی کی طرح بظاہر مسلمان (تُعْلِنُوْنَ وَ يُعْلِنُوْ ن) بنے رہتے تھے۔ اور دلوں میں منکر و مشرک (تُسِرُّوْنَ ويُسِرُّوْنَ) تھے۔ قارئین انصاف سے بتائیں اور ان حضرات سے دریافت کر کے بتائیں کہ یہ حضرات اُس گندے اور مشرک گروہ کی جگہ ہمارے بزرگوں، (1) شہداؑ (2) صالحین (3) دستگیر (4) داتا گنج بخشؒ (5) مشکل کشاؑ (6) غریب نواز، کو کس آیت کی رو سے لائے اور دریدہ دہنی اور بدتمیزی سے پیش آئے۔ کس آیت کی رو سے مسلمانوں کی مذمت کی۔ مسلمان تو اللہ کو واحد، احد و خالق کائنات اور خالق محمدؐ و آل محمدؐ سمجھتے ہیں۔ وہ تو اُن لوگوں کا واسطہ دے کر دعائیں، مرادیں اور حاجت روائی چاہتے ہیں۔ ہم نے اُن کو چیلنج کیا ہے کہ صرف ایک ہی ایسی آیت پیش کر دو جس میں مسلمانوں کو مذکورہ بزرگوں سے یا اُن کی قسم کے بزرگوں سے دعا کرنے یا کرانے سے منع کیا گیا ہو۔

<u>دوسرا پہلو</u>:۔ یہ بھی اُن حضرات سے دریافت طلب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرآن کی مذکورہ آیات کی رو سے تخلیق کرتے تھے (3/49 آل عمران)۔ اِس آیت کی رو سے اُن کو حاجت روائی کیلئے پکارنا کیسے منع ہوگا۔ لہٰذا سنو! اور تمام مسلمانوں کی طرف سے سنو کہ:۔

> ''مسلمان کسی ایسی ہستی یا بزرگ کو حاجت روائی کیلئے نہیں پکارتے جب تک اس میں وہ تمام <u>خداداد قدرتیں</u> نہ ہوں جو اس آیت میں منفی و مذموم ہیں۔ ہم مردوں کو زندہ کرنے والوں کو پکارتے ہیں۔ ہم اُن کو پکارتے ہیں جو اس کائنات پر قدرتِ تسخیر دیئے گئے ہیں۔''

ورنہ بتاؤ وہ کون حضرات ہیں؛ جن کیلئے اللہ نے بار بار فرمایا ہے کہ (سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَ اَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّ بَاطِنَةً) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ ہم نے یقیناً تمہارے لئے جو کچھ بھی زمینوں میں ہے اور جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے۔ وہ سب تمہارے تابع فرمان کر دیا ہے۔ اور تمہارے لئے

اپنی تمام ظاہری اور باطنی نعمتیں عام کردی ہیں۔(لقمٰن 31/20، الجاثیة 45/13)

پھر یہ بتاؤ کہ تم کون سی آیات سے محمدؐ وآل محمدؐ سے اس ہمہ قسمی تسخیر کائنات کی نفی کروگے؟ اور یہ بھی بتاؤ کہ مندرجہ بالا آیت میں وہ کون کونسی چیزیں ہیں؟ اور کونسی آیت سے ثابت ہیں؟ جو کائنات سے خارج ہیں؟ جن کی تسخیر اس آیت سے باہر ہے؟ ہم کہتے ہیں کہ وہ تخلیق جو حضرت عیسیٰؑ کرتے تھے کائنات کی ممکن چیزوں میں سے ہے اور محمدؐ وآل محمدؐ اُس پر قادر ہیں۔ مُردوں کو زندہ کرنا، اندھوں کو بینائی دینا، پوری کائنات کا حال سنادینا، مٹی میں زندگی پیدا کردینا، زندوں کو اشارہ سے مار ڈالنا، یہ سب محمدؐ وآل محمدؐ کے قبضۂ قدرت میں اسی آیت کی روسے دیا گیا تھا۔ اور انہوں نے اسی آیت کی رُو سے مخصوص مومنین کیلئے یہ تسخیر ممکن کردی تھی۔ لاؤ قرآن سے اس کے خلاف دلیل لاؤ اگر تم اہل علم و دیانت ہو۔

(هَا تُوا بُرْهَا نَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِ قِيْنَ o)

پھر یہ بتاؤ کہ مندرجہ بالا آیت (31/20) میں وہ کون لوگ ہیں جن کیلئے اللہ نے یہ فرمایا ہے کہ:۔ ''لوگوں میں سے وہ لوگ بھی ہیں جو بے علمی سے گمراہ کن باتیں کرتے ہیں اور جن کے پاس کوئی نورانی کتاب کی دلیل بھی نہیں ہوتی اور وہ اللہ کے معاملات میں جھگڑتے رہتے ہیں (وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِى اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ لَا هُدًى وَّ لَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ o (لقمٰن 31/20)۔ ہم نے ثابت کردیا ہے کہ وہ لوگ تم ہو جو آیاتِ خداوندی کو غلط مقام پر استعمال کر کے باطل مقصد کیلئے کوشاں رہتے ہو۔ سیدھے، سادے مسلمانوں کو قرآن کے نام پر فریب دیتے ہو۔

دوم۔ دوسری آیت کا ترجمہ یہ ہے:۔

''تم لوگ اللہ کو چھوڑ کر جنہیں پکارتے ہو وہ تو محض اللہ کے بندے ہیں۔ جیسے تم بندے ہو۔ ان سے دعائیں مانگ دیکھو۔ یہ تمہاری دعاؤں کا جواب دیں اگر انکے بارے میں تمہارے خیالات صحیح ہیں۔'' (اعراف 7/194)(ایضاً صفحہ 3)

تنقیدی پہلو:۔ قارئین یہ دیکھیں کہ پہلی آیت (16/20) میں لفظ يَدْعُوْنَ آیا تھا۔ اور اس آیت میں لفظ تَدْعُوْنَ آیا ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ وہاں جن کا ذکر تھا وہ غائب تھے۔ یہاں جن کا تذکرہ ہے وہ موجود اور مخاطب ہیں۔ اور یہ دونوں الفاظ دعوت دینے اور پکارنے میں استعمال ہوتے ہیں۔ لیکن وہاں مسعود صاحب اسی کے معنی ''پکارتے ہیں'' کرتے ہیں۔ مگر یہاں جب وہ لفظ آتا ہے۔ تو اس کے معنی ''دعائیں مانگ دیکھو'' کرلیتے ہیں۔ یعنی وہاں بریکٹ لگا کر اپنا الوسیدھا کیا تھا اور حاجت روائی ابلیسی وحی سے بڑھا دیا تھا۔ یہاں بریکٹ کی بھی ضرورت نہیں سمجھی۔ پہلے اپنے پاس سے لفظ ''محض'' بڑھا دیا۔ پھر ''تم پکارتے ہو'' کو دعائیں مانگ دیکھو بنا دیا۔ یعنی یہ حضرات خود ہی اللہ ہیں قرآن میں جس طرح چاہیں تصرف کر سکتے ہیں۔ ہم مانتے ہیں کہ مفہوم لکھنے میں اس قسم کی ترمیم جائز ہے۔ مگر جرم اسلئے قرار پاتا ہے کہ یہ ترمیم مسلمانوں کو مشرک بنانے اور آیت کو گھونا کرنے کے مقصد سے کی جارہی ہے۔ ورنہ ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کرتے وقت عموماً رعایت دی جاتی ہے۔ ہماری تصدیق اور مسعود کی تکذیب کے لئے علامہ رفیع الدین کا لفظی ترجمہ ملاحظہ ہو جو تمام مسلمانوں میں مسلمہ لفظ بلفظ ترجمہ ہے۔ ''تحقیق جن کو پکارتے ہو، سوائے اللہ کے، بندے ہیں مانند تمہارے، پس پکارو تم ان کو، پس چاہئے کہ جواب دیں تم کو، اگر ہو تم سچے۔'' قارئین کرام دونوں تراجم کو دیکھیں اور تصدیق یا تکذیب کردیں۔

دوسرا پہلو:۔ ''ہمیں صرف اس قدر کہنا ہے کہ مندرجہ بالا آیت میں آئے ہوئے الفاظ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ کے معنی مسعود غلط سمجھے ہیں۔ اُن کی پیش کردہ آیت سے پہلے والی آیت (7/193) اور اس کے بعد کی آیت (7/195) سے واضح الفاظ میں ثابت ہے کہ جن کو پکارنے یا جن سے دعائیں مانگنے کی مذمت ہوئی ہے اُن کے نہ پاؤں ہیں کہ چل سکیں، نہ ہاتھ ہیں کہ کسی چیز کو پکڑ سکیں، نہ دیکھنے کیلئے آنکھیں ہیں۔ نہ سننے کیلئے کان ہیں (7/195)۔ جنہیں اپنی بھی خبر نہیں ہے (7/193)۔ قارئین سوچیں کہ اگر ایسی مخلوق کو ہم ڈاکٹر مسعود کے مانند سمجھ لیں تو کیا حرج ہے؟ وہ بھی ماشاء اللہ اسی قسم کی مخلوق ہے۔ اور غضب یہ ہے کہ یہ شریف آدمی ایسے اَن گھڑ پتھروں کو پکارنا حضرت علیؑ اور رسالتمآب کو پکارنے کے برابر قرار دیتا ہے۔ اور یا رسولؐ اللہ اور یا علیؑ اور یا غوث کہنے کو پتھروں کا پکارنا اور مشرکانہ نعرہ

قرار دیتا ہے۔ اور اس کے مذہب میں (معاذ اللہ) محمد مصطفیٰؐ اور بے جان بے سرو پا پتھر برابر ہیں۔ یہ ہے ڈھکو اور مسعود کا دین و دیانت۔ اور یہ قرآن کی علمیّت۔

تیسرا پہلو:۔ مسعود صاحب نے پھر ایسی آیت پیش کی ہے جو اُنکے اوّلین مشرک مسلمان بزرگوں کی شان میں ہے۔ اس آیت میں نہ مسلمان مخاطب ہیں، نہ مسلمان ایسے لُنج ولُنڈ پتھروں کو پکارتے ہیں۔ بلکہ آڑے وقت میں بھی پتھر سے استنجا نہیں کرتے۔ البتہ مشرک مسلمانوں کیلئے ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ کعبہ کے پتھروں کو پوجتے ہیں۔ زمین کو خدا سمجھ کر سجدہ کرتے ہیں۔ قارئین بار بار نوٹ کریں گے کہ یہ مشرک علما قرآن سے ایک آیت بھی مسلمانوں کے شرک پر پیش نہ کر سکیں گے۔ جس میں یہ ہو کہ علیؑ کو پکارنا یا رسول اللہ سے دعا کرنا شرک ہے۔ مسلمان خدا کو چھوڑ کر کوئی عبادت یا رسم ادا نہیں کرتے۔

سوم۔ تیسری آیت۔ ترجمہ: ''اللہ کے ہاں بس شرک ہی کی بخشش نہیں ہے۔ اس کے سوا سب کچھ معاف ہو سکتا ہے۔ جس کو وہ معاف کرنا چاہے۔'' (نساء 4/116، صفحہ 4)

یہ آیت اگر کچھ تعلق رکھتی ہے تو مسٹر مسعود اور مولوی ڈھکو صاحب سے تعلق رکھتی ہے۔ اس آیت میں اُن کے عقیدہ والوں اور اُن ایسی مشرکانہ عبادت کرنے والوں کا ذکر ہے جو نماز کے بہانے زمین و آسمان اور پتھروں کو پوجتے ہیں۔ آیت وہ چاہیئے جس میں رسالتمآبؐ یا علیؑ مرتضٰی یا کسی مسلمان بزرگ کو پکارنا شرک ہو۔

چہارم۔ چوتھی آیت میں انبیا علیھم السلام سے شرک کا امکان اخذ کر کے نفی کی ہے۔ یہ جذبہ خالص مشرک ہونے کا ثبوت ہے۔ (ایضاً)

نوٹ نمبر 1۔ قبروں کے لئے اس مشرک کو کوئی آیت نہ ملی تو مشرکین کی گھڑی ہوئی چند روایات لکھ ماریں۔ ہم بتا چکے ہیں کہ سرکاری مشین میں تیار مال ہمیں منظور نہیں ہے۔ قرآن سے بات کر سکو تو کرو، ہم قرآن سے مسلمانوں کے عقائد لکھ رہے ہیں اور لکھیں گے۔ دعویٰ تمہارا تھا۔ لیکن قرآن واقعی رسالتمآبؐ کے متبعین کو کافی ہے۔ مشرکین تو جاہل ہونے کا اعلان کرتے رہے ہیں۔

نوٹ نمبر 2۔ یہ گروہ قبۂ جناب رسولؐ خدا کو بھی شرک کا ایک نشان بتاتا ہے۔ امید ہے کہ یہ لوگ طاقت پاتے ہی رسولؐ اللہ کا مزار گرانے کا ارادہ کریں۔ لیکن انہیں بتا دو کہ تم ایسا کرنے سے پہلے ہی لیبر کیمپ میں ہو گے۔

پنجم۔ پانچویں آیت:۔ ترجمہ ''اُس شخص سے زیادہ گمراہ اور کون ہے۔ جو اللہ کے علاوہ دوسروں کو آواز دے۔ حالانکہ وہ قیامت تک اس کی پکار کا جواب نہیں دے سکتے۔ وہ تو ان کی پکار ہی سے غافل ہیں۔ ہاں قیامت کے دن جب سب لوگ جمع کئے جائیں گے۔ (اور اُن اولیاء اللہ کو اپنے پجاریوں کی حرکات سے باخبر کیا جائے گا) تو یہ (اولیاء اللہ) اُن کے (اپنے پجاریوں کے) دشمن بن جائیں گے۔ اور اُن کی پوجا پاٹ کا شدت کے ساتھ انکار کر دیں گے۔'' (سورہ احقاف 46/5-6) (یہ قبریں یہ آستانے صفحہ 7)

تنقیدی پہلو:۔ اِن دونوں آیات میں جو کچھ فرمایا گیا ہے اور جو کچھ جناب عثمانی صاحب نے مسلمانوں کو بتایا ہے۔ اُس کا فرق علامہ رفیع الدینؒ کے ترجمہ سے دیکھ لیں پھر ہم بات کریں گے:۔

> ''اور کون شخص ہے بہت گمراہ اس شخص سے کہ پکارتا ہے، سوائے اللہ کے اُس شخص کو کہ نہ جواب دے گا اس کو قیامت کے دن تک، اور وہ پکارنے ان کے سے غافل ہیں۔ اور جس وقت اکٹھے کئے جاویں گے لوگ ہوں گے وہ بت واسطے ان کے دشمن۔ اور ہوں گے عبادت ان کی کو انکار کرنے والے۔''

ترجمانی میں بددیانتی اور فریب۔ قارئین کرام پہلی بات تو مستقلاً برقرار رہیگی۔ یعنی مشرک علما قیامت تک ایسی آیت نہ لا سکیں گے جس سے محمدؐ و آل محمدؐ اور اولیائے کرام علیھم السلام کو پکارنے وغیرہ کی ممانعت مل جائے۔ اور اس کے برعکس ہم قرآن سے آنحضرتؐ اور اُن کے متعلقین کی عظمت اور وہ سب کچھ ثابت کر رہے ہیں جس پر ان ابلیسی توحید پرستوں کو اعتراضات ہیں۔ چنانچہ یہ آیات بھی اُن کی غرض پورا نہیں کرتیں۔ اس لئے انہوں نے تین بریکٹوں کا اضافہ کر کے اللہ کو سبق دیا کہ تجھے اپنی وحی میں یہ خامی نہ چھوڑنا چاہئے تھی۔ ادھر مسلمانوں کو فریب دیا اور بتوں کو انسان ہی نہیں بلکہ اولیا اللہ بنا کر دکھایا۔ حالانکہ آیت 46/5 میں لفظ اولیا ہے نہ کہیں پوجا اور پجاریوں کا ذکر ہے اور مسعود صاحب چاہتے ہیں کہ عوام الناس کو دھوکا دے کر قرآن کا دباؤ دکھا کر محمدؐ و آل محمد صلوٰۃ اللہ علیھم اور اولیائے کرام رضی اللہ عنھم سے

دور کر کے اپنے ایسے مشرک مسلمان بنالیں۔

ایک اور چالاکی ۔ دوسری آیت اس لئے شامل کی گئی ہے۔ تا کہ قیامت میں اُن بتوں کا بولنا اور انسان بن جانا دکھا کر وہ جو کچھ کہیں اُسے اپنے شیطانی خودساختہ اولیا کا انکار بنا دیا جائے۔لیکن دوسری آیت یہ کہتی ہوئی شروع ہوتی ہے کہ''جب انسانوں کا حشر کیا جائے گا(وَ اِذَا حُشِرَ النَّاسُ 46/6)'' اُن دھوکا بازوں کو بتاؤ کہ یہاں بتوں کا تذکرہ نہیں ہے۔اور تمہارے لئے اس قسم کے بچگانہ فریب مفید نہیں ہوسکتے۔حشر الناس میں تمام طبقات کے انسان محشور ہوں گے نہ کہ بت۔

چھٹی آیت ایک کھلا فراڈ ۔ اب جناب مسعود ایک آیت کے سہارے زبردست حملہ کرتے ہیں۔اور قرآن کی دلیل سے تمام بزرگوں،اولیا اللہ اور محمدؐ و آل محمدؐ کو وسیلہ بنانا،سفارشی سمجھنا یا شفاعت کے قابل ماننا غلط کر دکھاتے ہیں۔یہاں ہم ان کی آیت مع عربی لکھتے ہیں: وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِیَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَآ اِلَی اللّٰهِ

زُلْفٰی (الزمر 39/3) (''یہ قبریں یہ آستانے''صفحہ 7)

ترجمہ: ''رہے وہ لوگ جنہوں نے اُس کے سوا دوسرے سرپرست بنا رکھے ہیں۔(وہ اپنے اس فعل کی توجیہہ یہ کرتے ہیں کہ) ہم تو اُن کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ اللہ تک ہماری رسائی کرا دیں۔''(ایضاً صفحہ 7)

قارئین سے گزارش ہے۔کہ اس قسم کے فریب ساز علما کی پیش کردہ آیات کو تنہا پڑھ کر گزر جانا بڑی خطرناک بات ہے۔اس لئے فوراً قرآن کھول کر وہ آیت نکالنا اور اس سے پہلی اور بعد والی دو چار آیات پڑھ کر دیکھنا لازم ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ دھوکہ باز لوگ ہمیشہ اُن آیات کی فکر میں رہتے ہیں جن سے مسلمانوں میں فتنہ وفساد پھیلانے کا بہانہ مل جائے۔اُن کی اس عادت اور ضرورت کو اللہ نے قرآن میں بیان فرما دیا ہے(عمران 3/7) اگلی پچھلی آیات آپ کو ان کی چالاکی پر مطلع کر دیں گی۔اور آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ آیت اس مقصد کے لئے ہے ہی نہیں جو یہ مفسدہ پرداز گروہ چاہتا ہے۔یا یہ ہوگا کہ وہ پوری آیت نہ لکھیں گے؟ جیسا کہ مندرجہ بالا آیت کو سر پیر کاٹ کر لکھا ہے۔تا کہ اُن کا فریب پوشیدہ رہے اور سیدھے سادے عوام اُن کی بات مان لیں۔اگر مسعود صاحب نے یہ آیت پوری لکھ دی ہوتی تو قارئین کو فوراً معلوم ہو جاتا کہ اس میں ان مشرک بزرگوں کا ذکر کیا جا رہا ہے جو دین کو خالص اللہ کیلئے نہیں مانتے تھے۔(اَلَا لِلّٰهِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ ۔یہ جملہ چھوڑ کر لکھا) اور دین میں آنحضرتؐ اور مسلمانوں کے ساتھ،مسٹر مسعود کی طرح،اختلاف کرتے تھے۔اور اللہ نے ان کو زبردست جھوٹ بولنے والے اور بڑے درجہ کے کفار فرمایا ہے (اِنَّ اللّٰهَ یَحْکُمُ بَیْنَهُمْ فِیْ مَا هُمْ فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ هُوَ کٰذِبٌ کَفَّارٌ.....(الزمر 39/3) یہ بیس الفاظ چھوڑ کے آیت لکھی ہے۔

ایک ہی آیت میں سے اس قدر طویل عبارت کا چھوڑ دینا کسی نیک مقصد کے لئے تو جائز ہوسکتا ہے۔لیکن جب مقصد بھی باطل ہو اور آیت کا مقصد بھی اُلٹ جاتا ہو تو ایسا کرنا تحریف فی القرآن کہلاتا ہے اور حرام ہے(مائدہ 5/41) اور یہ لوگ ثابت شدہ حرام کار ہیں۔آیات میں تبدیلی کے بغیر ان کا باطل مقصد پورا نہیں ہوتا۔

مذکورہ آیت کا مقصد۔ اس آیت (الزمر 39/3) میں یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ جناب مسعود کے اوّلین بزرگ جن ہستیوں کو شفاعت یا سفارش یا تقرب (یعنی زُلْفٰی) کا ذریعہ یا واسطہ یا وسیلہ بناتے تھے اُن کی عبادت بھی کرتے تھے۔مگر مسلمان ہرگز اس قسم کی ہستیوں کی عبادت نہیں کرتے۔نہ معلوم مسعود صاحب اس آیت کو مسلمانوں کے سر کیوں چپکا رہے ہیں؟ محمدؐ و آل محمدؐ اور اولیاءِ کرام علیہم السلام کی کوئی مسلمان وہ عبادت نہیں کرتا جو قرآن نے عبادت قرار دی ہے۔اگر وہ وسیلہ بنانے ہی کو عبادت سمجھتے ہیں؟ یا اُن حضرات کی تعظیم وتکریم کرنا مسعود کے نزدیک عبادت ہے؟ تو پہلے ایسی آیت دکھائیں جس میں اُن کی تائید ہوتی ہو۔رہ گیا اُن کی سمجھ اور عقل تو ہمارے لئے اور کسی صاحبِ عقل وسمجھ کیلئے،اُن کی عقل وسمجھ کوئی شرعی یا عقلی دلیل نہیں ہے کہ ہم انکے احکام اور رائے پر عمل کریں۔علاوہ ازیں ہمارے یہاں اجتہادی رائے اور عقل پر عمل کرنا اور اسے اللہ کا حکم سمجھنا حرام ہے۔اور ہم جو کچھ محمدؐ و آل محمدؐ اور اپنے اولیا کے ساتھ کرتے ہیں وہ سب قرآن سے دکھاتے آرہے ہیں،برابر دکھاتے جائیں گے۔علاوہ ازیں اس آیت میں جن کو وسیلہ وغیرہ بنایا گیا تھا۔اور جنہوں نے وسیلہ بنایا تھا،وہ دونوں پارٹیاں اُس آیت (الزمر 39/3) کی

رو سے کافر اور کذّاب بھی ہیں۔ بتاؤ ہم مسلمان کس کافر و کذّاب کو وسیلہ بناتے ہیں یا حاجت روائی کیلئے پکارتے ہیں؟ ہم تو کافروں، کذّابوں، ظالموں، اور غصّابوں پر دن رات لعنت بھیجتے ہیں۔ ہمارا ہر کام اللہ و رسولؑ کے احکام کے ماتحت ہوتا ہے۔ اور وہ بھی تمہاری طرح کھینچ تان کر اور مروڑ و نچوڑ کر نہیں بلکہ قرآن کے عام فہم اور لفظی ترجمہ کے مطابق ہوتا ہے۔

<u>وسیلہ وتقرب حاصل کرنے کا عام طریقہ۔</u> مسعود اور ڈھکو کو یہ آیت سنائیں اور دکھائیں کہ جناب آپ نے لفظ **زُلــفــیٰ** کے معنی ''رسائی کرانے والے'' کئے ہیں۔ لہٰذا دیکھئے کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ مسعود اور ڈھکو کے مذہب والوں کو خدا تک کوئی بھی رسائی نہیں دلا سکتا ہے۔ اور مسلمانوں کو خدا تک رسائی دلانے والوں کی کوئی کمی نہیں ہے۔ سنیئے ارشاد ہے کہ:۔

وَمَآ اَمْوَالُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ بِالَّتِیْ تُقَرِّبُکُمْ عِنْدَنَا <u>زُلْفٰٓی</u> اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ لَھُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَھُمْ فِی الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ o وَالَّذِیْنَ یَسْعَوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ اُولٰٓئِکَ فِی الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَO (سبا 38-34/37)

''اور تمہارے اموال اور اولاد تمہیں ہم تک رسائی نہیں دلوا سکتے سوائے اِس صورت کے کہ جو لوگ ایمان لائیں اور اعمال صالحہ پر کار بند رہیں۔ پس یہ وہی لوگ ہیں جو اپنے اعمال کی ڈبل ہوتے جانے والی جزا پانے والے اور بالائی منزل میں اَمن و عافیت فراہم کرنے والے اور ہم تک <u>رسائی دلانے</u> والے ہو سکتے ہیں۔ رہ گئے وہ لوگ جو ہماری آیتوں کو (ڈھکو اور مسعود کی طرح) مجبور کرنے میں کوشاں رہتے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جو عذاب کے لئے حاضر کئے جانے والے ہیں۔''

قارئین دیکھ لیں کہ وہی لفظ زُلــفٰــی یہاں آیا ہے۔ جسکے ذریعہ سے مسعود صاحب اینڈ کمپنی خدا تک رسائی کیلئے وسیلہ بنانے کو شرک کہتی ہے۔ اور ہم نے اس آیت سے دکھا دیا کہ ہر وہ مومن جو مسلسل ایمان وعملِ صالح پر برقرار رہے اور اللہ کی آیات سے کبھی کسی حال میں سرکشی نہ کرے ہمیں اللہ کے یہاں زلفیٰ دلانیوالا ہے۔ خواہ زلفیٰ کے حقیقی معنی تقرب اور نزدیکی کریں یا مسعودی معنی رسائی دلانے والا کریں۔ یعنی یہ آیت مشرک علما کے منہ پر ایک طمانچہ ہے۔ اور یہ حال ہے اُن حضراتِ مومنین کا جو نہ اولیاءُ اللہ ہیں نہ محمدؐ و آلِ محمدؐ ہیں بلکہ اسلام اور ایمان اور عمل صالحہ پر استقلال سے قائم رہنے والے اوسط درجہ کے لوگ ہیں جو کروڑوں کی تعداد میں ہونگے اور اپنے خاندانوں اور احباب کی نجات کا ذریعہ بنیں گے۔ اسی ذیل میں آتے ہیں وہ کم سنی میں فوت ہو جانے والے بچے جو اپنے والدین کیلئے مغفرت کا وسیلہ ہونگے۔ یہ یاد رکھیئے کہ مذکورہ بالا آیت میں ڈبل ہوتے جانیوالی جزا کا منشا بھی یہی ہے کہ اُن حضرات کی اپنی نجات کے ساتھ ساتھ انہیں دوسرے حقداروں کی نجات کی عزت دی جائے۔ اور ہم لوگ محمد و آلِ محمد صلوٰۃ اللہ علیہم کو سب سے بڑا وسیلہ مانتے ہیں۔

<u>ساتویں آیت۔</u> مذکورہ آیت (الزمر 39/3) کو اپنی باطل غرض کی طرف جھکانے کیلئے ساتھ ہی ایک آیت کا یہ ٹکڑا بھی جوڑ دیا تھا کہ:۔

ھٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰہِ (یونسؑ 10/18)

''یعنی یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔'' ''وہ تو ہر انسان کے دل کی بات تک سے واقف ہے۔ اس کو اس کی ضرورت نہیں کہ اسکا وزیر اس تک خبر پہنچائے تب اُسے معلوم ہو۔ دنیا کے بادشاہوں کی طرح وہ سرداروں اور وزیروں کے جھرمٹ میں نہیں رہتا کہ جب تک کوئی سردار یا وزیر اُٹھ کر سفارش نہ کرے وہ کسی کی عرضداشت سننے پر رضامند ہی نہ ہو۔'' (یہ قبریں یہ آستانے، صفحہ 7)

<u>تنقیدی پہلو:۔</u> آخری بحث کو پہلے سامنے رکھ کر یہ سوچیں کہ جناب ڈاکٹر صاحب نے اللہ کے علم کے ذکر کو اس لئے نہیں لکھا کہ حقیقتاً وہ اللہ پر اور اللہ کے ہمہ گیر و لامحدود و بے پناہ علم پر سچ مچ ایمان رکھتے ہیں، واللہ ایسا نہیں ہے۔ اگر یقین نہ آئے انہیں ہمارے پاس لے آئیں یا اُن سے کہہ کر اُنکے پیڈ پر اُن کے قلم سے ہمیں بلانے کا خط لکھوا دیں۔ ہم مشرکین روڈ کیماڑی پر ان کے در دولت پر حاضر ہوں گے اور مجمع کو دکھائیں گے کہ ڈاکٹر صاحب اللہ کے متعلق علم و ایمان سے سولہ (16) آنے کورے اور خالص جاہل ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ انہوں نے اللہ اور مخلوق میں کسی وسیلے کے نہ ہونے پر زور دینے کے لئے اللہ کے علم کا رعب ڈالنا اور محمدؐ و آل

محمدؐ کواللہ اور مخلوق کے بیچ سے نکالنا چاہا ہے اور خود کو اس عذاب کی چھری کے نیچے رکھ دیا جو ان کو ذبح کر کے جہنم واصل کرتی ہے۔ جو:۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡفُرُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ وَ یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یُّفَرِّقُوۡا بَیۡنَ اللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ .....وَّیُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یَّتَّخِذُوۡا بَیۡنَ ذٰلِکَ سَبِیۡلًاoاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡکٰفِرُوۡنَ حَقًّا وَاَعۡتَدۡنَا لِلۡکٰفِرِیۡنَ عَذَابًا مُّھِیۡنًاo....(نساء152-4/150) تینوں آیات پوری پڑھیں۔

''جولوگ اللہ اور اللہ کے رسولوںؑ سے حقیقی کفر کرنا چاہتے ہیں۔ وہ یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوںؑ میں جدائی ڈال دیں۔ اور آپس میں یہ طے کر لیا ہے کہ ہم اللہ اور رسولوںؑ میں سے بعض کی بعض باتیں مانیں گے اور بعض کا انکار کریں گے۔ اور ان کی پالیسی یہ بھی ہے کہ وہ اللہ سے اس کے رسولوںؑ کو الگ رکھ کر دونوں کے درمیان سے ایک اپنی پسند کا مذہب جاری کر لیں گے۔ وہی لوگ حقیقی اور مکمل کافر ہیں۔ اور ہم نے ان کافروں کے لئے بڑا توہین خیز عذاب تیار کر کے رکھا ہوا ہے۔ اور اس گروہ کے خلاف جولوگ اللہ اور اس کے رسولوںؑ پر اس طرح ایمان لائے ہیں کہ اللہ اور رسولوںؑ کو ایک ہی مانتے ہیں اور ان میں جدائی نہیں ڈالتے اور درمیانی راہ پر نہیں چلتے جلد ہی اُن کو اُن کا اللہ جزا دے گا۔ اور اللہ ایسے ہی مومنین پر مغفرت ورحم کرنے والا ہے۔''

<u>مسعود اینڈ کمپنی کا مذہب اور سکیم</u>۔ قارئین دیکھیں کہ مسعود یہ نہیں چاہتے کہ اللہ کو عالم الغیب ماننے کے بعد کسی اور کو اللہ اور مخلوق کے درمیان ٹھہرنے دیا جائے اور اللہ یہ چاہتا ہے کہ دین کے معاملہ میں انبیاؑ اور رسلؑ کو ہرگز اللہ سے جدا نہ کیا جائے۔ لہٰذا اس قسم کا ایمان وعمل رکھنے والے تمام قدیم وجدید لوگ کافر اور جہنمی ہیں جو اللہ سے براہ راست تعلق ورابطہ کے قائل تھے یا آئندہ ہونگے۔ اسلئے کہ وہ لوگ اللہ اور رسولؑ کے درمیان ایک نیا دین جاری کرنیوالے لوگ اور حقیقی کافر ہیں اور یہ بات مسعود، پرویز اور ڈھکو کیلئے ثابت ہے اور اُنکے اپنے قلم سے ثابت ہے پھر یہ لوگ اللہ کی اور رسولوںؑ کی بعض باتوں کے مومن اور بعض کے کافر ہیں۔ یعنی یہ اللہ کے علم غیب کے قائل ہیں مگر حقیقتاً منکر ہیں سنئے اور اُن سے پوچھئے کہ:

<u>شرک ساز مسلمان علما کی عبادت اور ایمان</u>

<u>اوّل</u>۔ یہ بتائیے کہ جب اللہ کو ہر شخص کے دل کا حال معلوم ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ فلاں مومن کی کیا کیا ضروریات ہیں تو آپ نماز کے بعد یا ویسے اپنی مختلف ضروریات ومصائب میں اللہ سے دعا کیوں مانگتے ہیں؟ آپ کا یہ عمل ثابت کرتا ہے کہ (معاذ اللہ) آپ خدا کو یقیناً دنیاوی بادشاہوں کی طرح جاہل سمجھتے ہیں اور عملاً اسکے عالم الغیوب ہونے کا انکار کرتے ہیں ورنہ ہرگز دعا نہ مانگتے۔ یہی نہیں بلکہ خود اللہ نے اپنے رسولؐ کو علم میں زیادتی کی دعا مانگنے کا حکم دیا ہے (طٰہٰ 20/114)۔ کیا اللہ کو خود بھی معلوم نہیں کہ وہ عالم الغیب ہے؟ کیا اللہ کو اگر رسولؐ نہ بتائے تو یہ معلوم نہیں ہوسکتا کہ اسکے رسولؐ کو مزید علم کی ضرورت ہے؟ اور یہ کیا بات ہے؟ کہ اللہ نے قرآن میں ہزاروں جگہ انسانوں کی آزمائش کر کے حقیقت حال جاننے کا ذکر کیا ہے۔ (محمدؐ 47/31)؟ (عمران 167-3/166)

<u>دوم</u>۔ یہ بھی بتائیے کہ اللہ شیطان کے دل کا حال اور قیامت تک اس سے سرزد ہونے والے تمام جرائم کو جانتا تھا۔ اس کو معلوم تھا کہ منافق لوگ کیا کیا کرینگے؟ دشمنانِ اسلام کے حال پر بھی مطلع تھا۔ پھر جان بوجھ کر یہ تمام کھٹ راگ کیوں شروع کیا؟ کیوں نہ اپنے علم پر اعتماد کر کے ان لوگوں کو جنت میں پہلے ہی روز سے داخل کر دیا جنہوں نے اللہ کے علم کے مطابق نیک ہی نیک عمل کرنا تھے؟ اور کیئے؟ اور مع ابلیس کے ان لوگوں کو جہنم میں نہ بھیج دیا جنہوں نے کسی طرح نہ اطاعت کی، نہ کرنا تھی؟ قارئین یہ مشرک وکذاب وفریب ساز لوگ ہیں انکو سب کچھ معلوم ہے۔ یہ ابلیس کیطرح عمداً گمراہ کرنیوالے شیاطین ہیں؟ یہ طرح طرح آیت کو فریب سازی کیلئے الٹ پلٹ کر لاتے ہیں۔ اور اَن پڑھ مومنین کو دن رات اللہ، رسولؐ اور قرآن کے نام پر دھوکہ دیتے ہیں۔ آپ کو چاہئے کہ اس خبیث گروہ کے منہ سے یا اُنکی کتابوں سے قرآن کی آیات قبول نہ کریں۔ اسلئے کہ یہ ہرگز قرآن کو اسکی اصلی صورت میں پیش نہ کرینگے۔ بات کافروں کی ہوگی یا خود اُنکے مشرک بزرگوں کی ہوگی اور یہ مسلمانوں پر فٹ کر دینگے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم سے پہلے اس شرک ساز گروہ کو کسی نے للکار کر جواب نہ دیا تھا، اُن کی خبر ہم لیں گے۔ اور اُن کا بستر، بدھنا (مٹی کا لوٹا) بوریہ لپیٹ کر اُن کی بغل میں دیں گے اور رخصتی کک (kick) سے وداع کریں گے۔ آپ آگے بڑھیں اور اس کتاب کو لاکھوں کی تعداد میں چھپوا کر مسلمانوں تک اور ہر مسجد میں پہنچائیں۔

دوسرا تنقیدی جواب:۔ یہ گروہ کہتا ہے کہ اللہ دلوں کا حال جانتا ہے لہٰذا شفاعت اور سفارش کی ضرورت نہیں۔ یہ ایسی ہی دلیل ہے جیسے کوئی کہے کہ چاول کا رنگ سفید ہوتا ہے لہٰذا زمین گول نہیں ہے۔ یعنی یہ حضرات ایک سچی بات کہہ کر اُس سچ کی آڑ میں کم از کم ایک جھوٹ ضرور بولتے ہیں۔ اُنکو سنایئے اور بتایئے کہ اگر تم نے قرآن کو ٹھیک جگہ سے پیش کیا ہوتا تو لوگوں کو تمہارے پیش کردہ آیت (یونس 10/18) کے ٹکڑے سے یہ معلوم ہوتا کہ ان مذکورہ لوگوں نے جنکو اپنا سفارشی یا شفاعت کرنیوالا بنایا تھا، وہ نہ تو اللہ کی طرف سے منظور شدہ لوگ تھے نہ اُن کے قابو اور قسمت میں اللہ نے نفع و نقصان پہنچانا لکھا تھا۔ پھر یہ شفیع اور سفارشی بنانے والے لوگ ظالم تھے، مفتری یعنی تہمت ساز تھے، اللہ اور آیات کو جھٹلانے والے لوگ تھے (10/17)۔ وہ اللہ کی اجازت کے بغیر بالا ہی بالا غیر اللہ کی عبادت کرتے تھے اور آخری بات یہ کہ وہ مسعود اور ڈھکو وغیرہ کی طرح اللہ کو کائناتی علم سے (معاذ اللہ) جاہل سمجھ کر اُسے علم غیب کی خبر دیا کرتے تھے اور پکے شرک ساز عالم بنے رہتے تھے۔ (سورہ یونس 10/18)

قارئین غور فرمائیں کہ یہ ملاعین اس آیت کو کس حیثیت سے مسلمانوں پر، محمدؐ و آل محمدؐ پر اور اولیاءاللہ پر فٹ کرتے ہیں؟ مندرجہ بالا باتوں میں سے ایک بھی کسی برے سے برے مسلمان میں نہیں ملتی۔ اور اگر ملتی ہیں اسی ڈھکوی اور مسعودی گروہ میں ملتی ہیں۔ اور ہم قرآن سے ان کی حالت دکھا رہے ہیں۔

ہمارے سفارشی سند یافتہ حضرات ہیں

مسلمانوں نے خدا کے بتانے سے اپنے سفارشی اور شفاعت کرنے والے تسلیم کیے ہیں خود نہیں گھڑ لئے ہیں:۔ اللہ نے مشرک بزرگوں کی شفاعت کو رد کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:۔ وَلَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهُ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهُ... الخ (سورہ سبا 34/23)

''اللہ کے حضور میں کسی کی سفارش یا شفاعت کوئی فائدہ نہیں دے سکتی سوائے ان سفارش یا شفاعت کرنیوالوں کے جنکو اللہ نے سفارش کرنیکی اجازت دے رکھی ہے۔ اور جو دل کے مضطرب ہو جانیکی صورت میں بھی اللہ کے فرمان کو حق مانتے ہیں۔''

قارئین اُن علما کو بتا دیں کہ دیکھو اللہ نے عالم الغیب ہوتے ہوئے، سب کے دل کا حال جانتے ہوئے بھی قیامت میں حساب لینا ہے، اعمال کی میزان قائم کرنا ہے۔ تمام امتوں اور اُنکے انبیاؑ اور شہداؑ کو بطور گواہ حاضر کرنا ہے (زمر 39/69)۔ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (نساء 4/41، نحل 16/89) تمام اُمتوں اور تمام رسولوںؑ پر چشم دید گواہ (شہید) کی حیثیت سے لایا جائیگا۔ تاکہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر قیامت تک کی تمام مخلوق کے اعمال کی تصدیق و تکذیب فرمائیں۔ ان کو بتا دو کہ ان چیزوں کا عملی دنیا سے تعلق ہے۔ انسانوں کے اپنے علم و کمال کا تقاضا ہے۔ تمہیں اس لئے ڈھیل نہیں دی گئی ہے کہ اللہ تمہارے ظاہر و باطن کو نہیں جانتا۔ وہ تو تمہارے اُس غار کو بھی جانتا ہے جہاں تمہیں دوزخ میں لٹکنا ہوگا۔ مگر وہ چاہتا ہے کہ کیا ڑی کے ہی نہیں بلکہ ہمارے ذریعہ سے تمہیں ساری دنیا کے لوگ پہچان لیں اور جہنم میں جاتے دیکھ کر یقین کر لیں کہ تُم باطل پرست، فریب ساز اور پیشہ ور فراڈی تھے۔ تمہیں منافق، بدطینت اور بدمعاش ہونے کی سند دینا بڑا ضروری ہے۔

آٹھویں آیت پر بھی ایمان نہیں رکھتے۔ تم ہرگز یہ نہیں مانتے کہ اللہ تمہیں ہر لحہ سر سے پیر تک دیکھتا اور تمہارے ارادوں سے واقف ہے، ورنہ تم کبھی مسلمانوں کو قرآن کے نام پر دھوکہ نہ دیتے۔ تم نے یہ آیت پیش کی ہے کہ:

(نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ O ق 50/16)

''ہم اس سے اُسکی شہ رگ سے زیادہ قریب ہیں۔'' (یہ قبریں یہ آستانے صفحہ 8)

لیکن ہم اس سے اگلی آیتیں بھی پیش کرتے ہیں تاکہ تمہارا اعتراض تمہارے گلے میں پھنس کر رہ جائے۔ اللہ نے مسعود کی چالبازی کو واضح کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:۔

اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَ عَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌO مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌO (سورۃ ق 18-50/17)

''جب دو اخذ کرنے والے فرشتے اخذ کرتے رہتے ہیں۔ جو کہ دائیں اور بائیں طرف بیٹھے رہتے ہیں۔ وہ کوئی لفظ منہ سے نکالنے نہیں پاتا مگر اس کے پاس ہی ایک ایک تاک لگانے والا تیار ہے۔'' (ترجمہ اشرف علی تھانوی مرحوم)

قارئین نوٹ کریں کہ مسعود صاحب کی خالصی دلیل یہ تھی ''کہ چونکہ اللہ ہر انسان کی شہ رگ سے بھی قریب تر ہے۔لہٰذا اللہ کو کسی کی معرفت اطلاع حاصل کرنے کی ضرورت نہیں اور اس حقیقت کی آڑ میں وہ چاہتے ہیں کہ مسلمان کسی کو اپنا شفیع اور سفارشی اور وسیلہ نہ بنائیں۔لیکن اگلی آیت میں اللہ نے شہ رگ سے قریب تر ہونے کے باوجود اپنے عملی اور مادی نظام میں دو عدد ریکارڈ کیپروں (Record Keepers) کا تعیّن کر دیا۔اور ایسے ریکارڈ نویس دو چار نہیں بلکہ ہر انسان کے ساتھ رہتے ہیں۔ہر انسان کے ساتھ دو نئے فرشتے؟ یعنی اتنا بڑا عملہ (Establishment) تعیّنات کر کے خالصی شیطان اور مسعود و ڈھکو کی دلیل کو ذلیل کر دیا ہے۔ان سے پوچھئے کہ اللہ نے ہر شخص کی شہ رگ سے قریب رہ کر کیا فائدہ اُٹھایا؟ اور یہ اربوں، پدموں، اور سنکھوں فرشتے تعینات کر کے اپنے علم غیب اور بقولِ مشرکین حاضر و ناظر ہونے کے اوصاف سے کام کیوں نہ لیا؟ اور خالصی توحید پرستوں کا منہ کالا کیوں کر دیا؟ یہ لامحدود غول اپنے لئے بطور ذریعہ اور وسیلہ اور واسطہ کے اختیار کر کے اُن ملاعین کی رائے میں (معاذ اللہ) اللہ مشرک کیوں ہو گیا؟

قارئین ان خبیثوں سے دریافت کرو کہ:۔ جب اللہ ہر شخص کی شہ رگ سے بھی قریب ہے، جب اللہ ہر چیز میں کلام پیدا کر سکتا ہے تو اللہ نے یہ لاکھوں انبیاؑ کیوں پیدا کئے؟ کیوں بھیجے؟ کیوں اُن کو اپنے اور انسانوں کے درمیان وسیلہ و واسطہ اور ذریعہ بنایا۔اور کیوں اپنے نبیوںؑ کے درمیان جبرئیلؑ کو وسیلہ بنایا۔اور کیوں نہ ان خالصی توحید پرست مشرکوں کی درخواست منظور کر کے شرک سے بچنے کا انتظام کیا؟ جو یہ کہتے رہ گئے کہ:۔

''کیوں نہ اللہ ہم سے بات کرے؟ یا ہمیں خود کوئی آیت پہنچائے؟

(لَوۡ لَا یُکَلِّمُنَا اللّٰہُ اَوۡ تَاۡتِیۡنَاۤ اٰیَۃٌ ....بقرہ 2/118)

اسی آیت میں یہ بھی بتا دیا ہے کہ مسٹر مسعود، خالصی ڈھکو، عزیز اور مفتی وغیرہ قسم کے دل گردہ والے لوگ ہمیشہ موجود رہے ہیں۔قارئین آزادی سے اس پہلو پر سوچیں کہ اللہ ہر چیز اور ہر بات پر قادر ہے۔اس قدرت کے باوجود وہ ملائکہ اور انبیا علیہم السلام کو اپنے مادی نظام و انتظام میں شریک کرتا ہے۔انہیں واسطہ، وسیلہ و ذریعہ بناتا ہے۔مگر یہ ابلیسی توحید کے دلدادگان ہمیں وسیلہ بنانے سے شرک کہہ کر روکتے ہیں اور اندھا دھند آیتوں کو اپنے زیغ پر فِٹ کر کے پیش کرتے ہیں۔یہیں اسی بحث میں انہوں نے یہ دکھایا ہے کہ:۔

نویں آیت فریب کیلئے پیش کی ہے

''اللہ ہر شخص کے قریب ہے اور ہر پکارنے والے کی پکار سنتا ہے۔'' (بقرہ 2/186)

اُس خبیث کو بتاؤ کہ آج تک مشرکین نے بھی اسکا انکار نہیں کیا کہ اللہ براہ راست سب کی بات و خیالات تک سے مطلع رہتا ہے مگر سوال یہ ہے کہ وہ کون سی آیت ہے؟ جس میں یہ کہا ہو کہ:''چونکہ میں سب کی بات براہ راست سنتا ہوں اسلئے دعاؤں کو قبول کرنے یا مغفرت کرنے کیلئے مجھے کسی نبیؐ یا ولیؑ کے وسیلے اور سفارش کی ضرورت نہیں ہے؟''

اس تخریب کار گروہ سے کہہ دو کہ جب تک تم اپنے مقصد پر ایسی آیت پیش نہ کرو جو تمہاری اردو کے مطابق عربی رکھتی اور تمہاری لفظ بلفظ تائید کرتی ہو۔تم ہمارے یہاں دشمنانِ اُمت سمجھے جاتے رہو گے اور تم پر لعنت ہوتی رہے گی۔

دسویں اور گیارہویں آیات اور شہدا کی زندگی اور اللہ کا مذاق

یہاں جناب خالصی مسعودی یہ ثابت کرنے چلے ہیں کہ شہدائے راہ خدا اپنی قبروں میں (معاذ اللہ) عام مردوں کی طرح گل سڑ گئے۔دنیا سے اُن کا کوئی تعلق نہیں رہا، وہ نہ کسی کی بات سنتے ہیں نہ کسی کی فریاد رسی کر سکتے ہیں۔لہٰذا اُن کو وسیلہ بنانا شرک ہے۔اس سلسلے میں وہ یکے بعد دیگرے دو آیات لکھتے ہیں۔لہٰذا اُن کا ترجمہ و مقصد ملاحظہ فرمائیں اور دیکھیں کہ وہ قرآن اور مسلمانوں اور شہداؑ کے ساتھ انصاف کرتے ہیں یا نہیں؟

(الف)۔ اللہ نے فرمایا کہ انسان شہدا کی زندگی کا شعور نہیں رکھتے

مگر یہ مشرک گروہ کا چیلا کہتا ہے کہ:۔

''یہ زندگی دنیا میں قبروں کے اندر ''زندہ درگور'' قسم کی زندگی نہیں بلکہ جنت میں عیش و آرام کی زندگی ہے۔'' (ایضاً کتاب صفحہ 9-8)

قارئین نے اس خالصی مسعودی کی اُردو عبارت کو دیکھ لیا اب وہ آیت دیکھیں اور دیکھیں کہ آیا اُس آیت میں یا آیت کے مسعودی ترجمہ میں یہ عبارت یا مسعود کا مقصد موجود ہے یا نہیں ہے؟ وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ O (بقرہ 2/154)

مسعودی ترجمہ:۔''اور جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کئے جائیں۔ان کو مردہ نہ کہو، وہ زندہ ہیں۔لیکن تمہیں اُن کی زندگی کا شعور نہیں ہوتا۔'' (ایضاً صفحہ 9)

قارئین دیکھیں کہ اس کاذب کی کسی بات کا اشارہ تک بھی اس آیت میں نہیں ہے۔ بلکہ اللہ نے یہ کہہ کہ اس کا منہ بند کیا تھا کہ:۔ ''تمہیں شہدا کہ زندگی کا کوئی شعور نہیں ہے۔''

مگر جس کے اندر شیطان بولتا ہو وہ اپنا منہ بند نہیں رکھتا بلکہ کہتا ہے کہ اسے شعور ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ وہ زندگی جنت کی زندگی ہے۔ قبر کی زندہ درگور زندگی نہیں ہے۔

(الا لعنة اللّٰہ عَلَی الکذ بین و خالصین و ڈھکو یین مِنْ یومنا ھٰذا اِلی یوم الدین)

جھوٹوں پر قیامت تک اللہ کی لعنت ہوتی رہے، آمین۔

(ب)۔ شہدأ کو قیامت سے پہلے اللہ کے پاس والی جنت میں داخل کر دیا

تمام مسلمانوں کا ہی نہیں بلکہ تمام نبوتؐ کو ماننے والے اہل مذاہب کا بھی یہ متفقہ اعتقاد ہے کہ جنت اور جہنم میں داخلہ قیامت میں آخری فیصلے اور حساب کتاب کے بعد ہوگا۔مگر مشرک مسلمان علما چاہتے ہیں کہ مسلمان بزرگ اور انبیاؑ اور اولیاؒ کو قبروں میں (معاذ اللہ) گل سڑ جانے والا کہہ کر مسلمانوں کو قبروں کی تعمیر اور زیارتوں سے روک کر کفن چور اور گورکن قسم کا مسلمان بنا دیں۔اور اگر موقعہ ملے تو تمام بزرگوں کی قبروں کو مسمار کر کے وہاں ہل چلوا دیں۔تا کہ خلقتِ خدا کو توحید پرست بنایا جا سکے۔اور لوگ اپنی منتوں مرادوں کے لئے قبرستان جانا چھوڑ دیں۔اس لئے وہ فرماتے ہیں کہ:۔

''اس طرح صاف بتلا دیا گیا کہ شہدآء ''عِنْدَ رَبِّهِمْ '' اپنے رب کے پاس ہیں اور وہاں رزق پا رہے ہیں۔اِن قبروں کے اندر زندہ نہیں۔اُن کی زندگی برزخی ہے، دنیاوی نہیں۔'' (ایضاً صفحہ 9)

یہ عبارت دیکھئے اور مسعودی آیت اور ترجمہ میں پتہ لگایئے کہ اللہ اُن سے متفق ہے یا نہیں؟

ترجمہ:''جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ہیں اُن کو مردہ نہ سمجھو۔وہ تو حقیقت میں زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس رزق پا رہے ہیں۔'' (ایضاً صفحہ 9)

تنقیدی پہلو:۔ ہم نے بار بار عرض کیا ہے کہ یہ خالص مشرک لوگ آیات کے نام پر خالص جھوٹ بولتے ہیں۔اِس آیت میں نہ پہلی آیت میں جنت کا لفظ آیا نہ برزخ کا لفظ موجود ہے۔مگر اُن شیاطین کا دل چاہتا ہے کہ شہدا علیہم السلام کو قبروں میں بھی چین سے نہ رہنے دیں۔یعنی جن حضرات کو اُن کے شرک ساز مسلمان بزرگوں اور مشرکوں کے امیر المؤمنینوں نے دنیا میں بھوکا پیاسا رکھ کر قتل کیا تھا۔انہیں قبروں سے بھی نکال دیں۔یہی گروہ ہے جس نے امام حسین علیہ السلام کو قتل کیا، بے گور و کفن چھوڑا، نماز جنازہ تک نہ پڑھی۔اپنے مقتولوں پر نمازیں پڑھیں، اُن کو دفن کیا۔اور جب ضرورت ہوئی اُنؑ کی قبر کھدوا دی، زیارت کرنیوالوں کو قتل کرتے تھے۔آخری

رعایت یہ تھی کہ ہر زیارت کرنے والا ایک ہاتھ کٹوا کر زیارت کو جاتا تھا۔ وہی لوگ ہیں جو موقعہ بموقعہ شہدؑا کی قبریں کھود کر توحید خداوندی کا ڈھنڈورا پیٹتے رہے۔ آج وہ کہتے ہیں کہ کوئی شہیدؑ اپنی قبر میں نہیں ہے۔ یعنی جس طرح اُن کے مشرک بزرگوں کی ناپاک لاشوں کو کیڑوں نے کھالیا۔ اُسی طرح وہ شہدائےؑ اسلام کی توہین کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ کافروں تک نے مانا ہے کہ صدیوں کے بعد بھی شہدؑا کا جسم تندرستوں کی طرح دیکھا گیا۔ سرِ حسینؑ مظلوم مدت تک ساری آبادی کے روبرو قرآن پڑھتا رہا۔ مگر یہ وہ شیاطین ہیں کہ کسی اسلامی بات کو نہ ماننا ہی اُن کا دین وایمان ہے۔

آپ اُن سے دریافت کریں کہ وہ کون سی آیت ہے؟ جس میں شہدؑا کے قبر یا دنیا میں زندہ نہ ہونے کا ذکر ہے؟ جب اللہ نے فرمادیا کہ شہدؑا زندہ ہیں تو یہ کہنا کہ اُن کی روح زندہ ہے اور جسم گل گیا۔ یہ تو آپکے تمام کافروں، مشرکوں اور منافقوں کی بات ہے۔ روح تو کسی کی مرتی ہی نہیں ہے۔ پھر اللہ کا شہدؑا کو زندہ کہنا اور باقی مردوں میں شمار نہ کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟ کیا تم زندہ نہیں ہو؟ کیا تمہاری روح جسم کے اندر نہیں ہے؟ کسی کو زندہ کہنے کے معنی دنیا بھر میں یہ ہیں کہ اُس کی روح اُس کے جسم میں موجود ہے۔ روح کا جسم سے جدا ہوجانا اور جدا رہنا ہی تو کسی کو مُردہ کہنے کے معنی ہیں۔ تم نے یہ کون سی شیطانی ڈکشنری کے معنی لکھے ہیں؟ یہ ابلیس کی وحی تم پر کب ہوئی کہ شہدؑا کی روح جسم سے جدا ہوگئی ہے۔ جسم گل سڑ گیا اور وہ زندہ ہیں۔ اگر وہ جنت میں اُسی جسم کے ساتھ ہیں؟ جس کو تلوار سے کاٹا گیا تھا؟ زہر سے قتل کیا گیا تھا؟ تو بات کچھ سمجھ میں آسکتی ہے۔ بشرطیکہ کسی آیت میں یہ مضمون ہمارے اِن ہی الفاظ میں دکھادو؟ لیکن تم نے اپنی خانہ ساز روایت میں اُنکے بدن کو گلا سڑا کر اُن کو کبوتر یا پرندے بنادیا ہے (ایضا کتاب صفحہ 9)۔ یعنی شہادت سے پہلے وہ انسان تھے اور شہادت کا درجہ پاتے ہی انسان سے حیوان بنادیئے گئے۔ یقیناً اس قسم کی توہین آمیز روایات کسی مشرک کارخانہ میں ڈھالی گئی ہیں۔ اور وظیفہ خواروں وتنخواہ داروں نے اُن کو رواج دیا ہے۔ مگر قرآن کریم کے خلاف کوئی بکواس قبول نہیں کی جا سکتی۔ ایک آیت دکھاؤ کہ آدمی کو جنت میں بھیجتے وقت پرندہ یا حیوان بنایا جائے گا؟ یا یہ کہ انسان کو حیوان بنانا بھی ایک بزرگی ہے؟ اور سنو! ہم ایسی جنت میں جانے سے انکار کریں گے جہاں حیوان بن کر جانا پڑے۔ پھر تمہیں یہ بھی خبر نہیں کہ جنت اور برزخ دو الگ الگ مقام ہیں۔ برزخ جنت نہیں۔ اور جنت برزخ نہیں۔ تم نے اپنے بیان میں اُن کو جنتی بھی لکھا ہے اور برزخی زندگی والا بھی کہا ہے۔ جھوٹے آدمی کو یہ یاد نہیں رہتا کہ اُس نے کیا کیا بکواس کی ہے۔

تنقید کا دوسرا پہلو:۔ سب سے گھناؤنا اور خالصی مشرکانہ عقیدہ یہ ہے کہ:۔

1۔ ’’شہدؑا ’’عِندَ رَبِّهِم‘‘ اپنے رب کے پاس ہیں۔‘‘ (ایضاً صفحہ 9)

2۔ ’’شہدؑا جنت میں ہیں اور رزق پارہے ہیں۔‘‘ (ایضاً صفحہ 9)

3۔ ’’شہدؑا برزخ میں ہیں۔ برزخی زندگی میں ہیں۔‘‘ (ایضاً صفحہ 9)

یعنی اُن مشرک ملاعین کے نزدیک اللہ خود جنت یا برزخ میں بیٹھا ہے اور باقی ساری دنیا اللہ سے خالی پڑی ہے۔ ذرا دیر پہلے اُن کی ضرورت یہ تھی کہ اللہ کو ہر گردن پر سوار رکھا جائے۔ اِن خبیثوں کا اس حقیقت پر ایمان نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مُردوں سے کلام کیا ہے، مُردوں کو زندہ کیا ہے۔ یہ لوگ حقیقی کافر ہیں۔

تنقید کا تیسرا پہلو:۔ شہدا علیہم السلام کے متعلق اگر یہ شخص اگلی آیت بھی لکھ دیتا تو اسکی اسکیم نہ چلتی۔ لیکن ہم نے تاکید کی ہے کہ ان لوگوں کی پیش کردہ آیت سے پہلے اور بعد کی چند آیات پڑھنا لازم ہیں ورنہ اُنکا فریب چل جاتا ہے۔ یہ لوگ ایسے جاہل سے بھی خوفزدہ رہتے ہیں جو ان سے اُنکی ہر بات پر آیت کا مطالبہ کرے۔ جو بھی وہ منہ سے کہیں اسے جملہ بجملہ لکھ لو اور ہر جملہ کیلئے آیت مانگو تو یہ لوگ ایسے آدمی سے بچ نکلتے ہیں۔ اور خانہ ساز روایات میں اُلجھانا چاہتے ہیں۔ آیئے ہم تمہیں اُنکی آیت سے اگلی آیت سناتے ہیں۔

وہ آیات جو شہدؑا کی پوزیشن بتاتی ہیں

اللہ تعالیٰ مسعود کے بزرگوں اور فداکار مومنین کا آپس کا حال اور اُنکے جذبات کا تذکرہ کرتے ہوئے ہمیں بتاتا ہے کہ مسلمانوں میں ایک ایسا گروہ بھی تھا جو ایمان

کے مقابلہ میں کفر سے زیادہ قریب رہتا تھا۔اور ایسے ریاکارانہ اعلانات کرتا رہتا تھا جو اسلام اور مسلمانوں کی طرفداری اور ہمدردی میں کرنا چاہئیں مگر اپنے دلوں میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف منصوبہ چھپائے رکھتا تھا۔اور اللہ اس منصوبے پر مطلع تھا۔(آل عمران 3/167)اور موقعہ پا کر باقی مسلمان بھائیوں سے کہا کرتا تھا کہ اگر جہاد ہماری اسکیم کے مطابق کیا ہوتا تو کوئی مسلمان قتل نہ ہوا ہوتا۔اُن لوگوں کو بتایا گیا کہ اے رسولؐ اُن سے کہہ دو کہ تم خود کو موت سے محفوظ کر کے دکھاؤ اگر تم اپنے قول میں سچے ہو؟(آل عمران 3/168)۔یہ تھا وہ ماحول جس میں شہدا کی دائمی حیات والی آیت آتی ہے اور بتاتی ہے کہ مذکورہ بالا لوگ راہِ خدا میں قتل ہو جانے والوں کو مردوں میں شمار نہ کریں۔بلکہ وہ مرتے نہیں وہ تو زندہ ہیں۔اور اپنے پالنے والے سے رزق پاتے ہیں۔''

وَلَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ قُتِلُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اَمۡوَاتًا ‌ؕ بَلۡ اَحۡيَآءٌ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ يُرۡزَقُوۡنَ ۔(عمران 3/169)

یہ مسعودی گروہ کو بتایا گیا کہ جس طرح تم جہاد میں قتل ہونے سے بچنے کی فکر اس لئے کرتے ہو کہ تمہاری یہ زندگی منقطع ہو جائے گی،تم اپنے کنبہ اور اہل وعیال سے چھوٹ جاؤ گے،اُن کی مدد کے قابل نہ رہو گے اور آخر زمین تمہیں کھا جائے گی۔تم راہِ خدا میں قتل ہو جانے والوں کیلئے یہ حساب نہ کرنا اُن کا حساب الگ ہے(لَا تَحۡسَبَنَّ، تم وہ حساب نہ لگانا)وہ مرتے نہیں بلکہ موت سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔لیکن تم چیلنج(3/168) کے باوجود موت سے محفوظ نہیں ہو سکتے۔

فَرِحِيۡنَ بِمَاۤ اٰتٰٮهُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ ۙ وَ يَسۡتَبۡشِرُوۡنَ بِالَّذِيۡنَ لَمۡ يَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ مِّنۡ خَلۡفِهِمۡ ۙ اَلَّا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ۘ‏ ۞ يَسۡتَبۡشِرُوۡنَ بِنِعۡمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضۡلٍ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيۡعُ اَجۡرَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۞ (3/170-171)

''وہ شہدا بدستور اپنے رب سے تمام سامانِ حیات(رزق) پاتے رہتے ہیں اور اللہ نے انہیں جو کچھ(حیاتِ دائمی اور تمام ضروریاتِ زندگی وسامانِ ترقی) اپنے فضل سے دیا ہے۔اس پر فرحت ومسرت کا اظہار کرتے ہیں اور جو لوگ شہادت پا کر ان کے ساتھ شامل نہ ہو سکے اور پیچھے رہ گئے ان کو بشارت(خوشخبری) دیتے ہیں کہ ان لوگوں کیلئے بھی بے خوف اور بلاغم ورنج کی زندگی ہے اور اللہ کی طرف سے نعمتوں اور فضل کی بھی خوشخبری دیتے ہیں اور یہ کہ حقیقتاً اللہ مومنین کا اجر ہرگز ضائع نہیں کرتا نہ آئندہ ضائع کریگا'' وغیرہ(3/166-172)

<u>توجہ</u>:۔ مومنین اِن سات آیات کو بار بار پڑھیں اور دیکھیں کہ شہدائے راہِ خدا اپنے معمول کے مطابق زندہ رکھے گئے ہیں۔اُن کی وہ زندگی جو انہوں نے نوع انسان کے اعلیٰ مقاصد کو نافذ کرنے میں اللہ کی رضامندی کیلئے قربان کر دی اور اپنے کاروبار واولاد ومتعلقین کی پرواہ نہ کر کے اللہ کی راہ میں نوع انسان پر قربان ہو گئے، اُس کا تقاضہ ہے کہ اللہ انہیں اُس نقصان سے محفوظ رکھے جو عام طور پر فطری موت سے ہوا کرتا ہے۔لہٰذا اُن کے معمول میں اور روزانہ کے حالات میں کوئی ایسا فرق پیدا نہیں ہوتا جسے خسارہ یا نقصان کہہ سکیں۔لہٰذا اُن کا تعلق نوع انسان اور سربراہِ اسلام سے بحال رہتا ہے۔بس فرق یہ ہے کہ ہم اس زندگی اور اس کے معمولات کو اپنی مادی عقل وشعور ووسائل سے اس طرح محسوس نہیں کر سکتے جیسے خود کو یا اپنے متعلقین کو سمجھتے اور محسوس کرتے ہیں۔یعنی شہدائے راہِ خدا ہماری مادی رسائی ہی سے نہیں بلکہ اُن تمام مادی حالات کی رسائی سے باہر ہو جاتے ہیں جو زوال وتنزل کا باعث ہوتے ہیں۔اور یہ وہی مقام ومنزل ہے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ ہستیاں زندہ ہیں اور اُن پر یہ گردش ایام وسیارگان وغیرہ اثر انداز نہیں ہوتی۔نہ وہ اُس عمر سے آگے بڑھتے ہیں، نہ ضعیفی وکمزوری انہیں ستا سکتی ہے، نہ کسی قسم کا غم وفکر وملال سدراہ ہوتا ہے۔وہ جس سے چاہیں ملاقات کر سکتے ہیں، بشارت وخوشخبری دے سکتے ہیں، اللہ سے سفارش کر سکتے ہیں، اُنہیں زندہ مومنین سے زیادہ تقربِ خداوندی حاصل ہوتا ہے۔اور یہی وجہ ہے کہ مومنین اُن سے استفادہ کرنے میں شیاطین کے طعن وطنز اور بکواس کی پرواہ نہیں کرتے۔چونکہ انہیں بارہا تجربہ ہو چکتا ہے۔اس لئے وہ فرضی اور خیالی واجتہادی مسائل سے متاثر نہیں ہوتے۔پھر شہدا میں خود آنحضرتؐ اور اُن کے اہلبیت علیہم السلام بھی داخل ہیں جو ہر حال میں حلالِ مشکلات ہیں۔لیکن مشرک ٹائپ کے مسلمانوں نے ازروئے قرآن یہ بات کبھی نہیں مانی۔وہ انہیں(معاذاللہ) خود اپنے ایسا جاہل اور عام آدمی سمجھتے اور سمجھاتے رہے ہیں۔اور اس پوزیشن کو مسلمانوں سے قبول کرانے میں سرتوڑ کوششیں کرتے رہے ہیں۔اس سلسلے میں انہوں نے لاکھوں مومنین کو قتل کیا مگر ناکام رہے اور ناکام ہی نہیں اب تو ذلیل وخوار ہو کر رہ گئے ہیں۔ لعنة اللہ علیھم.

اسلام کے معنی اور مقصد

یہ ایک عظیم الشان عنوان ہے اور ہم نے اپنی تصنیفات میں اس پر سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ یہاں برسبیلِ شہدا علیھم السلام چند چیزیں عرض کر کے مشرکین کے تعاقب میں مصروف ہو جائیں گے۔

لفظ اسلام سلامتی فراہم کرنے کے معنی رکھتا ہے۔ اور اللہ نے اپنی مجموعی تعلیمات کو یہ نام اس لئے دیا ہے کہ یہ وہ طرز حیات ہے جو نوع انسان کو سلامتی فراہم کرتا ہے۔ یعنی ایک شخص جو سو فیصد اللہ کے اس دین اسلام پر عملکرے اُس سے وہ تمام عوامل واثرات دور رہیں گے جو سلامتی کو فنا میں بدلتے ہیں۔ کائنات کی ہر چیز کا تعاون حاصل ہوگا اور یوں وہ لامحدود حیات وقدرت حاصل کرتا چلا جائے گا۔ اور فطرت کے تمام قوانین اس کے سامنے مسخر ہو جائیں گے۔ بیمار وہ ہوگا جو کسی فطری قانون کو توڑے، خلاف ورزی کرے، ورنہ بیماری ناممکن ہے۔ یہی حال موت کا ہے۔ حالات جسم پر اثر انداز ہو کر اضمحلال یا کمزوری پیدا کرتے ہیں، بڑھاپا آتا ہے اور بتدریج موت آجاتی ہے۔ اللہ نے چاہا تھا کہ انسان اسلام کے ذریعہ حیاتِ ابدی اور لامحدود قدرت حاصل کر کے دنیا ومافیہا پر غالب آجائے۔ اسلام کا ہر حکم اور ہر عبادت انسان کو لامحدود حیات وقدرت کی طرف بڑھانے کے لئے ہے۔ دن میں نہ معلوم کتنی بار مسلمان ایک دوسرے کو سلام علیکم، خدا تمہیں سلامت رکھے کہتے ہیں اور یہی دعا دوسروں سے لیتے ہیں۔ اگر آدمی کا سلامت رہنا ناممکن رکھا گیا ہوتا تو اللہ نے یہ سلامتی کا سلام جاری نہ کیا ہوتا۔ پھر ہمارے ارواح میں بھی یہ سلامتی کا یقین ودیعت ہے۔ ہم لکھتے ہیں کہ برخودار عمر دراز یا طولعمرہٗ۔ ہر خط میں ہر بزرگ کا یہ دعا دینا عمر کے لمبے ہوسکنے کی امید کا ثبوت ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

چونکہ تمام انسان اس مقصد سے جاہل رکھے گئے اور اسلام حکومتوں کے تحفظ کا ذریعہ بنالیا گیا۔ شروع ہی سے شیاطین سیاسی اغراض کو اسلام کے سہارے پورا کرنے کیلئے اسلام کی نقاب پہن چکے تھے۔ اور رسولؐ اللہ کے ساتھ ہی ساتھ وہ اللہ اور رسولؐ کے درمیان مذکورہ مذہب جاری کر رہے تھے۔ ہر تعمیری عقیدے کے بدلے وہ ایک فوجی نظریہ پھیلاتے جا رہے تھے۔ بہر حال رفتہ رفتہ اسلام کی حیات پرور تعلیمات کو رسمی نماز روزہ اور ٹیکس کی ادائیگی کے آمرانہ تصورات میں لپیٹ دیا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان کر دیا کہ:۔

وَ قَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا O (فرقان 25/30)....یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاکَمُوْا اِلَی الطَّاغُوْتِ......وَ یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّھُمْ ضَلٰلاً بَعِیْدًاo...رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْکَ صُدُوْدًاo (نساء 61-4/60)وَ اِذَا قِیْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا یَسْتَغْفِرْ لَکُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ لَوَّوْا رُءُوْسَھُمْ وَرَاَیْتَھُمْ یَصُدُّوْنَ وَ ھُمْ مُّسْتَکْبِرُوْنَo (منافقون 63/5) یہ آیات اُن کے پورے ماحول میں پڑھنا ضروری ہیں۔

اے میرے پروردگار میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ کر طاغوت کو اپنا راہنما اور حاکم بنالیا ہے اور خود شیطان نے انہیں انتہا درجے کی گمراہی تک لے جانا طے کرلیا ہے۔ اے رسولؐ تم تو منافقوں کے محاذ کی رکاوٹوں کو دیکھتے ہی رہے ہو وہ کسی کام سے وابستہ ہونا پسند نہیں کرتے اور جب ان سے یہ کہا جاتا ہے کہ آؤ یہ رسولؐ تمہیں ہر نقصان اور تباہی سے محفوظ کر دے۔ تو اے رسولؐ تم دیکھتے ہو کہ وہ کس طرح سربلندی سے لوگوں کی راہیں روکتے ہیں۔ اور اپنے اس محاذ کو بڑی کبریائی سے چلا رہے ہیں۔

اسی کشمکش کے عالم میں تعلیماتِ خداوندی جاری رہیں اور مکمل ہوگئیں ادھر اللہ ورسولؐ کے درمیان سے نکالے جانے والا مذہب (نسا 4/150) بھی اپنی دفاعی تمہیدات مستحکم کر چکا اور اسلامی آمریت کی طرف سے مطمئن ہوگیا۔ تب ایک قومی اور کثرت کی پسندیدہ حکومت کا قیام عمل میں آیا۔ مسلمانوں کی ہدایت کاری اُن کی خوشنودی اور مجتہدانہ مشاورت سے جاری ہوئی اور جہاں تک اُن کی بصیرت نے کام دیا انہوں نے بڑی محنت وشدت سے مسلمانوں کی راہنمائی کی، جس اقدام کو مضر سمجھا اس سے لوگوں کو قوت کے ساتھ روک دیا۔ جو عمل در آمد انہیں مفید نظر آیا اس پر عمل کرنے میں کسی خطرے سے نہ ڈرے۔ جنہوں نے اُن کی مخالفت کی اُن کو ہمیشہ کیلئے راستے سے ہٹا دیا۔ یہی عملدر آمد برابر جاری رہا۔ لہٰذا اگر اب اسلام ایک دائمی حیات بخش دین نہیں رہا تو یہ اللہ ورسولؐ اور قرآن کی خطا نہیں۔ یہ تینوں آج بھی اپنی اسی شان سے موجود ہیں۔ مگر مسٹر محمد حسین ڈھکو اور مولانا مسعود الدین ڈاکٹر اپنے خالصی بزرگوں والا اسلام جاری کرنے پر مُصر ہیں۔ ادھر باقی مسلمان علما

اپنے کاروباری معاملات میں مصروف ہیں۔اس لئے اب محمدؐ وآل محمدؐ کو؛ اولیاءاللہ کو؛ پیروں فقیروں کو اور شہدائے اسلام علیھم السلام کو یاد کرنا بھی شرک کہہ کر جرم بتایا جا رہا ہے۔علمی تحقیقات اور ہمہ قسمی ترقی سے منہ موڑ کر دشمنانِ اسلام کی مدد سے مسلمانوں میں تفرقہ ڈالا جا رہا ہے۔اور کوشش ہو رہی ہے کہ یہ جماعت ایک دفعہ پھر ملاازم کی لعنت کو ملک میں مسلّط کردے۔ہم تن تنہا اس گروہ کا راستہ روکتے چلے آرہے ہیں۔لیکن اللہ وامام علیہ السلام کی مہربانیوں سے میری آواز ملک کے کونے کونے تک جا پہنچی ہے۔اُمت کی کثرت اس خبیث منصوبے کے خلاف اٹھ چکی ہے۔اُدھر ملکی حکومت بھی اپنے انداز میں ملاازم کو روکنے میں مصروف ہے۔طاغوت کے قدم لڑ کھڑا رہے ہیں۔ذرا آگے بڑھے تو اپنی ہی ٹانگوں میں اُلجھ کر گرے گا۔اگر مخالف تصورات رکھنے والے لوگ نہ ہوتے،یعنی ابلیس کو مہلت نہ ملی ہوتی اور وہ اپنے محاذ کیلئے انبیاؑ واولیا علیھم السلام کے خلاف اپنے حصہ کے لوگوں،علاموں،مولویوں اور اپنے صحابہ کی صورت میں بھرتی کرنے سے روک دیا گیا ہوتا تو نوع انسان کبھی کی اس کائنات کو مسخر کر چکی ہوتی۔موت وحیات اور خود ابلیس اُن سے تعاون کرتے۔لیکن نوع انسانی کی اجتماعی کوشش نے کبھی مرکزی صورت اختیار نہ کی۔دس انسان اصلاح کے لئے کوشاں رہے تو سینکڑوں مخالف سمت میں دھکیلتے رہے۔یہ سبب ہوا کہ مسلمانوں کو موت بھی آتی رہی،کمزوریاں اور بڑھاپے بھی حائل ہوتے رہے۔صرف اپنا گھر صاف ستھرا رکھنے سے ٹی بی کے جراثیم نہ رکتے ہیں نہ پیدا ہونے بند ہوتے ہیں۔اس لئے جب تک اجتماعی اقدام نہ ہوں بیماریاں لپٹتی رہیں گی۔یہی بات غذاؤں کیلئے ہے۔اب وہ شخص جو ہاتھ پر ہاتھ دھر کرنہیں بیٹھتا بلکہ اس امید میں کہ میں آگے بڑھوں گا تو دوسرے مجھے دیکھ کر بڑھیں گے اور اللہ ورسولؐ کے مشن پر اپنی خوراک وآرام قربان کرتا ہے۔ظاہر ہے کہ یہ ایک نقصان ہے جسے وہ اس غرض سے اختیار کرتا ہے کہ ایک روز نوع انسان دائمی حیات وقدرت حاصل کر لے گی۔اور اس طرح وہ اپنی زندگی قربان کر دیتا ہے تو لازم ہے کہ اللہ اسے وہ چیز عطا کرے جس کیلئے اس نے قربانی دی ہے اور وہ تھی اس کی زندگی۔لہٰذا اگر اسے بدلے میں اتنی زندگی بھی نہ دی جائے جتنی وہ قتل نہ ہونے کی صورت میں رکھتا تھا تو یہ ایک ظلم ہوگا۔اور اگر وہی زندگی اور اسی قدر مدت کی زندگی دی جائے تو یہ بڑا گھٹیا بدلہ ہوگا اور اللہ نہ ظلم کرسکتا ہے نہ گھٹیا بدلہ دینے پر مجبور ہے۔اس لئے اس فداکار جان نثار مومن کو اللہ کی طرف سے نہ صرف وہ زندگی ملتی ہے بلکہ دائمی حیات دی جاتی ہے۔تمام وہ سامان ملتا ہے جو دنیا میں ہر مومن وکافر کیلئے عام ہے۔اس کے بعد انہیں شہادت کے مقام اعلیٰ کی تمام نعمتیں ملتی ہیں۔یعنی وہ اپنے سابقہ ماحول کے اعمال پر نظر رکھنے کی طاقت پاتے ہیں۔اپنے متعلقین اور دیگر مومنین کی راہنمائی اور مدد کے وسائل دیئے جاتے ہیں اور ہمیشہ ترقی کرتے اور وسعتیں حاصل کرتے جاتے ہیں ۔ہمیشہ سربراہِ اسلام علیہ السلام سے رابطہ اور سلسلہ فیوض برقرار رہتا ہے۔اور ظہور امام زماں علیہ السلام اور غلبۂ اسلام کے وقت وہ تمام حضراتؑ جو حضرت آدمؑ کے زمانہ سے شہید ہوتے رہے تھے،رجعت کے حکم پر نصرت امامؑ کیلئے تشریف لائیں گے۔وہی وقت ہوگا جبکہ تمام زندہ انبیاؑ مثلاً حضرت عیسیٰؑ وادریسؑ وخضرؑ نصرت امامؑ کیلئے ظہور فرمائیں گے۔اور وہ تمام دشمنانِ اسلام اور قاتلانِ مومنین بھی دنیاوی سزا کیلئے حاضر کئے جائیں گے اور انہیں جسمانی عذاب وسزا دی جائے گی۔یہ وہ زمانہ ہوگا کہ ابلیس کا کاروبار بند کردیا جائے گا۔سرمایہ دارانہ اور طبقہ وارانہ اجارہ داری بجبر ختم کردی جائے گی۔وہی نظام انسانی ذہنوں میں ودیعت چلا آرہا ہے۔جس کے ماتحت اشتراکیت کے نظام جنم لے رہے ہیں۔اسلام اُس نظام کو دل کی خوشی اور اختیاری سپردگی سے قائم کرنا چاہتا تھا۔لیکن ابلیس کے حصے والے لوگ یہ ڈھکوی ،خالصی اور مسعودی مذہب کے نمائندے وہ ہیں جن کے بھروسہ پر ابلیس نے اللہ کو چیلنج کرتے ہوئے کہا تھا۔

لَعَنَهُ اللّٰهُ وَ قَالَ لَا تَخِذَنَّ مِنْ عِبَادِکَ نَصِیْبًا مَّفْرُوْضًا ه وَّ لَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُ مَنِّیَنَّهُمْ وَلَاٰ مُرَ نَّهُمْ..الخ (نساء119-4/118)

''اللہ اس پر لعنت کرے اس نے کہا تھا کہ میں تیرے بندوں میں سے وہ حصہ ضرور حاصل کر کے رہوں گا جو میرا مشن چلانے کیلئے حاصل کرنا مجھ پر فرض ہوگیا ہے اور پھر میں اُن تیرے بندوں کو تیرے مقاصد کے خلاف تیار کروں گا۔اور اُن کے دل ودماغ میں امیدوں اور آرزؤں کا طوفان برپا کردوں گا۔پھر یقیناً میں اُن پر حکمرانی کروں گا،وغیرہ۔

اس ابلیسی گروہ کو اب جبر کے ساتھ مسلمان کرنا پڑے گا۔یہی وجہ ہے کہ دنیا میں چاروں طرف مارشل قوتیں اُن خبیثوں کے خلاف برسرکار ہیں۔جب تک یہ دعویداران ملّائیّت مسلمانوں سے الگ نہ کردئے جائیں اس وقت تک اُمت کیلئے فلاح دارین ممکن نہیں ہے۔اور انہیں الگ کرنے کیلئے رحم وانصاف وعدل کا ہر

گز استعمال نہیں ہونا چاہیئے۔ اسلئے کہ یہ سب کچھ کر کے دیکھ لیا گیا ہے۔ انہوں نے نہایت بے رحمی سے اُمت کو کافر و مشرک کے فتوے لگا لگا کر سینکڑوں فرقوں میں توڑ پھوڑ دیا ہے۔

والسلام

احسنؔ عفی عنہ

عنوان نمبر	(الف)	عنوان
		پیش رفت
1		شرک سازوں کا حدودِ اربعہ
2		نظامِ شرک کے از سرِ نو قیام کی اسکیم محمدؐ و آلِ محمدؐ سے انتقام پر مشتمل ہے
3		توحید روڈ کیماڑی پر دشمنانِ اسلام کی شرک ساز فیکٹری
	(الف)	تمام مزاروں، تمام درگاہوں اور آستانوں کو تباہ کردو، ورنہ تم مشرک ہو
	(ب)	مسلمانوں کے مشرکانہ نعرے
	(ج)	تمام امت مشرکانہ اعمال میں دل کھول کر مبتلا ہے
	(د)	بزرگانِ دین سے مسلمانوں کی وہ عقیدت جو دشمنانِ دین کو پسند نہیں
	(ہ)	آنحضرتؐ مشرک علما کے نزدیک معاذ اللہ باقی مُردوں کی طرح مُردہ ہیں
	(و)	عام مسلمان اور بزرگ تو الگ رہے نبیؐ کو بھی درود وسلام نہیں پہنچتا
4		سنبھل کر پاؤں رکھیں میکدہ میں -----
5		منافقین ومشرکین کو کافرانہ مگر عاقلانہ جواب
	(ب)	مشرک مسلمان علما کا بُتخانہ اور ان کی مشرکانہ نمازیں (دوسرا جواب)
	(ج)	مشرک علما اسلامی نماز نہیں پڑھتے بلاوسیلہ نماز باطل ہے
	(د)	آیئے ذرا مشرکانہ نماز اور مشرک نمازیوں پر عقل کی روشنی ڈالیں
	(پہلی روشنی)	مشرک مسلمان عہدِ رسولؐ کے قبل سے نمازی تھے
	(دوسری روشنی)	مشرک نمازی اللہ و رسولؐ کے کافر تھے
	(تیسری روشنی)	مشرکوں کا اللہ یہی کائنات ہے۔ یہی اُن کی مسجود ومعبود ہے
	(چوتھی روشنی)	مشرکین سے نماز پر سوالات۔ تمام مسلمان مشرک علما جواب دیں
	پہلا سوال	کیا اللہ کعبہ میں ہے؟ کیا کعبہ واقعی اللہ کا گھر یعنی بیت اللہ ہے؟
	دوسرا سوال	
	تیسرا سوال	
	چوتھا سوال	
	پانچواں سوال	
	چھٹا سوال	
	آخری فیصلہ	
6		''مسلمان مشرک'' علامہ عبدالرزاق اور ڈاکٹر عثمانی کے فرمودات
	پنجم:	سخت کلامی کا اقرار اور گمراہ ومشرک مسلمانوں کی تعداد سنئے
	ششم:	مسلمان علما کی شان سنئے
7		لمحۂ فکریہ۔ تین ریڈیو سٹیشن اور بدعت کی موافقت ومخالفت
8		عدل وانصاف اور عدالت کی باتیں
	پہلا سوال	
	دوسرا سوال	

9 مسلمان مشرک علما کا فریب اور قرآن سے استدلال کی حیثیت
10 مسلمان مشرک علما قرآن کریم سے فریب کرتے ہیں
11 مشرک مسلمان عالم کی پیش کردہ آیات کا نمونہ بقلم خود ملاحظہ ہو
پہلی بات
دوسری بات
تیسری بات مشرک مسلمان علما کے منہ پر قرآنی طمانچہ
12 مسلمان مشرک علما اور انکے شرک ساز بزرگوں کے عقائد قرآن سے
(1) کیا ہم اس ایمان میں پورے ہیں؟
(2) وہ ادارہ جس کے افراد کو ایک دوسرے سے جدا کرنا شرک ہے
(3) مشرکین نے اسلام اور شرک کے درمیان ایک قدیم اور منفی مذہب۔۔۔
(4) منفی توحید کا پاکستانی نمائندہ اور ہمارے قرآنی بیانات کی تصدیق
(1) توحید کی عملی تعریف۔حکومت کا حق اور اختیار
(الف)۔توحید
(5) رسوؐل کی شخصیت کے تین ٹکڑے (مشرکانہ تقسیم)
(الف) ''رسالت''
(ب) ''منصبِ امارت''
(ج) ''رسوؐل کی تیسری حیثیت''
(د) پرویز صاحب نے تقسیم مکمل کر دی مگر وحی کی تبدیلی کا اختیار خود لے لیا
(ہ) رسوؐل کو معاذ اللہ ایک عام آدمی بلکہ غیر معصوم واجتہاد کرنیوالا کہا گیا
(ii)'' حضوؐر کا ذاتی اجتہاد''
13 اللہ نے محمدؐ کو اپنی حکومت واطاعت وعبادت میں شریک رکھا ہے 59
(1) یک حرفی عبادت کی معصوؐم تفسیر 62
(2) آنحضرؐت کی اطاعت وحکومت ہی اللہ کی اطاعت وحکومت ہے 62
(3) رسوؐل مغفرتِ خداوندی میں شریک ہیں انکی حکومت کا منکر کافر ہے 63
(4) اللہ نے محمدؐ کو اپنی صفات میں شریک کیا ہے 67
(5) محمدؐ پوری کائنات کیلئے رحمت ہیں 68
(6) (الف) مشرک علما نے دھونس اور دھاندلی سے کام لیا ہے 70
(ب) شرک ساز مسلم علما کو قرآن کے سامنے حاضر کرو اور قرآن کی تلاوت سناؤ 72
(ج) میں مجتہدانہ معجزات کا منکر ہوں۔کیوں؟ 74
(د) مصنوعی توحید پرستوں کو پھر قرآن سنائیں 77
(ہ) محمدؐ مصطفیٰ حیات بخشنے پر قدرت رکھتے ہیں 78
(و) پرویز کو دعا کیوں دی؟اس لئے کہ وہ ہم سے متفق ہیں 82
اللہ اور رسوؐل کیلئے واحد کا صیغہ 82
(ز) محمدؐ کی اطاعت ہی اللہ کی اطاعت ہے۔۔۔۔۔۔ 83
5 اللہ سے مراد قرآنی معاشرہ 87

	(ح)	پرویزی بیان پر آخری نظر	88
	(ط)	محمد غضل خداوندی میں بھی شریک ہیں	89
14		اولیا کون ہیں؟ اولیا کی خصوصیات اور مشرک اولیا	92
	(الف)	سرسری نظر میں ہر مومن ولی ہے؟	93
	(ب)	اس ترجمہ سے ولایت اور ولی اہل کتاب وکفار کو بھی بنایا جاسکتا ہے	94
	(ج)	یہ ترجمہ شرکسازوں کا منہ تو بند کر دیتا ہے۔مگر ولایت بہت ارزان ہوگئی	94
	(د)	ولایت اور ولی کی پوزیشن پر ایک ہلکی سی نظر	95
	(ہ)	عہدِ رسولؐ کے مشرک مسلمان کن لوگوں کو اپنا اولیا بناتے تھے؟	99
	(و)	اسلام کے خلاف منصوبہ ساز گروہ منافق نہیں بلکہ ڈھکوی قسم کا مسلمان تھا	100
	(ز)	ڈھکوی اور مسعودی ٹائپ(Type) مسلمان عہدِ رسولؐ میں	100
	(ح)	قریشی مشرکین اسلام اسلئے لائے کہ اپنے آباؤاجداد کو اولیآء بنالیں	103
15		اُن آیات کی پوزیشن جن کو مشرک علما استعمال کرتے ہیں	103
	اوّل		104
		تنقیدی پہلو	104
		دوسرا پہلو	106
	دوم		107
		تنقیدی پہلو	107
		دوسرا پہلو	108
		تیسرا پہلو	109
	سوم		109
	چہارم		109
		نوٹ نمبر1	109
		نوٹ نمبر2	110
	پنجم	پانچویں آیت	110
		تنقیدی پہلو	110
		ترجمانی میں بددیانتی اور فریب	110
		ایک اور چالاکی	111
		چھٹی آیت ایک کھلا فراڈ	111
		مذکورہ آیت کا مقصد	113
		وسیلہ وتقرب حاصل کرنے کا عام طریقہ	113
		ساتویں آیت	115
		تنقیدی پہلو	115
		مسعود اینڈ کمپنی کا مذہب اور سکیم	116

	شرک ساز مسلمان علما کی عبادت اور ایمان	117
	دوسرا تنقیدی جواب	118
	ہمارے سفارشی سند یافتہ حضرات ہیں	119
	آٹھویں آیت پر بھی ایمان نہیں رکھتے	120
	قارئین ان خبیثوں سے دریافت کرو کہ	121
	نویں آیت فریب کیلئے پیش کی ہے	122
	دسویں اور گیارہویں آیات اور شہدا کی زندگی اور اللہ کا مذاق	122
(الف)	اللہ نے فرمایا کہ انسان شہدا کی زندگی کا شعور نہیں رکھتے	122
(ب)	شہدا کو قیامت سے پہلے اللہ کے پاس والی جنت میں داخل کر دیا	123
	تنقیدی پہلو	124
	تنقید کا دوسرا پہلو	126
	تنقید کا تیسرا پہلو	126
	وہ آیات جو شہداء کی پوزیشن بتاتی ہیں	126
	اسلام کے معنی اور مقصد	129